بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 71

ایڈیٹر منصور احمد

شمارہ 50

شرح چندہ
سالانہ 850 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly BADAR Qadian

www.akhbarbadrqadian.in

20 رجمادی الاوّل 1444 ہجری قمری ● 15 رفتح 1401 ہجری شمسی ● 15 ردسمبر 2022ء

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ
الَّذِیۡنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ
وَجِلَتۡ قُلُوۡبُہُمۡ

(سورۃ انفال:3)

(ترجمہ) مومن صرف وہی ہیں
جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے
توان کے دل ڈر جاتے ہیں۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 9 ردسمبر 2022 کو مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ) سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

میرے نزدیک متکبر سے زیادہ کوئی بت پرست اور خبیث نہیں، متکبر کسی خدا کی پرستش نہیں کرتا، بلکہ وہ اپنی پرستش کرتا ہے

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

تکلّفات سے پرہیز

جب مہمانوں کی ضرورت کیلئے مکان بنانے کی ضرورت پیش آئی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام بار بار یہی تاکید فرمائی کہ اینٹوں اور پتھروں پر پیسہ خرچ کرنا عبث ہے۔ اتنا ہی کام کرو جو چند دن بسر کرنے کی گنجائش ہو جائے۔ نجار تیر بندیاں اور تختے رندے سے صاف کر رہا تھا۔ حضور نے اسے روک دیا اور فرمایا:

’’یہ محض تکلّف ہے اور ناحق کی دیر لگانا ہے۔ مختصر کام کرو۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ ہمیں کسی مکان سے کوئی اُنس نہیں ہے۔ ہم اپنے مکانوں کو اپنے اور اپنے دوستوں میں مشترک جانتے ہیں اور بڑی آرزو ہے کہ مل کر چند دن گزارہ کرلیں اور فرمایا کہ ایسا مکان ہو کہ چاروں طرف ہمارے احباب کے گھر ہوں اور درمیان میرا گھر ہو اور ہر گھر میں میری ایک کھڑکی ہو اور ہر ایک سے ہر ایک وقت واسطہ و رابطہ رہے۔‘‘

خدمت گزاری

ایک دفعہ نئے مکان میں چارپائی پڑی ہوئی تھی جس پر مولوی عبدالکریم صاحب سو رہے تھے۔ وہاں حضور ٹہل رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد جاگا تو دیکھا کہ حضور فرش پر چارپائی کے نیچے لیٹے ہوئے ہیں۔ مولوی صاحب ادب سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ حضور نے بڑی محبت سے پوچھا کہ کیوں اٹھ کھڑے ہوئے؟ انہوں نے پاس ادب کا عذر کیا۔ اس پر حضور نے فرمایا:

’’میں تو آپ کا پہرہ دے رہا تھا۔ لڑکے شور کرتے تھے انہیں روکتا تھا کہ آپ کی نیند میں خلل نہ آوے۔‘‘

خاکساری

لوگوں کو حضور سے بات کرنے میں کمال آزادی تھی اور ہر شخص بلا روک ٹوک حضور سے بات چیت کر سکتا تھا۔ اس بارے میں حضور نے فرمایا کہ

’’میرا یہ مسلک نہیں کہ میں ایسا تُندخُو اور بھیانک بن کر بیٹھوں کہ لوگ مجھ سے ایسے ڈریں، جیسے درندہ سے ڈرتے ہیں اور میں بت بننے سے سخت نفرت رکھتا ہوں۔ میں تو بت پرستی کے رد کرنے کو آیا ہوں نہ یہ کہ میں خود بت بنوں اور لوگ میری پوجا کریں۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ میں اپنے نفس کو دوسروں پر ذرا بھی ترجیح نہیں دیتا۔ میرے نزدیک متکبر سے زیادہ کوئی بت پرست اور خبیث نہیں۔ متکبر کسی خدا کی پرستش نہیں کرتا، بلکہ وہ اپنی پرستش کرتا ہے۔‘‘

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 421، مطبوعہ قادیان 2018)

قرآن مجید نے سب سے مقدم حکم توحید کے قیام اور شرک کے ردّ کا دیا ہے
توحید کو اس لئے مقدم رکھا ہے کیونکہ کوئی گناہ بغیر شرک کے پیدا نہیں ہوتا
گناہ کا مرتکب انسان اسی لئے گناہ میں مبتلا ہوتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی ذات اور صفات پر کامل ایمان اور توکل نہیں رکھتا

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورہ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 24 وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِیَّاہُ وَبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا ؕ اِمَّا یَبۡلُغَنَّ عِنۡدَکَ الۡکِبَرَ اَحَدُہُمَاۤ اَوۡ کِلٰہُمَا فَلَا تَقُلۡ لَّہُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنۡہَرۡہُمَا وَقُلۡ لَّہُمَا قَوۡلًا کَرِیۡمًا (ترجمہ: تیرے ربّ نے (اس بات کا) تاکیدی حکم دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور (نیز اپنے) ماں باپ سے اچھا سلوک کرنے کا۔ اگر ان میں سے کسی ایک پر یا ان دونوں پر جب تیرے پاس ہوں بڑھاپا آجائے تو انہیں (نہ کسی بات پر ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے) اُف تک نہ کہو اور نہ انہیں جھڑک۔ اور ان سے (شریفانہ طور پر) نرمی سے بات کر۔) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اب اللہ تعالیٰ وہ ترکیب بتاتا ہے جس کے ذریعہ سے انسان اپنے نظام کو محفوظ رکھ سکتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم کی تعلیمات کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ ہدایت کے دنوں میں ان احکام کی پابندی کرنا اور ان کا خیال رکھنا، تب ہی تم تنزل سے بچ سکو گے ورنہ ترقیات قائم نہ رہ سکیں گی۔

قرآن مجید نے سب سے مقدم حکم توحید کے قیام اور شرک کے ردّ کا دیا ہے۔ جب دنیا میں حکومتیں ملتی ہیں تو ساتھ ہی توہم پرستی اور شرک بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ اسلئے جہاں ترقیات کی پیشگوئی کی وہاں آئندہ کے خطرات سے بھی بچنے کا حکم دیا اور ان سے آگاہ کر دیا۔ توحید کو اس لئے مقدم رکھا ہے کیونکہ کوئی گناہ بغیر شرک کے پیدا نہیں ہوتا۔

میرے نزدیک سب گناہ دراصل شرک ہی کی شاخیں ہیں۔ گناہ کا مرتکب انسان اسی لئے گناہ میں مبتلا ہوتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی ذات اور صفات پر کامل ایمان اور توکل نہیں رکھتا۔ توحید کا مسئلہ نیکیوں کیلئے بطور ایک بیج کے ہے۔ تمام مذاہب اور تمام اخلاق اسی مرکز کے گرد چکر لگاتے ہیں۔ اگر توحید کا عقیدہ نہ اختیار کیا جائے تو قانون قدرت اور قانونِ شریعت دونوں کی بنیاد ہل جاتی ہے۔ قانون شریعت کا تعلق تو واضح ہی ہے۔ مگر قانون قدرت کی تمام ترقیات اور سائنس کی تمام تر بنیاد بھی توحید پر ہی ہے۔ کیونکہ اگر مختلف خدا مانے جائیں تو ان کے مختلف قانون ہونے چاہئیں یا پھر کم از کم اس میں مختلف تبدیلیاں ہوتی رہنی چاہئیں اور اگر ایسا ہو یعنی ایک اٹل قانون اور ایک قائم سلسلہ قانون قدرت کا دنیا میں جاری نہ ہو تو تمام علمی ترقیات یکدم بند ہو جائینگی کیونکہ سائنس کی ترقی اور ایجادات کی وسعت کی بنیاد اسی پر ہے کہ دنیا میں ایک منظم اور نہ بدلنے والا قانون جاری رہے۔ اگر انسان کو یہ خیال ہو کہ عالم میں کوئی نظام نہیں یا یہ کہ نظام بلتا رہتا ہے تو وہ کبھی قانون قدرت کی باریکیوں کے دریافت کرنے کی طرف توجہ نہیں کر سکتا۔

(تفسیر کبیر، جلد 4، صفحہ 320، مطبوعہ قادیان 2010ء)

......☆......☆......☆......

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جانوروں کو پانی پلانے کا ثواب

(2363) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ایک بار ایک شخص (راستے میں) چلا جا رہا تھا کہ اسے سخت پیاس لگی اور وہ ایک کنویں میں اترا اور اس سے پانی پیا۔ اس کے بعد وہ نکلا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک کتا ہے جو ہانپ رہا ہے اور پیاس کے مارے کیچڑ چاٹ رہا ہے تو اس شخص نے (دل میں) کہا کہ اسے بھی وہی تکلیف ہے جو مجھے پہنچی تھی۔ اس نے اپنا موزہ بھرا اور اسے اپنے منہ سے پکڑ کر اوپر چڑھا اور کتے کو پلایا۔ اللہ تعالیٰ نے اسکے اس عمل کی قدر کی اور اسکے گناہوں کی مغفرت فرمائی۔ صحابہؓ نے پوچھا: یا رسول اللہ! کیا ہمیں جانوروں (کو پانی پلانے) کی وجہ سے بھی ثواب ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا: ہر جگہ کی وجہ سے ثواب ہوگا جو تر و تازہ ہو (یعنی ہر جاندار کے ساتھ نیک سلوک کرنے میں اجر ہے)

(صحیح بخاری، جلد 4، کتاب المساقاۃ، مطبوعہ 2008 قادیان)

اس شمارہ میں

اداریہ
خطبہ جمعہ حضور انور فرمودہ 25 رنومبر 2022ء (مکمل متن)
سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)
سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)
رپورٹ دورہ امریکہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ
اہم سوالات کے جوابات از حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ
خطبہ جمعہ بطرز سوال و جواب
نماز جنازہ حاضر و غائب | اعلان نکاح
خلاصہ خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

جلسہ سالانہ قادیان

23، 24، 25 ردسمبر 2022ء
(بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار)
منعقد ہوگا، انشاء اللہ

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

سال 2022 میں تحریک جدید کی قربانیوں میں صوبہ کیرلہ اوّل تامل ناڈو دوم اور کرناٹک سوم پوزیشن پر رہا

گزشتہ شمارہ میں ہم نے سال 2022 میں تحریک جدید کی مالی قربانیوں میں سرفہرست رہنے والی بھارت کی دس جماعتوں کا ذکر کیا تھا۔اور ساتھ ہی 2013 سے لیکر 2022 تک دس سال کا گوشوارہ بھی پیش کیا تھا تا کہ احبابِ جماعت کو یہ معلوم ہو سکے کہ اُن کی جماعت اِن سالوں میں کس کس پوزیشن پر آتی رہی ہے۔اور تا کہ وہ قرآنی ارشاد فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ کے مطابق ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں اور اپنے اندر مسابقت کی رُوح پیدا کریں۔

اس شمارہ میں ہم سال 2022 میں تحریک جدید کی مالی قربانیوں میں سرفہرست رہنے والے بھارت کے دس صوبہ جات کا ذکر کریں گے اور ساتھ ہی صوبہ جات کے دس سال کا گوشوارہ بھی پیش کریں گے تا کہ احباب کو معلوم ہو سکے کہ اُن کا صوبہ تحریک جدید کی مالی قربانیوں میں کب کب کس پوزیشن پر رہا ہے۔اور وہ دس سالہ گوشوارہ اس طرح سے ہے۔

تحریک جدید میں بھارت کے سرفہرست رہنے والے صوبہ جات کا دس سالہ گوشوارہ

2013	کیرالہ	اے.پی	J&K	کرناٹک	بنگال	اڈیشہ	پنجاب	یو.پی	ایم.پی	دہلی
2014	کیرالہ	تامل ناڈو	کرناٹک	اے.پی	J&K	اڈیشہ	بنگال	پنجاب	دہلی	لکشدیپ
2015	کیرالہ	تامل ناڈو	کرناٹک	اے.پی	J&K	اڈیشہ	پنجاب	بنگال	دہلی	ایم.پی
2016	کیرالہ	کرناٹک	اے.پی	تامل ناڈو	J&K	اڈیشہ	پنجاب	بنگال	دہلی	ایم.پی
2017	کیرالہ	کرناٹک	J&K	تلنگانہ	تامل ناڈو	اڈیشہ	پنجاب	بنگال	دہلی	ایم.پی
2018	کیرالہ	کرناٹک	تامل ناڈو	تلنگانہ	J&K	اڈیشہ	پنجاب	بنگال	دہلی	ایم.پی
2019	کیرالہ	کرناٹک	تامل ناڈو	تلنگانہ	J&K	اڈیشہ	پنجاب	بنگال	دہلی	یو.پی
2020	کیرالہ	تامل ناڈو	کرناٹک	J&K	تلنگانہ	پنجاب	اڈیشہ	بنگال	دہلی	ایم.پی
2021	کیرالہ	تامل ناڈو	J&K	کرناٹک	تلنگانہ	اڈیشہ	پنجاب	بنگال	دہلی	لکشدیپ
2022	کیرالہ	تامل ناڈو	کرناٹک	J&K	تلنگانہ	اڈیشہ	پنجاب	بنگال	دہلی	ایم.پی

مندرجہ بالا فہرست سے ظاہر ہے کہ کیرلہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ یہ سالہا سال سے تحریک جدید کی مالی قربانیوں میں سرفہرست ہے۔اور اس سال یعنی سال 2022 میں بھی اس نے اپنے مقام کو برقرار رکھا ہے۔احباب کو علم ہے کہ ہر سال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تحریک جدید کی مالی قربانیوں میں سرفہرست رہنے والے دس صوبوں کے ساتھ دس جماعتوں کا بھی ذکر کرتے ہیں۔ہر سال سب سے زیادہ دس قربانی کرنے والی جن جماعتوں کا ذکر ہوتا ہے اُن دس میں سے چار پانچ یا چھ جماعتیں کیرلہ کی ہوتی ہیں۔سال 2013 میں حضور پُرنُور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تحریک جدید کے 79 ویں سال کے اختتام اور 80 ویں سال کے آغاز کا اعلان فرمایا اور جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھارت کی دس سب سے زیادہ قربانی کرنے والی جماعتوں کا ذکر فرمایا تو اُن دس میں سے 5 جماعتیں کیرلہ کی تھیں۔چنانچہ حضور پُرنُور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جماعتوں کے ذکر کے معاً بعد فرمایا :

”کیرالہ کی جماعتیں ماشاء اللہ کافی ایکٹو (active) ہیں۔“

حضور انور کا یہ تعریفی جملہ صوبہ کیرلہ اور اس کی جماعتوں کے لئے ایک اعزاز ہے۔پس صوبہ کیرلہ اور اس کی جماعتوں کو بہت بہت مبارک ہو کہ اسے بھارت کے سب صوبوں اور بھارت کی سب جماعتوں سے زیادہ مالی قربانیوں کی توفیق مل رہی ہے۔حالانکہ بعض صوبے ایسے ہیں جہاں احمدیوں کی تعداد کیرلہ سے زیادہ ہے لیکن اس کے باوجود کیرلہ کی جماعتیں قربانیوں میں آگے بڑھی ہوئی ہیں۔یہی وجہ ہے جو حضور انور نے فرمایا کہ:”کیرالہ کی جماعتیں ماشاء اللہ کافی ایکٹو (active) ہیں۔“ پس صوبہ کیرلہ کے سالہا سال سے اوّل آنے کی بڑی وجہ یہی ہے کہ بھارت کی سب سے زیادہ دس قربانی کرنے والی جماعتوں میں سے کسی سال کیرلہ کی 6 جماعتیں ہوتی ہیں کسی سال 5 کسی سال 4 اور کسی سال 3۔اور دس سالہ گوشوارہ جماعتوں کا جو ہم نے آخر میں پیش کیا ہے اس میں صرف دو سال ایسے ہیں جن میں دس میں سے کیرلہ سے 3 جماعتیں تھیں وگرنہ ہر سال تین سے زیادہ ہی رہی ہیں۔اور سال 2017 میں تو دس جماعتوں میں سے چھ جماعتیں کیرلہ کی تھیں۔پس صوبہ کیرلہ سے آگے بڑھ جانا کسی اَور صوبے کے بس کی بات نہیں۔ہم ناممکن تو نہیں کہتے ہاں مشکل ضرور ہے۔ہر شخص کی یہ تمنا ہونی چاہئے کہ اس کا صوبہ قربانیوں میں اوّل رہے اور اس کے مطابق بھرپور کوشش بھی کرنی چاہئے۔

بہرحال اللہ تعالیٰ نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی تعلیم دیتا ہے۔جیسا کہ وہ فرماتا ہے وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ (سورۃُ البقرہ آیت نمبر:149)

ترجمہ :: اور ہر ایک (شخص) کا ایک (نہ ایک) مطمح نظر ہوتا ہے جسے وہ (اپنے آپ پر) مسلط کرلیتا ہے سو (تمہارا مطمح نظر یہ ہو کہ) تم نیکیوں (کے حصول) میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔

پس یہ مسابقت کی رُوح ہر سطح پر قائم رہنی چاہئے۔افراد میں بھی جماعتوں میں بھی اور صوبوں میں بھی۔ہر احمدی کو چاہئے کہ مالی قربانی میں اپنی پوری طاقت کا مظاہرہ کرے۔ہر شخص اپنی حالت کو بہتر جانتا ہے اور وہ خدا کے حضور جواب دہ ہے۔سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ مندرجہ بالا آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں :

درحقیقت اسلام اور دوسرے مذاہب میں جہاں اور بہت سے امتیازات ہیں جو اُس کی فضیلت کو نمایاں طور پر ثابت کرتے ہیں وہاں ایک بہت بڑا فرق یہ بھی ہے کہ دوسرے مذاہب صرف نیکی کی طرف بلاتے ہیں مگر اسلام استباق کی طرف بلاتا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دنیا میں ہر قوم نے ایک ایک طرف اختیار کرلی ہے اور نیکی کی طرف سے اپنا منہ پھیر لیا ہے۔وہ کہتے تو یہی ہیں کہ ہم نیکی کی طرف لے جاتے ہیں لیکن واقعہ میں ایسا نہیں کرتے۔پس اُن کے اور اطراف کو اختیار کرلینے کی وجہ سے نیکی کی طرف بالکل خالی رہ گئی ہے۔تم اس کو لے لو اور اوّل تو نیکی اختیار کرو اور پھر نیکیوں میں استباق کرو اور دوسروں سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔اللہ تعالیٰ نے یہاں استباق کا لفظ رکھا ہے جس میں بظاہر سرعت اور تیزی نہیں پائی جاتی اس لئے کہ اگر دو آدمی سست روی سے جا رہے ہوں اور ایک ان میں سے کسی قدر آگے بڑھ جائے تو لغت کے اعتبار سے اس نے استباق کرلیا۔اسی طرح ہر کام میں تھوڑا سا بڑھنے کا نام استباق رکھا جا سکتا ہے لیکن دراصل اس لفظ میں انتہا درجہ کی سرعت اور تیزی سے آگے بڑھنے کا مفہوم پایا جاتا ہے کیونکہ ہر شخص کیلئے یہ حکم ہے کہ وہ استباق کرے۔اب اگر ایک شخص کوشش سے کچھ آگے بڑھے تو دوسرے کیلئے بھی حکم ہے کہ وہ اس سے آگے بڑھے۔اور جب وہ اس سے آگے بڑھے گا تو پھر پہلے کو وہی حکم آگے بڑھنے کیلئے تیار کردے گا۔غرض ہر ایک کیلئے استباق کا حکم ہے۔اور ہر شخص جہاں تک انسانی طاقت میں ہے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کریگا اور اس طرح اُس کی نیکیوں میں ترقی کرنے کی رفتار بہت تیز ہو جائے گی......

دوسرے مذاہب والے کہتے ہیں کہ نیکی کرو مگر اسلام کہتا ہے کہ نیکی کرو اور ایک دوسرے سے آگے بڑھو۔یہ کام کوئی معمولی کام نہیں۔ایک دو کا مقابلہ ہو تو کوئی بات بھی ہے لیکن یہاں تو لاکھوں کا مقابلہ ہے۔جب ایک دو کے مقابلہ میں بھی تیاری کی ضرورت ہوتی ہے تو جہاں لاکھوں میں مقابلہ ہو وہاں کتنی بڑی تیاری کی ضرورت ہو گی......

غرض اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی شناخت کا یہ معیار بیان فرمایا ہے کہ وہ تسابق اختیار کرتے ہیں اور نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش یقیناً ہر قوم کے معیار کو اتنا بلند لے جاتی ہے کہ اس کا انسان قیاس بھی نہیں کرسکتا۔جب کبھی نیکی دنیا سے مفقود ہو جائے یا جب کبھی نیکی میں آگے بڑھنے کی رُوح مفقود ہو جائے اس وقت قوم یا تو مرنا شروع ہو جاتی ہے یا گرنا شروع ہو جاتی ہے لیکن جب تک تسابق کی روح کسی قوم میں قائم رہے اُس وقت تک خواہ وہ کتنی بھی ذلت میں پہنچی ہوئی ہو اور کتنی بھی گری ہوئی ہو پھر بھی اپنی چمک دکھلاتی چلی جاتی ہے اور اس کیلئے موقعہ ہوتا ہے کہ وہ پھر آگے بڑھے......

قرآن کریم نے فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ کہہ کر اور ایک جگہ وَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا فرما کر اس امر کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ اس دُنیا میں مقابلہ ہو رہا ہے۔تمہارا فرض ہے کہ اس مسابقت میں سب سے آگے نکلنے کی کوشش کرو۔ہماری جماعت کو بھی چاہیے کہ ہم میں سے ہر فرد اپنے نفس کو ٹٹولتا رہے اور دین کے ساتھ ایک گہری محبت اور شیفتگی پیدا کرنے کی کوشش کرے۔اور سوتے جاگتے، اٹھتے، بیٹھتے بس یہی ایک مقصد اپنے سامنے رکھے کہ ہم نے اسلام کو دنیا میں غالب کرنا ہے۔جب تک یہ روح ہمارے اندر پیدا نہیں ہوتی اُس وقت تک ہم اپنے مقصد میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ (تفسیر کبیر، جلد2 صفحہ 255)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے کے بعد اسلام کو دُنیا میں غالب کرنے کی ذمہ داری احمدیوں کی ہے کسی غیر کی نہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔چونکہ ہم نے صوبوں کے ساتھ جماعتوں کا بھی ذکر کیا ہے اس لئے جماعتوں کی فہرست بھی ذیل میں درج کرتے ہیں۔ (منصور احمد مسرور)

تحریک جدید کی مالی قربانیوں میں بھارت کی سرفہرست رہنے والی جماعتوں کا دس سالہ گوشوارہ

2013	کرولائی	کالیکٹ	حیدرآباد	کنورٹاؤن	پینگاڑی	قادیان	کلکتہ	یادگیر	چنئی	ماتھوٹم
2014	کرولائی	کالیکٹ	حیدرآباد	قادیان	کنورٹاؤن	پینگاڑی	سولور	کلکتہ	چنئی	بنگلور
2015	کرولائی	حیدرآباد	کالیکٹ	قادیان	پتھاپریم	کنورٹاؤن	پینگاڑی	کلکتہ	بنگلور	سولور
2016	کرولائی	کالیکٹ	حیدرآباد	پتھاپریم	قادیان	کنورٹاؤن	پینگاڑی	دہلی	کلکتہ	سولور
2017	کالیکٹ	پتھاپریم	قادیان	حیدرآباد	کلکتہ	بنگلور	کنورٹاؤن	پینگاڑی	ماتھوٹم	کرولائی
2018	قادیان	حیدرآباد	پتھاپریم	چنئی	کالیکٹ	بنگلور	کلکتہ	پینگاڑی	کنورٹاؤن	یادگیر
2019	کرولائی	قادیان	پتھاپریم	حیدرآباد	کوئمبٹور	پینگاڑی	بنگلور	کالیکٹ	کولکتہ	یادگیر
2020	کوئمبٹور	کرولائی	قادیان	پتھاپریم	حیدرآباد	کنورٹاؤن	کولکاتہ	کالیکٹ	بنگلور	ماتھوٹم
2021	قادیان	کوئمبٹور	حیدرآباد	کرولائی	پتھاپریم	کلکتہ	بنگلور	کیرنگ	کالیکٹ	میلاپالم
2022	کوئمبٹور	قادیان	حیدرآباد	کرولائی	پتھاپریم	کالیکٹ	بنگلور	میلاپالم	کولکاتہ	کیرنگ

......☆......☆......☆......

خطبہ جمعہ

لوگوں میں سے کوئی بھی نہیں جو بلحاظ اپنی جان اور مال سے مجھ پر ابوبکر بن ابوقحافہ سے بڑھ کر نیک سلوک کرنے والا ہو (الحدیث)

دَورِ جاہلیت میں حضرت ابوبکرؓ کو قریش کے سرداروں اور ان کے اشراف و معزز لوگوں میں شمار کیا جاتا تھا

حضرت ابوبکرؓ غریبوں اور مسکینوں پر بے حد مہربان تھے، سردیوں میں کمبل خریدتے اور انہیں محتاجوں میں تقسیم کر دیتے

حضرت ابوبکرؓ نے خلافت سے ذاتی فائدہ کوئی حاصل نہیں کیا بلکہ آپ خدمتِ خلق میں ہی بڑائی خیال کیا کرتے تھے

جنگِ اُحد میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی افواہ پھیلی تو سب سے پہلے حضرت ابوبکرؓ ہجوم کو چیرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے

جس طرح رؤیا میں جبریل بیت المقدس کے سفر میں آپؐ کے ساتھ تھے
ہجرت میں ابوبکرؓ آپؐ کے ساتھ تھے گویا اسی طرح آپؐ کے تابع تھے، جس طرح جبریل خدا تعالیٰ کے تابع کام کرتا ہے

یا رسول اللہؐ! میں اپنی جان کیلئے تو نہیں ڈرتا، مَیں اگر مارا گیا تو صرف ایک آدمی مارا جائے گا
مَیں تو آپؐ کیلئے ڈرتا ہوں، کیونکہ اگر آپؐ کو نقصان پہنچا تو صداقت دنیا سے مٹ جائے گی

’’حضرت ابوبکرؓ قربانی کر کے بھی یہ سمجھتے تھے کہ ابھی خدا کا مَیں دیندار ہوں اور مَیں نے کوئی اللہ تعالیٰ پر احسان نہیں کیا بلکہ اسکا احسان ہے کہ اس نے مجھے توفیق دی‘‘ ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقبِ عالیہ کا ایمان افروز بیان

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 25 /نومبر 2022ء بمطابق 25 /نبوت 1401 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○
اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں کا ذکر ہو رہا تھا۔ اس ضمن میں ان کی خدمتِ خلق اور محتاجوں کو کھانا کھلانے وغیرہ کے بارے میں ملتا ہے کہ اسلام قبول کرنے سے قبل بھی حضرت ابوبکرؓ قریش کے بہترین لوگوں میں شمار ہوتے تھے اور لوگوں کو جو بھی مشکل پیش آتی تھی اُن میں وہ لوگ اُن سے مدد لیا کرتے تھے۔ مکہ میں وہ اکثر مہمان نوازی کرتے اور بڑی بڑی دعوتیں کیا کرتے تھے۔
(السیرۃ الحلبیہ، جلد 1، صفحہ 390، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

دَورِ جاہلیت میں حضرت ابوبکرؓ کو قریش کے سرداروں اور ان کے اشراف و معزز لوگوں میں شمار کیا جاتا تھا۔

حضرت ابوبکرؓ کو اس معاشرے میں شرفائے قریش میں شمار کیا جاتا تھا، افضل ترین لوگوں میں شمار ہوتا تھا۔ لوگ اپنے مسائل و معاملات میں ان سے رجوع کیا کرتے تھے۔ مکہ میں ضیافت و مہمان نوازی میں انفرادی حیثیت کے مالک تھے۔ (حضرت ابوبکر صدیقؓ شخصیت اور کارنامے از محمد الصلابی مترجم، صفحہ 52 تا 54، دار ابن کثیر بیروت 2003ء)

پھر لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ غریبوں اور مسکینوں پر بے حد مہربان تھے۔ سردیوں میں کمبل خریدتے اور انہیں محتاجوں میں تقسیم کر دیتے۔ (حضرت ابوبکر صدیقؓ کے فیصلے، صفحہ 378 مشتاق بک کارنر لاہور)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے ایک سال گرم اونی چادریں خریدیں یعنی کمبل جو دیہات سے لائی گئی تھیں اور سردی کے موسم میں مدینہ کی بیوہ عورتوں میں یہ چادریں تقسیم کی گئیں۔ (کنز العمال، جلد 3، جزء 5، صفحہ 245، کتاب الخلافۃ، حدیث 14076 دار الکتب العلمیۃ بیروت 2004ء)

ایک روایت ہے کہ خلافت کے منصب پر متمکن ہونے سے پہلے آپؓ ایک لاوارث کنبہ کی بکریوں کا دودھ دوہا کرتے تھے۔ جب آپؓ خلیفہ بن گئے تو اس کنبہ کی ایک بچی کہنے لگی کہ اب تو آپ ہماری بکریوں کا دودھ نہیں دوہا کریں گے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کیوں نہیں۔ اپنی جان کی قسم! میں تمہارے لیے ضرور دوہوں گا اور مجھے امید ہے کہ میں نے جس چیز کو اختیار کیا ہے وہ مجھے اس عادت سے نہ روکے گی جس پر مَیں تھا۔ چنانچہ آپ حسبِ سابق ان کی بکریوں کا دودھ دوہتے رہے۔ جب وہ بچیاں اپنی بکریاں لے کر آتیں تو آپؓ ازراہِ شفقت فرماتے دودھ کا جھاگ بناؤں یا نہ بناؤں؟ اگر وہ کہتیں کہ جھاگ بنا دیں تو برتن کو ذرا دُور رکھ کر دودھ دوہتے حتیٰ کہ خوب جھاگ بن جاتی۔ اگر وہ کہتیں کہ جھاگ نہ بنائیں تو برتن تھن کے قریب کر کے دودھ دوہتے تا کہ دودھ میں جھاگ نہ بنے۔ آپؓ مسلسل چھ ماہ تک یہ خدمت سرانجام دیتے رہے یعنی خلافت کے بعد چھ ماہ تک۔ پھر آپؓ نے مدینہ میں رہائش اختیار کر لی۔

پہلے حضرت ابوبکرؓ کے دو گھر تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک گھر باہر تھا وہاں باہر رہا کرتے تھے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبویؐ کے قریب، اپنے گھروں کے قریب بھی ان کو ایک جگہ دی تھی وہاں بھی انہوں نے گھر بنایا تھا۔ اسکے علاوہ بھی ایک گھر تھا۔ مدینہ میں بھی دو گھر تھے لیکن پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں زیادہ وقت یہ جو مضافات میں گھر تھا وہاں رہا کرتے تھے۔ خلافت کے بعد پھر مدینہ شفٹ ہو گئے۔ جب تک مدینہ نہیں آئے ان بچیوں کی جو ڈیوٹی اپنے ذمہ آپ نے لی ہوئی تھی وہ مسلسل ادا کرتے رہے۔ (الطبقات الکبریٰ، جلد 3، صفحہ 138-139 ’’ابوبکر الصدیق‘‘ ومن بنی تیم بن مرّۃ بن کعب، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ کے کنارے پر رہنے والی ایک بوڑھی اور نابینا عورت کا خیال رکھا کرتے تھے۔ آپ اُس کیلئے پانی لاتے اور اُس کا کام کاج کرتے۔ ایک مرتبہ آپؓ جب اُسکے گھر گئے تو یہ معلوم ہوا کہ کوئی شخص آپ سے پہلے آیا ہے جس نے اس بڑھیا کے کام کر دیے ہیں۔ اگلی دفعہ آپؓ اس بڑھیا کے گھر جلدی گئے تا کہ دوسرا شخص پہلے نہ آ جائے۔ حضرت عمرؓ چھپ کر بیٹھ گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ یہ حضرت ابوبکرؓ ہیں جو اس بڑھیا کے گھر آتے تھے اور اُس وقت حضرت ابوبکرؓ خلیفہ تھے۔

اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا اللہ کی قسم! یہ آپؓ ہی ہو سکتے تھے۔ (تاریخ الخلفاء از جلال الدین السیوطی حالات ابوبکر الصدیقؓ صفحہ 64 مطبوعہ بیروت ایڈیشن 1999ء) یعنی اس نیکی میں میرے سے بڑھنے والے آپؓ ہی ہو سکتے تھے۔

ایک روایت موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کی ہے کہ معتمر نے اپنے باپ سے روایت کی اور بتایا کہ ابوعثمان نے ہم سے بیان کیا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے انہیں بتایا کہ صُفّہ والے محتاج لوگ تھے اور ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ تیسرے کو لے جائے اور جس کے پاس چار کا کھانا ہو وہ پانچویں کو لے جائے یا چھٹے کو یا ایسے ہی کچھ الفاظ فرمائے، یعنی وہ غریب لوگ جو بیٹھے ہوئے تھے لوگ ان کو اپنے گھروں میں لے جائیں اور کھانا کھلائیں۔ حضرت ابوبکرؓ تین آدمیوں کو لے آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم دس کو لے گئے۔ اور گھر میں حضرت ابوبکرؓ اور تین اَور شخص تھے۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ کہتے تھے کہ میں، میرا باپ اور میری ماں۔ راوی نے کہا ہے کہ مَیں نہیں جانتا کہ آیا عبدالرحمٰن نے یہ بھی کہا کہ میری بیوی یا میرا خادم جو کہ ہمارے اور حضرت ابوبکرؓ کے گھر میں مشترکہ تھا۔ اور ایسا ہوا کہ حضرت ابوبکرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں شام کا کھانا کھایا پھر وہیں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ عشاء کی نماز پڑھی پھر واپس آ گئے۔ مہمانوں کو گھر لے گئے تھے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ٹھہرے رہے اور وہیں کھانا کھا لیا اور پھر واپس آئے۔ بیان کرتے ہیں کہ وہاں اتنی دیر ٹھہرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انہوں نے شام کا کھانا کھایا اور اتنی رات گزرنے کے بعد آئے جتنا کہ اللہ نے چاہا۔ اُن کی بیوی نے ان سے کہا کس بات نے آپ کو اپنے مہمانوں سے یا کہا مہمان سے روکے رکھا؟ یعنی آپ نے دیر کیوں لگائی۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا: کیا تم نے انہیں کھانا نہیں کھلایا؟ وہ کہنے لگیں کہ انہوں نے آپ کے آنے تک

کھانے سے انکار کر دیا تھا۔ مہمانوں نے کہا ہم نہیں کھائیں گے جب تک حضرت ابو بکر نہیں آتے۔ انہوں نے تو اُن کو کھانا پیش کر دیا تھا، ان کی اہلیہ کہنے لگیں مَیں نے تو کھانا پیش کر دیا تھا مگر مہمانوں نے اُن کی پیش نہ چلنے دی۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ کہتے تھے کہ میں جا کر چھپ رہا۔ مَیں اُن سے اس لیے چھپ گیا کہیں مجھے حضرت ابو بکرؓ سے ڈانٹ نہ پڑے کہ کیوں مہمانوں کو کھانا نہیں کھلایا۔ پھر حضرت ابو بکرؓ نے کہا اے بیوقوف! اور انہوں نے مجھے سخت سست کہا، عبدالرحمٰن ان کے بیٹے کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ نے مہمانوں سے کہا کہ کھانا کھائیں اور خود حضرت ابو بکرؓ نے قسم کھا لی کہ میں ہرگز نہیں کھاؤں گا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ کہتے تھے کہ اللہ کی قسم! ہم جو بھی لقمہ لیتے اسکے نیچے سے اس سے زیادہ کھانا بڑھ جاتا۔ اور انہوں نے اتنا کھایا کہ وہ سیر ہو گئے۔ اور جتنا پہلے تھا اس سے بھی زیادہ ہو گیا۔

مہمانوں کو کھانا کھلایا۔ مہمان کھانا کھاتے جاتے تھے لیکن کہتے ہیں کہ وہ کھانا اتنا ہی رہتا تھا بلکہ بڑھ جاتا تھا۔ اور سب نے پیٹ بھر کے کھایا۔ حضرت ابو بکرؓ نے جب یہ دیکھا کہ کھانا تو ویسے کا ویسا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ تھا تو انہوں نے اپنی بیوی سے کہا بنی فِراس کی بہن! یہ کیا ہے؟ ان کی بیوی بولیں کہ قسم میری آنکھوں کی ٹھنڈک کی! یہ تو اَب اُس سے تین گنا زیادہ ہے جتنا پہلے تھا۔ یعنی اتنا بڑھ گیا ہے کھانا۔ حضرت ابو بکرؓ نے بھی اس سے کھایا اور کہنے لگے وہ تو صرف شیطان تھا یعنی اس کی تحریک پر میں نے نہ کھانے کی قسم کھائی تھی۔ پہلے کہا تھا ناں، قَسم ہے کہ مَیں نہیں کھاؤں گا لیکن جب دیکھا کھانے میں برکت پڑ رہی ہے تو آپؓ نے کہا وہ قسم میرے سے شیطان نے کہلوائی تھی لیکن یہ برکت والا کھانا ہے، اس سے میں بھی کھاؤں گا۔ پھر اس میں سے ایک لقمہ حضرت ابو بکرؓ نے کھایا۔ اس کے بعد وہ کھانا اٹھا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں صبح تک رہا۔ کھانا وہاں صبح تک رہا۔ کہتے ہیں ہمارے اور ایک قوم کے درمیان ایک عہد تھا اور اس کی میعاد گزر گئی تھی۔ ہم نے بارہ آدمیوں کو الگ الگ بٹھایا اور ان میں سے ہر ایک آدمی کے ساتھ کچھ لوگ تھے۔ اللہ بہتر جانتا ہے یعنی کہ ان معاہدہ کرنے والوں کے بارہ آدمی تھے اور ہر ایک کے ساتھ کچھ لوگ بھی تھے۔ کہتے ہیں کہ اللہ بہتر جانتا ہے کہ ہر آدمی کے ساتھ کتنے تھے مگر اس قدر ضرور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان آدمیوں کو لوگوں کے ساتھ بھیجا یعنی قابلِ ذکر تعداد تھی۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ کہتے تھے تو اُن سب نے اس کھانے میں سے کھایا یا کچھ ایسا ہی کہا۔ تو یہ برکت اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکرؓ کے کھانے میں بھی ایک دفعہ ڈالی۔ (صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، حدیث نمبر 3581)

حضرت عبدالرحمٰن بن ابو بکرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی ہے جس نے آج کسی مسکین کو کھانا کھلایا ہو؟ حضرت ابو بکرؓ نے کہا مَیں مسجد میں داخل ہوا تو ایک سائل نے سوال کیا۔ میں نے عبدالرحمٰن کے ہاتھ میں روٹی کا ایک ٹکڑا پایا۔ وہ میں نے اس سے لے لیا اور وہ اس سائل کو دے دیا۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الزکاۃ، باب المسالۃ فی المساجد، حدیث نمبر 1670) اس طرح سوال کرنے والے نے سوال کیا تھا۔ میرے بیٹے کے ہاتھ میں روٹی تھی تو مَیں نے اس سے لے کے پھر اس سوالی کو دے دی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ”حضرت ابو بکرؓ کے بیٹے عبدالرحمٰن بھی خلافت کے لائق تھے اور لوگوں نے کہا بھی کہ ان کی طبیعت حضرت عمرؓ سے نرم ہے اور لیاقت بھی ان سے کم نہیں۔ ان کو آپ کے بعد خلیفہ بننا چاہئے لیکن حضرت ابو بکرؓ نے خلافت کیلئے حضرت عمرؓ کو ہی منتخب کیا باوجود یکہ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کی طبائع میں اختلاف تھا۔ پس حضرت ابو بکرؓ نے خلافت سے ذاتی فائدہ کوئی حاصل نہیں کیا بلکہ آپ خدمت خلق میں ہی بڑائی خیال کیا کرتے تھے۔“

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: ”صوفیاء کی ایک روایت ہے۔ (وَاللّٰہُ اَعْلَمُ کہاں تک درست ہے) کہ حضرت ابو بکرؓ کی وفات کے بعد حضرت عمرؓ نے حضرت ابو بکرؓ کے غلام سے پوچھا کہ وہ کون کون سے نیک کام تھے جو تیرا آقا کیا کرتا تھا تاکہ میں بھی وہ کام کروں۔ منجملہ اَور نیک کاموں کے اس غلام نے ایک کام یہ بتایا کہ روزانہ حضرت ابو بکرؓ روٹی لے کر“ کھانا لے کر ”فلاں طرف جایا کرتے تھے اور مجھے ایک جگہ کھڑا کر کے آگے چلے جاتے تھے میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ کس مقصد کیلئے اُدھر جاتے تھے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ اس غلام کے ہمراہ اس طرف کو کھانا لے کر چلے گئے جس کا ذکر غلام نے کیا تھا۔ آگے جا کر کیا دیکھتے ہیں کہ ایک غار میں ایک اپاہج اندھا جس کے ہاتھ پاؤں نہ تھے بیٹھا ہوا ہے۔ حضرت عمرؓ نے اس اپاہج کے منہ میں ایک لقمہ ڈالا تو وہ رو پڑا اور کہنے لگا اللہ تعالیٰ ابو بکرؓ پر رحم فرمائے۔ وہ بھی کیا نیک آدمی تھا۔ حضرت عمرؓ نے کہا بابا! تجھے کس طرح پتہ چلا کہ ابو بکرؓ فوت ہو گئے ہیں؟ اس نے کہا کہ میرے منہ میں دانت نہیں ہیں اس لئے ابو بکرؓ میرے منہ میں لقمہ چبا کر ڈالا کرتے تھے آج جو میرے منہ میں سخت لقمہ آیا تو مَیں نے خیال کیا کہ یہ لقمہ کھلانے والا ابو بکرؓ نہیں ہے بلکہ کوئی اَور شخص ہے اور ابو بکرؓ تو ناغہ بھی کبھی نہ کیا کرتے تھے اب جو ناغہ ہوا تو یقیناً وہ دنیا میں موجود نہیں ہیں۔“ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ”پس وہ کون سی شے ہے جو بادشاہت سے حضرت ابو بکرؓ نے حاصل کی؟“ خلافت یا بادشاہت جو اُن کو ملی اس سے تو کچھ نہیں حاصل کیا۔ ”کیا سرکاری مال کو اپنا قرار دیا“ انہوں نے ”اور حکومت کی جائدادوں کو اپنا مال قرار دیا؟ ہرگز نہیں۔ جو اشیاء ان کے رشتہ داروں کو ملیں وہ ان کی ذاتی جائداد سے تھیں۔“ (خطبات محمود جلد 17 صفحہ 495، 494) صرف ایک امتیاز جو ان کو تھا وہ تو خدمت تھی جو انہوں نے کی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ”یہ دو ٹکڑے شریعت کے ہیں حق اللہ اور حق العباد۔“ یہ دو چیزیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا حق اور حق العباد۔ فرماتے ہیں کہ ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھو کہ کس قدر خدمات میں عمر کو گذارا۔ اور حضرت علیؓ کی حالت کو دیکھو کہ اتنے پیوند لگائے کہ جگہ نہ رہی۔ حضرت ابو بکرؓ نے ایک بڑھیا کو ہمیشہ حلوہ کھلانا وطیرہ کر رکھا تھا۔ غور کرو کہ یہ کس قدر التزام تھا۔ جب آپؓ فوت ہو گئے“ یعنی حضرت ابو بکرؓ فوت ہو گئے ”تو اُس بڑھیا نے کہا کہ آج ابو بکرؓ فوت ہو گیا۔ اسکے پڑوسیوں نے کہا کہ کیا تجھ کو الہام ہوا یا وحی ہوئی؟ تو اس نے کہا نہیں آج حلوا لے کر نہیں آیا اس واسطے معلوم ہوا کہ فوت ہو گیا یعنی زندگی میں ممکن نہ تھا کہ کسی حالت میں بھی حلوا نہ پہنچے۔ دیکھو! کس قدر خدمت تھی۔ ایسا ہی سب کو چاہئے کہ خدمتِ خلق کرے۔“

(ملفوظات، جلد 6، صفحہ 54، ایڈیشن 1984ء)

آپؓ کا پردہ پوشی کا معیار کیا تھا، اس بارے میں روایت ہے۔ حضرت ابو بکرؓ فرماتے تھے کہ اگر مَیں چور کو پکڑتا تو میری سب سے بڑی خواہش یہ ہوتی کہ خدا اُس کے جرم پر پردہ ڈال دے۔

(الطبقات الکبریٰ، جلد 5، صفحہ 9، باب الطبقۃ الاولیٰ من اھل المدینۃ......دار الکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)

بہادری اور شجاعت کے بارے میں لکھا ہے۔ حضرت ابو بکرؓ شجاعت اور بہادری کا مجسمہ تھے۔ بڑے بڑے خطرے کو اسلام کی خاطر یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عشق کی بدولت خاطر میں نہ لاتے تھے۔ مکی زندگی میں جب انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کیلئے کوئی خطرہ یا تکلیف کا موقع دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت و نصرت کیلئے دیوار بن کر سامنے کھڑے ہو جاتے۔ شعبِ ابی طالب میں تین سال تک اسیری اور محصوری کا زمانہ آیا تو ثابت قدمی، استقلال کے ساتھ وہیں موجود رہے۔ پھر ہجرت کے دوران انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت و معیت کا اعزاز ملا حالانکہ جان کا خطرہ تھا۔ جتنی بھی جنگیں ہوئیں حضرت ابو بکرؓ نہ صرف یہ کہ اُن میں شامل ہوئے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے فرائض آپؓ سرانجام دیتے۔ آپؓ کی اسی جرأت اور بہادری کو سامنے رکھتے ہوئے حضرت علیؓ نے ایک مرتبہ لوگوں سے پوچھا کہ اے لوگو! لوگوں میں سے سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ اے امیر المومنین! آپ ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: جہاں تک میری بات ہے میرے ساتھ جس نے مبارزت کی مَیں نے اس سے انصاف کیا یعنی اسے مار گرایا مگر سب سے بہادر حضرت ابو بکرؓ ہیں۔

ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے بدر کے دن خیمہ لگایا۔ پھر ہم نے کہا کہ کون ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے؟ تا آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک کوئی مشرک نہ پہنچ پائے تو اللہ کی قسم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب کوئی نہ گیا مگر حضرت ابو بکرؓ اپنی تلوار کو سونتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے ہو گئے۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی مشرک نہیں پہنچے گا مگر پہلے وہ حضرت ابو بکرؓ سے مقابلہ کرے گا۔ پس وہ سب سے بہادر شخص ہیں۔

اسی طرح جنگِ اُحد میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی افواہ پھیلی تو سب سے پہلے حضرت ابو بکرؓ ہجوم کو چیرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے۔

کہا جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت صرف گیارہ صحابہ کرام موجود تھے جن میں حضرت ابو بکرؓ، حضرت سعدؓ اور حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ اور حضرت ابو دجانہؓ کا نام بھی آتا ہے۔ جنگِ احد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہرے میں گھاٹی پر موجود چند جاں نثاروں میں حضرت ابو بکرؓ بھی ایک تھے۔ جنگِ خندق میں حضرت ابو بکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ تھے اور خندق کی کھدائی کے وقت آپ کپڑے میں مٹی اٹھا کر پھینکنے والوں میں شامل تھے۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر جان نچھاور کرنے کیلئے بیعت کرنے والوں میں تو آپؓ شامل تھے ہی لیکن جو معاہدہ لکھا گیا تو جس ایمانی جرأت اور استقلال اور فراست اور اطاعت و عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ حضرت ابو بکرؓ نے پیش کیا حضرت عمرؓ اپنی بعد کی ساری زندگی اس کو نہیں بھولے۔

غزوۂ طائف میں بھی حضرت ابو بکرؓ شامل تھے اور ان کے بیٹے عبداللہ بن ابو بکر بھی شامل تھے۔ حضرت ابو بکرؓ کے یہ جوان بیٹے اس غزوہ میں شہید ہو گئے تھے۔ (سیرت سیدنا صدیق اکبرؓ، استاذ عمر ابوالنصر، ترجمہ اردو، صفحہ 367، 354، 369، 376 مشتاق بک کارنر لاہور) (سیرت سیدنا صدیق اکبرؓ شخصیت اور کارنامے، از صلابی مترجم، صفحہ 107، الفرقان ٹرسٹ خان گڑھ پاکستان)

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تیس ہزار کا لشکر لے کر غزوۂ تبوک کیلئے نکلے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف سپہ سالار مقرر فرمائے اور انہیں جھنڈے عطا فرمائے۔ اس موقع پر سب سے بڑا جھنڈا حضرت ابو بکرؓ کو عطا کیا گیا۔ (سیرت سیدنا صدیق اکبر، استاذ عمر ابوالنصر، ترجمہ اردو، صفحہ 381، مشتاق بک کارنر لاہور)

حضرت سَلَمہ بن اکوعؓ بیان فرماتے ہیں کہ مَیں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں سات غزوات میں شرکت کی اور جو جنگی مہمات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ فرمائیں ان میں سے نو مہمات میں مجھے شامل ہونے کا موقع ملا اور ان میں کبھی تو ہماری کمان حضرت ابو بکرؓ کے پاس ہوتی تھی اور کبھی حضرت اسامہ بن زیدؓ کے

ارشاد باری تعالیٰ

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

(الانبیاء:108)

ترجمہ: اور ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کیلئے رحمت کے طور پر

طالب دعا: بی۔ ایم۔ خلیل احمد ولد مکرم بی۔ ایم۔ بشیر احمد صاحب و افراد خاندان (جماعت احمدیہ بنگلور)

ارشاد باری تعالیٰ

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ

(الحج:31)

ترجمہ: پس بتوں کی پلیدی سے احتراز کرو اور جھوٹ کہنے سے بچو

طالب دعا: محمد منیر احمد ولد مکرم غلام محمد سنوری صاحب مرحوم و افراد خاندان (صدر جماعت احمدیہ کاماریڈی)

پاس۔(سیرت سیدنا صدیق اکبر، استاذ عمر ابوالنصر، ترجمہ اردو، صفحہ 356 مشتاق بک کارنر لاہور) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب سارا عرب ہی گویا مرتد ہو گیا ان حالات میں جس جرأت و شجاعت کا عملی مظاہرہ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اس کا تفصیلی ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ’’ایک دفعہ کفار نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے گلے میں پٹکا ڈال کر زور سے کھینچنا شروع کیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس بات کا علم ہوا تو وہ دوڑے ہوئے آئے اور آپؐ نے ان کفار کو ہٹایا اور فرمایا اے لوگو! تمہیں خدا کا خوف نہیں آتا کہ تم ایک شخص کو محض اس لیے مارتے پیٹتے ہو کہ وہ کہتا ہے اللہ میرا رب ہے۔ وہ تم سے کوئی جائیداد تو نہیں مانگتا پھر تم اُسے کیوں مارتے ہو؟

صحابہؓ کہتے ہیں ہم اپنے زمانہ میں سب سے بہادر حضرت ابوبکرؓ کو سمجھتے تھے کیونکہ دشمن جانتا تھا کہ اگر مَیں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مار لیا تو اسلام ختم ہو جائے گا اور ہم نے دیکھا کہ ہمیشہ ابوبکرؓ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے ہوتے تھے تا کہ جو کوئی آپؐ پر حملہ کرے اسکے سامنے اپنا سینہ کر دیں۔ چنانچہ جب بدر کے موقع پر کفار سے مڈھ بھیڑ ہوئی تو صحابہؓ نے آپس میں مشورہ کر کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ایک عرشہ تیار کر دیا اور انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسولَ اللہؐ! آپ اس عرشہ پر تشریف رکھیں اور ہماری کامیابی کیلئے دعا کریں دشمنوں سے ہم خود لڑیں گے۔ پھر انہوں نے کہا یا رسولَ اللہؐ! ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ گو ہمارے اندر بھی اخلاص پایا جاتا ہے مگر وہ لوگ جو مدینہ میں بیٹھے ہیں وہ ہم سے بھی زیادہ مخلص اور ایماندار ہیں۔ انہیں پتا نہیں تھا کہ کفار سے جنگ ہونے والی ہے ورنہ وہ لوگ بھی اس لڑائی میں ضرور شامل ہوتے۔‘‘ جنگِ بدر کا پہلے باقاعدہ پتہ نہیں تھا تو وہ بھی شامل ہو جاتے۔

’’یا رسولَ اللہؐ! اگر خدانخواستہ اس جنگ میں ہمیں شکست ہو تو ہم نے ایک تیز رفتار اونٹنی آپ کے پاس باندھ دی ہے اور ابوبکرؓ کو آپ کے پاس کھڑا کر دیا ہے۔ ان سے زیادہ بہادر اور دلیر آدمی ہمیں اپنے اندر اَور کوئی نظر نہیں آیا۔ یا رسولَ اللہؐ! آپؐ فوراً ابوبکر کے ساتھ اس اونٹنی پر بیٹھ کر مدینہ تشریف لے جائیں اور وہاں سے ایک نیا لشکر کفار کے مقابلہ کیلئے لے آئیں جو ہم سے بھی زیادہ مخلص اور وفادار ہوگا۔‘‘

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ’’اس واقعہ سے اندازہ لگالو کہ ابوبکرؓ کتنی قربانی کرنے والا انسان تھا۔‘‘

(خطبات محمود، جلد 39، صفحہ 220-221)

پھر ایک موقع پر حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ’’ایک دفعہ بعض لوگوں نے صحابہؓ سے پوچھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سب سے زیادہ دلیر اور بہادر کون شخص تھا۔ جس طرح آج کل شیعہ سنی کا سوال ہے اسی طرح اس زمانہ میں بھی جس کسی کے ساتھ تعلق ہوتا تھا لوگ اس کی تعریفیں کیا کرتے تھے۔ جب صحابہؓ سے یہ سوال کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم میں سے سب سے بہادر وہ شخص سمجھا جاتا تھا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑا ہوتا تھا۔ یہ نکتہ ایک جنگی آدمی ہی سمجھ سکتا ہے دوسرا آدمی نہیں‘‘ سمجھ سکتا۔ جس کو جنگ کا صحیح پتہ ہو اور جنگ کے خطرات کا پتہ ہو اسی کو اندازہ ہو سکتا ہے کہ یہ بہادری کیسی ہے جہاں سب سے زیادہ خطرہ ہو وہاں کھڑے ہونا۔ تو فرماتے ہیں کہ ’’بات یہ ہے کہ جو شخص ملک اور قوم کی روح رواں ہو دشمن چاہتا ہے کہ اسے مار ڈالے تا کہ اس کی موت کے ساتھ تمام جھگڑا ختم ہو جائے۔ اس لئے جس طرف بھی ایسا آدمی کھڑا ہوگا دشمن اس طرف پورے زور کے ساتھ حملہ کرے گا‘‘ جو مرکز ہو کسی چیز کا اسی کی طرف دشمن زیادہ حملہ کرتا ہے ’’اور ایسی جگہ پر وہی شخص کھڑا ہو سکتا ہے۔‘‘ یعنی اس کی حفاظت کیلئے، اس مرکز کی حفاظت کیلئے ’’وہی شخص کھڑا ہو سکتا ہے جو سب سے زیادہ بہادر ہو۔ پھر صحابہؓ نے کہا کہ آپؐ کے پاس اکثر حضرت ابوبکرؓ کھڑے ہوا کرتے تھے اور ہمارے نزدیک وہی سب سے زیادہ بہادر تھے۔‘‘

(تفسیر کبیر، جلد 10، صفحہ 366)

پھر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۃ بنی اسرائیل کی دوسری آیت کی تفسیر بیان فرماتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ’’یہ امر بھی قابلِ توجہ ہے کہ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ سے ظاہر ہوتا ہے کہ چلانے والا کوئی دوسرا تھا۔ اور اسمیں چلنے والے کا اپنا اختیار نہ تھا۔ ہجرت کا واقعہ بھی اسی طرح ہوا کہ آپؐ رات ہی کو نکلے اور یہ نکلنا اپنی مرضی سے نہ تھا بلکہ اس وقت مجبور ہو کر آپؐ نکلے جبکہ کفار نے آپؐ کے قتل کرنے کیلئے آپؐ کے گھر کا محاصرہ کر لیا تھا۔ پس اس سفر میں آپکی مرضی کا دخل نہ تھا بلکہ خدا تعالیٰ کی مشیت نے آپؐ کو مجبور کیا تھا‘‘ یعنی آپؐ کو چلانے والا، آپؐ کو باہر نکالنے والا، آپؐ کو ہجرت کی طرف لے جانے کیلئے کہنے والا اللہ تعالیٰ تھا اور اس کی مشیت کی وجہ سے آپؐ مجبور ہو کر نکلے تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ’’پھر جس طرح رؤیا میں جبریل بیت المقدس کے سفر میں آپؐ کے ساتھ تھے ہجرت میں ابوبکرؓ آپؐ کے ساتھ تھے جو گویا اسی طرح آپؐ کے تابع تھے جس طرح جبریل خدا تعالیٰ کے تابع کام کرتا ہے۔ اور جبریل کے معنے خدا تعالیٰ کے پہلوان کے ہوتے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ بھی اللہ تعالیٰ کے خاص بندے تھے اور دین کیلئے ایک نڈر پہلوان کی حیثیت رکھتے تھے۔‘‘ (تفسیر کبیر، جلد 4، صفحہ 296)

پھر حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں ایک جگہ کہ ’’حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کلام پر ایمان کے ہوتے ہوئے انسانی قلب میں مایوسی پیدا ہی نہیں ہو سکتی۔‘‘ اللہ تعالیٰ کے اوپر ایمان کامل ہو تو دل میں کبھی مایوسی پیدا نہیں ہو سکتی۔

’’رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جو حالت مثلاً غارِ ثور میں ہوئی اس کے بعد کون سی امید کی حالت باقی رہ جاتی تھی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رات کی تاریکی میں اپنے گھر کو چھوڑ کر غارِ ثور میں جا چھپے۔ ایک ایسی غار میں جس کا منہ بہت بڑا کھلا تھا اور ہر انسان آسانی سے اس کے اندر جھانک سکتا تھا اور کُود سکتا تھا۔ صرف ایک ساتھی آپؐ کے ہمراہ تھا اور پھر دونوں بغیر ہتھیاروں اور بغیر کسی طاقت کے تھے۔ مکہ کے مسلح لوگ آپؐ کے تعاقب میں غارِ ثور پر پہنچے اور ان میں سے بعض نے اصرار کیا کہ ہمیں جھک کر اندر بھی ایک دفعہ دیکھ لینا چاہئے تا کہ اگر وہ اندر ہوں تو ہم ان کو پکڑ سکیں۔ دشمن کو اتنا قریب دیکھ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے اور انہوں نے کہا یا رسول اللہؐ! دشمن تو سر پر پہنچ گیا ہے۔ آپؐ نے اس وقت بڑے جوش سے فرمایا لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔ ابوبکر ڈرتے کیوں ہو خدا ہمارے ساتھ ہے۔ دیکھو گھبراہٹ کے لحاظ سے کتنی انتہائی چیز اس وقت آپ کے سامنے آئی اور اس واقعہ کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو قتل یا آپکی گرفتاری میں کون سی کسر باقی رہ گئی تھی۔ مگر باوجود اسکے کہ دشمن طاقتور تھا، سپاہی اسکے ساتھ تھے، ہتھیار اسکے پاس موجود تھے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بالکل نہتے صرف ایک ساتھی کے ساتھ غار میں بیٹھے تھے۔ نہ ہتھیار آپؐ کے پاس تھا نہ حکومت آپؐ کی تائید میں تھی۔ نہ کوئی جتھا آپؐ کے پاس تھا۔ آپ کثیر التعداد دشمن کو اپنے ساتھ کھڑا دیکھنے کے باوجود فرماتے ہیں لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔ تم کیوں یہ کہتے ہو کہ دشمن طاقتور ہے۔ کیا وہ خدا سے بھی زیادہ طاقتور ہے؟ جب خدا ہمارے ساتھ ہے تو ہمارے لئے گھبراہٹ کی کون سی وجہ ہے۔ حضرت ابوبکرؓ کی یہ گھبراہٹ بھی اپنے لئے نہیں تھی بلکہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیلئے تھی۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ’’بعض شیعہ لوگ اس واقعہ کو پیش کر کے کہتے ہیں کہ ابوبکرؓ نعوذ باللہ بے ایمان تھا۔ وہ اپنی جان دینے سے ڈر گیا۔ حالانکہ تاریخوں میں صاف لکھا ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔ تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا یا رسول اللہؐ! میں اپنی جان کیلئے تو نہیں ڈرتا۔ میں اگر مارا گیا تو صرف ایک آدمی مارا جائے گا۔ میں تو آپؐ کیلئے ڈرتا ہوں۔ کیونکہ اگر آپؐ کو نقصان پہنچا تو صداقت دنیا سے مٹ جائے گی۔‘‘ (خطبات محمود، جلد 28، صفحہ 416-417)

پھر ایک جگہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ بات انبیاء سے ہی مخصوص نہیں بلکہ ان سے اتر کر بھی اپنے اپنے زمانے میں ایسے لوگ ملتے ہیں کہ جو کام انہوں نے اس وقت کیا وہ ان کا غیر نہیں کر سکتا تھا۔

مثلاً حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کو لے لو۔ حضرت ابوبکرؓ کے متعلق کوئی شخص بھی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ آپ بھی کسی وقت اپنی قوم کی قیادت کریں گے۔ عام طور پر یہی سمجھا جاتا تھا کہ آپؓ کمزور طبیعت، صلح کل اور نرم دل واقع ہوئے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کی جنگوں کو دیکھ لو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بڑی جنگ میں بھی حضرت ابوبکرؓ کو فوج کا کمانڈر نہیں بنایا۔ بے شک بعض چھوٹے چھوٹے غزوات ایسے ہیں جن میں آپؓ کو افسر بنا کر بھیجا گیا مگر بڑی جنگوں میں ہمیشہ دوسرے لوگوں کو ہی کمانڈر بنا کر بھیجا جاتا تھا۔ اسی طرح دوسرے کاموں میں بھی آپ کو انچارج نہیں بنایا جاتا تھا۔ باقی قرآن کریم کی تعلیم ہے یا قضا وغیرہ کا کام ہے یہ بھی آپ کے سپرد نہیں کیا گیا۔ (حضرت ابوبکرؓ کے سپرد نہیں کیا گیا) لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ جب ابوبکر کا وقت آئے گا تو جو کام ابوبکر کرے گا وہ اس کا غیر نہیں کر سکے گا۔ چنانچہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فوت ہوئے اور مسلمانوں میں اختلاف پیدا ہو گیا کہ کون خلیفہ ہو اس وقت حضرت ابوبکرؓ کے ذہن میں بھی یہ بات نہ تھی کہ آپ خلیفہ ہوں گے۔ آپ سمجھتے تھے کہ حضرت عمرؓ وغیرہ ہی اسکے اہل ہو سکتے ہیں۔ انصار میں جو جوش پیدا ہوا اور انہوں نے چاہا کہ خلافت انہی میں سے ہو کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ ہم نے اسلام کی خاطر قربانیاں کی ہیں اور اب خلافت کا حق انصار کا خیال تھا کہ ہمارا ہے اور ادھر مہاجرین کہتے تھے کہ خلیفہ ہم میں سے ہو۔ غرض رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر ایک جھگڑا برپا ہو گیا۔ انصار کہتے تھے کہ خلیفہ ہم میں سے ہو اور مہاجرین کہتے تھے کہ خلیفہ ہم میں سے ہو۔ آخر انصار کی طرف سے جھگڑا اس بات پر ختم ہوا کہ ایک خلیفہ مہاجرین میں سے ہو اور ایک خلیفہ انصار میں سے ہو۔ اس جھگڑے کو دُور کرنے کیلئے ایک میٹنگ بلائی گئی۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ اس وقت مَیں نے سمجھا کہ حضرت ابوبکرؓ بے شک نیک اور بزرگ ہیں لیکن اس گتھی کو سلجھانا ان کا کام نہیں ہے۔ (یہ بہت مشکل کام ہے ان کیلئے) اس گتھی کو اگر کوئی سلجھا سکتا ہے تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ وہ مَیں ہی ہوں۔ یہاں طاقت کا کام ہے۔ نرمی اور محبت کا کام نہیں۔ (اور حضرت ابوبکرؓ تو نرمی اور محبت دکھانے والے ہیں) چنانچہ آپؓ فرماتے ہیں مَیں نے سوچ سوچ کر ایسے دلائل نکالنے شروع کیے جن سے یہ ثابت ہو کہ خلیفہ قریش میں سے ہونا چاہیے اور یہ کہ ایک خلیفہ انصار میں سے ہو اور ایک مہاجرین میں سے یہ بالکل غلط ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ مَیں نے بہت سے دلائل سوچے اور پھر اس مجلس میں گیا جو اس جھگڑے کو نپٹانے کیلئے منعقد کی گئی تھی۔ حضرت ابوبکرؓ بھی میرے ساتھ تھے۔ مَیں نے چاہا کہ تقریر کروں اور دلائل سے جو مَیں سوچ کر گیا تھا لوگوں کو قائل کروں۔ مَیں سمجھتا تھا کہ حضرت ابوبکرؓ اس شوکت اور دبدبے کے مالک نہیں کہ اس مجلس میں بول سکیں لیکن مَیں کھڑا ہونے ہی لگا تھا (حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ مَیں کھڑا ہونے ہی لگا تھا) کہ حضرت ابوبکرؓ نے غصہ سے ہاتھ مار کے مجھ سے کہا بیٹھ جاؤ اور خود کھڑے ہو کر تقریر شروع کر دی۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم! جتنی دلیلیں مَیں نے سوچی تھیں وہ سب کی سب حضرت ابوبکرؓ نے بیان کر دیں اور پھر اَور بھی کئی دلائل بیان کرتے چلے گئے اور بیان کرتے

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں کچھ خرچ کرتا ہے
اسے اس کے بدلہ میں سات سو گنا ثواب ملتا ہے۔
(ترمذی، کتاب فضائل الجہاد، باب فضل النفقۃ فی سبیل اللہ)

طالبِ دُعا: نعیم الحق صاحب اینڈ فیملی (جماعت احمدیہ پنکال، صوبہ اڈیشہ)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سچائی نیکی کی طرف اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے
اور جو انسان ہمیشہ سچ بولے اللہ کے نزدیک وہ صدیق لکھا جاتا ہے۔
(مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب قبح الکذب وحسن الصدق وفضلہ)

طالبِ دُعا: خورشید احمد گنائی صاحب و اہل خانہ (امیر جماعت احمدیہ رشی نگر، صوبہ جموں کشمیر)

چلے گئے یہاں تک کہ انصار کے دل مطمئن ہو گئے اور انہوں نے خلافتِ مہاجرین کے اصول کو تسلیم کر لیا۔

یہ وہی ابوبکر تھا جس کے متعلق حضرت عمرؓ خود بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک دفعہ کسی جھگڑے پر بازار میں حضرت ابوبکرؓ کے کپڑے پھاڑ دیے اور مارنے پر تیار ہو گئے تھے۔ یہ وہی ابوبکر تھا جس کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ کا دل رقیق ہے مگر جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات کا وقت قریب آیا تو وفات سے قبل آپؐ نے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے) حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ میرے دل میں بار بار یہ خواہش اٹھتی ہے کہ مَیں لوگوں سے کہہ دوں کہ وہ میرے بعد ابوبکر کو خلیفہ بنا لیں لیکن پھر رک جاتا ہوں کیونکہ میرا دل جانتا ہے کہ میری وفات کے بعد خدا تعالیٰ اور اسکے مومن بندے ابوبکر کے سوا کسی اَور کو خلیفہ نہیں بنائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا آپؓ کو خلیفہ منتخب کیا گیا۔ آپؓ رقیق القلب انسان تھے اور اتنی نرم طبیعت کے تھے کہ ایک دفعہ آپؓ کو مارنے کیلئے بازار میں حضرت عمرؓ آگے بڑھے اور انہوں نے آپؓ کے کپڑے پھاڑ دیے لیکن وہی ابوبکر جس کی نرمی کی یہ حالت تھی ایک وقت ایسا آیا کہ حضرت عمرؓ آپؓ کے پاس آئے اور انہوں نے درخواست کی کہ تمام عرب مخالف ہو گیا ہے۔ صرف مدینہ، مکہ اور ایک چھوٹی سی بستی میں نماز باجماعت ہوتی ہے۔ باقی لوگ نمازیں پڑھتے تو ہیں لیکن ان میں اتنا تفرقہ پیدا ہو چکا ہے کہ ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھنے کیلئے تیار نہیں اور اختلاف اتنا بڑھ چکا ہے کہ وہ کسی کی بات سننے کو تیار نہیں۔ عرب کے جاہل لوگ جو پانچ پانچ چھ چھ ماہ سے مسلمان ہوئے ہیں مطالبہ کر رہے ہیں کہ زکوٰۃ معاف کر دی جائے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ یہ لوگ زکوٰۃ کے مسئلہ کو سمجھتے تو ہیں نہیں۔ اگر ایک دو سال کیلئے انہیں زکوٰۃ معاف کر دی جائے تو کیا حرج ہے؟ گویا وہ عمرؓ جو ہر وقت تلوار ہاتھ میں لیے کھڑا رہتا تھا اور ذرا ذرا سی بات بھی ہوتی تھی تو کہتا تھا یا رسول اللہؐ! حکم ہو تو اس کی گردن اڑا دوں وہ ان لوگوں سے اتنا مرعوب ہو جاتا ہے، اتنا ڈر جاتا ہے، اتنا گھبرا جاتا ہے کہ ابوبکر کے پاس آ کر ان سے درخواست کرتا ہے کہ ان جاہل لوگوں کو کچھ عرصہ کیلئے زکوٰۃ معاف کر دی جائے ہم آہستہ آہستہ انہیں سمجھا لیں گے۔ مگر وہ ابوبکر جو اتنا رقیق القلب تھا کہ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ مَیں ایک دفعہ انہیں مارنے کیلئے تیار ہو گیا تھا اور بازار میں ان کے کپڑے پھاڑ دیے تھے۔ اس نے اس وقت نہایت غصہ سے عمر کی طرف دیکھا یعنی جب حضرت عمرؓ نے یہ بات ان سے کہی کہ لوگوں سے کچھ نہ کہا جائے جو باغی ہو رہے ہیں، دو سال تک نہ زکوٰۃ لیں ہم آگے سمجھا لیں گے۔ جب حضرت عمرؓ نے یہ بات کی تو حضرت ابوبکرؓ نے نہایت غصہ سے عمرؓ کی طرف دیکھا اور کہا عمرؓ! تم اس چیز کا مطالبہ کر رہے ہو جو خدا اور اسکے رسولؐ نے نہیں کی۔ حضرت عمرؓ نے کہا یہ ٹھیک ہے لیکن یہ لوگ حدیث العہد ہیں۔ دشمن کا لشکر مدینہ کی دیواروں کے پاس پہنچ چکا ہے۔ کیا یہ اچھا ہو گا کہ یہ لوگ بڑھتے چلے آئیں اور ملک میں پھر طوائف الملوکی کی حالت پیدا ہو جائے یا یہ مناسب ہو گا کہ انہیں ایک دو سال کیلئے زکوٰۃ معاف کر دی جائے۔ یا طوائف الملوکی ہے یا یہ ہے کہ کسی طرح صلح کر لی جائے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا خدا کی قسم! اگر دشمن مدینہ کے اندر گھس آئے اور اسکی گلیوں میں مسلمانوں کو تہ تیغ کر دے اور عورتوں کی لاشوں کو کتے گھسیٹتے پھریں تب بھی میں انہیں زکوٰۃ معاف نہیں کروں گا۔ خدا کی قسم! اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانے میں یہ لوگ رسی کا ایک ٹکڑا بھی بطور زکوٰۃ دیتے تھے تو میں وہ بھی ان سے ضرور وصول کروں گا۔

پھر آپؓ نے فرمایا: عمر! اگر تم لوگ ڈرتے ہو تو بے شک چلے جاؤ۔ میں اکیلا ہی ان لوگوں سے لڑوں گا اور اس وقت تک نہیں رکوں گا جب تک یہ اپنی شرارت سے باز نہیں آ جاتے۔ چنانچہ لڑائی ہوئی اور آپ فاتح ہوئے یعنی حضرت ابوبکرؓ فاتح ہوئے اور اپنی وفات سے پہلے پہلے آپؓ نے دوبارہ سارے عرب کو اپنے ماتحت کر لیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اپنی زندگی میں جو کام کیا وہ انہی کا حصہ تھا۔ کوئی اَور شخص وہ کام نہیں کر سکتا تھا۔

(ماخوذ از خطبات محمود، جلد 30، صفحہ 198 تا 200)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ مکہ کے رؤساء کو لوگوں میں سے اس قسم کی عزت اور عظمت حاصل تھی کہ لوگ ان کے سامنے بات کرتے ہوئے ڈرتے تھے اور ان کے احسانات بھی لوگوں پر اس کثرت کے ساتھ تھے کہ کوئی شخص ان کے سامنے آنکھ تک نہیں اٹھا سکتا تھا۔ ان کی اس عظمت کا پتہ اس وقت لگ سکتا ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر جس سردار کو مکہ والوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے گفتگو کرنے کیلئے بھیجا اس نے باتوں باتوں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ریشِ مبارک کو ہاتھ لگا دیا۔ یہ دیکھ کر ایک صحابی نے زور سے اپنا تلوار کا کندہ، جو دستہ ہوتا ہے تلوار کا اسکے ہاتھ پر مارا اور کہا اپنے ناپاک ہاتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ریشِ مبارک کو مت لگاؤ۔ اس نے آنکھ اٹھا کر دیکھا تا کہ معلوم کرے کہ یہ کون شخص ہے جس نے میرے ہاتھ پر تلوار کا دستہ مارا ہے۔ صحابہؓ چونکہ خود پہنے ہوئے تھے اس لیے ان کو صرف آنکھیں اور ان کے حلقے ہی دکھائی دیتے تھے۔ وہ تھوڑی دیر غور سے دیکھتا رہا۔ پھر کہنے لگا کیا تم فلاں شخص ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ اس نے کہا کیا تمہیں معلوم نہیں مَیں نے فلاں فلاں موقع پر تمہارے خاندان کو فلاں مصیبت سے نجات دی اور فلاں موقع پر تم پر فلاں احسان کیا۔ کیا تم میرے سامنے بولتے ہو؟ حضرت مصلح موعودؓ اس احسان کا، اس بات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آج کل ہم دیکھیں تو احسان فراموشی کا مادہ لوگوں میں اس قدر عام ہو چکا ہے کسی پر شام کو احسان کرو تو صبح کو وہ بھول جاتا ہے اور کہتا ہے کیا مَیں اب ساری عمر اس کا غلام بنا رہوں؟ میرے پر احسان کر دیا تو کیا ہو گیا وہ ساری عمر کی غلامی چھوڑ ایک رات کے احسان کی قدر تک برداشت نہیں کر سکتا مگر عربوں میں احسان مندی کا جذبہ بدرجۂ کمال پایا جاتا تھا۔ اب یہ ایک نہایت ہی نازک موقع تھا مگر جب اس نے اپنے احسانات گنوائے تو اس صحابی کی نظریں زمین میں گڑ گئیں اور شرمندہ ہو کر پیچھے ہٹ گیا۔ احسان کی اتنی قدر ہوتی تھی۔ اس پر پھر اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کرنی شروع کر دیں اور کہا مَیں عرب کا باپ ہوں۔ مَیں تمہاری منت کرتا ہوں کہ تم اپنی قوم کی عزت رکھ لو اور دیکھو یہ جو تمہارے ارد گرد جمع ہیں یہ تو مصیبت آنے پر فوراً بھاگ جائیں گے اور تمہارے کام آخر تمہاری قوم ہی آئے گی۔ پس کیوں اپنی قوم کو ذلیل کرتے ہو مَیں عرب کا باپ ہوں۔ وہ شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بار بار یہی کہتا تھا کہ مَیں عرب کا باپ ہوں۔ تم میری بات مان لو اور جس طرح میں کہتا ہوں اسی طرح عمرہ کیے بغیر واپس چلے جاؤ۔ اسی دوران میں اس نے اپنی بات پر زور دینے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منوانے کی خاطر آپؐ کی ریشِ مبارک کو پھر ہاتھ لگا دیا اور گو آپ کو، آپ کی ریشِ مبارک کو اس کا ہاتھ لگانا لجاجت کے رنگ میں تھا، بڑی منت کے رنگ میں کہنا چاہتا تھا اور اس لیے تھا کہ آپؐ سے وہ اپنی بات منوائے مگر چونکہ اس میں تحقیر کا پہلو بھی پایا جاتا تھا اس لیے صحابہؓ اسے برداشت نہ کر سکے اور جونہی اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی کو ہاتھ لگایا پھر کسی شخص نے زور سے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر مارا اور کہا اپنے ناپاک ہاتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ریشِ مبارک کی طرف مت بڑھا۔ اس نے پھر آنکھیں اٹھائیں اور غور سے دیکھتا رہا کہ یہ کون شخص ہے جس نے مجھے روکا ہے اور آخر پہچان کر اس نے اپنی آنکھیں نیچی کر لیں۔

اس شخص نے جو کافروں کا نمائندہ بن کے آیا تھا جب اس نے پہچانا اس شخص کو تو آنکھیں نیچی کر لیں۔ دیکھا یہ تو ابوبکر ہیں تو کہنے لگا ابوبکر میں جانتا ہوں کہ تم پر میرا کوئی احسان نہیں تم ایسے شخص ہو جس پر میں نے کوئی احسان نہیں کیا۔

پس وہ دوسروں پر اس قدر احسانات کرنے والی قوم تھی کہ سوائے حضرت ابوبکرؓ کے جس قدر انصار اور مہاجر وہاں تھے ان سب پر اس ایک رئیس کا کوئی نہ کوئی احسان تھا اور حضرت ابوبکرؓ کے سوا اَور کسی میں یہ جرأت نہیں تھی کہ اس کے ہاتھ کو روک سکے۔ (ماخوذ از خطبات محمود، جلد 20، صفحہ 484-485) وہی واحد شخص تھے جن پر اس شخص کا کوئی احسان نہیں تھا۔

پھر ایک جگہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ’’زکوٰۃ تو ایسی ضروری چیز ہے کہ جو نہیں دیتا وہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں جب کچھ لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ (التوبۃ: 103) اس میں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہے کہ تُو لے۔ اب جب کہ آپؐ نہیں رہے تو اَور کون لے سکتا ہے؟ نادانوں نے یہ نہ سمجھا کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا قائم مقام ہو گا جو لے گا لیکن جہالت سے انہوں نے کہہ دیا کہ ہم زکوٰۃ نہیں دیں گے۔ ادھر تو لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اور ادھر فساد ہو گیا قریباً سارا عرب مرتد ہو گیا اور کئی مدعی نبوت کھڑے ہو گئے۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ نعوذ باللہ اسلام تباہ ہونے لگا ہے۔ ایسے نازک وقت میں صحابہؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ آپؓ ان لوگوں سے جنہوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا ہے فی الحال نرمی سے کام لیں۔ حضرت عمرؓ جن کو بہت بہادر کہا جاتا ہے وہ کہتے ہیں کہ گو مَیں کتنا ہی جری ہوں مگر ابوبکرؓ جتنا نہیں کیونکہ مَیں نے بھی اس وقت یہی کہا کہ ان سے نرمی کی جائے۔ پہلے کافروں کو زیر کر لیں پھر ان کی اصلاح کر لیں گے لیکن ابوبکرؓ نے کہا ابن قحافہ کی کیا حیثیت ہے؟ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیئے ہوئے حکم کو بدلائے میں تو ان سے اس وقت تک لڑوں گا جب تک کہ یہ لوگ پوری طرح زکوٰۃ نہ دیں اور اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت اونٹ باندھنے کی ایک رسی جو دیتے تھے‘‘ وہ بھی نہ دیں ’’وہ بھی ادا نہ کر دیں۔

اُس وقت صحابہؓ کو پتہ لگا کہ خدا کا بنایا ہوا خلیفہ کس قدر جرأت اور دلیری رکھتا ہے؟ آخر حضرت ابوبکرؓ نے اُن کو زیر کیا اور اُن سے زکوٰۃ لے کر چھوڑی۔‘‘ (اصلاحِ نفس، انوار العلوم، جلد 5، صفحہ 452)

حضرت ابوبکرؓ کی مالی قربانی کے بارے میں آتا ہے، ایک مصنف لکھتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ جب ایمان لائے تو ان کے پاس چالیس ہزار درہم کی خطیر رقم موجود تھی اور ظاہر ہے کہ مالِ تجارت، اسباب و املاک اس کے علاوہ تھے بلکہ ایک روایت کے مطابق تو ان کے پاس ایک ملین یعنی دس لاکھ درہم کی رقم موجود تھی۔ مکہ میں عام مسلمانوں کی اعانت اور غریب مسلمانوں کی کفالت پر ہزارہا درہم خرچ کر دیے تاہم جب انہوں نے ہجرت کی تو پانچ چھ ہزار درہم نقد ساتھ تھے۔ ایک روایت کے مطابق وہ یہ ساری رقم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ضروریات کیلئے بچا کر رکھتے گئے اور بوقتِ ہجرت مدینہ لے کر آئے تھے۔ اسی رقم سے انہوں نے ہجرت کے دوران سفر کے اخراجات کے علاوہ بعد ہجرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل خاندان میں سے بعض کے سفر کے اخراجات دیے تھے اور مدینہ میں مسلمانوں کیلئے کچھ زمین بھی خریدی تھی۔ (مقالات سیرت از ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس، جلد 2، صفحہ 433-434، مکتبہ اسلامیہ لاہور 2015ء) (الطبقات الکبریٰ، جلد 3، صفحہ 128 ’’ابوبکر الصدیق‘‘ ومن بنی تیم بن مرّۃ بن کعب، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)

حضرت ابنِ عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی آخری بیماری میں کہ جس میں آپؐ کی وفات ہوئی آپؐ باہر تشریف لائے اور آپؐ نے اپنا سر ایک کپڑے سے باندھا ہوا تھا۔ آپؐ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

مال کا اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا بھی
انسان کی سعادت اور تقویٰ شعاری کا معیار اور محک ہے۔

(ملفوظات، جلد 2، صفحہ 96، ایڈیشن 1984ء)

طالبِ دُعا: صبیحہ کوثر و افرادِ خاندان (جماعت احمدیہ بھونیشور، صوبہ اڈیشہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

مخلوق کی ہمدردی ایک ایسی شئے ہے کہ اگر انسان اُسے چھوڑ دے
اور اس سے دور ہوتا جاوے تو رفتہ رفتہ پھر وہ درندہ ہو جاتا ہے۔

(ملفوظات، جلد 7، صفحہ 282، ایڈیشن 1984ء)

طالبِ دُعا: نور جہاں بیگم و افرادِ خاندان (جماعت احمدیہ کولکاتہ، صوبہ مغربی بنگال)

اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا لوگوں میں سے کوئی بھی نہیں جو بلحاظ اپنی جان اور مال کے مجھ پر ابوبکر بن ابوقحافہ سے بڑھ کر نیک سلوک کرنے والا ہو۔ (صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب الخوخۃ والممر فی المسجد، روایت نمبر 467)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے کسی مال نے کبھی وہ فائدہ نہیں پہنچایا جو مجھے ابوبکر کے مال نے فائدہ پہنچایا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ یہ سن کے رو پڑے اور عرض کیا یا رسول اللہؐ! مَیں اور میرا مال تو صرف آپؐ ہی کیلئے ہیں اے اللہ کے رسول!

(سنن ابن ماجہ، مقدمہ، باب فی فضائل اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث نمبر 94)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ’’ایک جہاد کے موقع کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں مجھے خیال آیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمیشہ مجھ سے بڑھ جاتے ہیں۔ آج مَیں ان سے بڑھوں گا۔ یہ خیال کر کے مَیں گھر گیا اور اپنے مال میں سے آدھا مال نکال کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرنے کیلئے لے آیا۔ وہ زمانہ اسلام کیلئے انتہائی مصیبت کا دَور تھا۔ لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا سارا مال لے آئے‘‘ ایک جگہ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ ’’حضرت ابوبکرؓ اپنا سارا اثاثہ حتیٰ کہ لحاف اور چارپائیاں بھی اٹھا کر لے آئے۔‘‘ بہرحال ’’اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔‘‘ سارا مال۔ ’’رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ابوبکرؓ! گھر میں کیا چھوڑ آئے ہو؟ انہوں نے عرض کیا۔ اللہ اور اس کا رسولؐ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ یہ سن کر مجھے سخت شرمندگی ہوئی اور مَیں نے سمجھا کہ آج مَیں نے سارا زور لگا کر ابوبکرؓ سے بڑھنا چاہا تھا مگر آج بھی مجھ سے ابوبکرؓ بڑھ گئے۔‘‘

حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں کہ ’’ممکن ہے کوئی کہے کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا سارا مال لے آئے تھے تو پھر گھر والوں کیلئے انہوں نے کیا چھوڑا؟ اسکے متعلق یاد رکھنا چاہئے کہ اس سے مراد گھر کا سارا اندوختہ تھا۔ وہ تاجر تھے اور جو مال تجارت میں لگا ہوا تھا وہ نہیں لائے تھے اور نہ مکان بیچ کر آ گئے تھے۔‘‘ (فضائل القرآن (3) انوار العلوم، جلد 11، صفحہ 577) (خطبات محمود، جلد 37، صفحہ 134-135) بلکہ وہ گھر کا سامان لے کے آئے تھے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ’’اس واقعہ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دو کمال ظاہر ہوتے ہیں ایک یہ کہ وہ قربانی میں سب سے آگے بڑھ گئے اور دوسرے یہ کہ باوجود اپنا سارا مال لانے کے پھر سب سے پہلے پہنچ گئے اور جنہوں نے تھوڑا دیا تھا وہ اس فکر میں ہی رہے کہ کتنا گھر میں رکھیں اور کتنا لائیں۔ مگر باوجود اس کے حضرت ابوبکرؓ کے متعلق یہ کہیں نہیں آتا کہ انہوں نے دوسروں پر اعتراض کیا ہو۔‘‘ سارا کچھ لے آئے لیکن یہ نہیں ہوا کہ انہوں نے اعتراض کیا۔ دیکھو مَیں لے آیا ہوں اور وہ دوسرے نہیں لے کے آتے۔

’’حضرت ابوبکرؓ قربانی کر کے بھی یہ سمجھتے تھے کہ ابھی خدا کا مَیں دیندار ہوں اور مَیں نے کوئی اللہ تعالیٰ پر احسان نہیں کیا بلکہ اس کا احسان ہے کہ اس نے مجھے توفیق دی‘‘ ہے۔ (خطبات محمود، جلد 17، صفحہ 580)

پس حضرت مصلح موعودؓ اس ضمن میں بیان فرما رہے ہیں کہ مالی قربانی کرنے والوں کو اپنا دیکھنا چاہیے۔ ان منافقوں کی طرح نہیں ہونا چاہیے جو خود بھی چندہ نہیں دیتے اور اگر تھوڑا سا دے دیں تو دوسروں پہ اعتراض کرتے ہیں کہ دیکھو فلاں نے کم دیا اور فلاں نے اتنا دیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ’’صحابہؓ کی تو وہ پاک جماعت تھی۔ جس کی تعریف میں قرآن شریف بھرا پڑا ہے۔ کیا آپ لوگ ایسے ہیں؟ جب خدا کہتا ہے کہ حضرت مسیح کے ساتھ وہ لوگ ہوں گے۔ جو صحابہؓ کے دوش بدوش ہوں گے۔ صحابہؓ تو وہ تھے۔ جنہوں نے اپنا مال، اپنا وطن راہِ حق میں دے دیا۔ اور سب کچھ چھوڑ دیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا معاملہ اکثر سنا ہوگا۔ ایک دفعہ جب راہِ خدا میں مال دینے کا حکم ہوا تو گھر کا کل اثاثہ لے آئے۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ گھر میں کیا چھوڑ آئے۔ تو فرمایا کہ خدا اور رسول کو گھر میں چھوڑ آیا ہوں۔ رئیس مکہ ہو اور کمبل پوش۔ غربا کا لباس پہنے۔ یہ سمجھ لو کہ وہ لوگ تو خدا کی راہ میں شہید ہو گئے۔ ان کیلئے تو یہی لکھا ہے کہ سیفوں (تلواروں) کے نیچے بہشت ہے۔‘‘ (ملفوظات، جلد 1، صفحہ 43، ایڈیشن 1984ء) یعنی تلواروں کے نیچے بہشت ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ’’صحابہؓ کی حالت دیکھو! جب امتحان کا وقت آیا تو جو کچھ کسی کے پاس تھا۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے دیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ سب سے اوّل کمبل پہن کر آ گئے۔ پھر اس کمبل کی جزا بھی اللہ تعالیٰ نے کیا دی‘‘ یعنی کہ سب کچھ لے آئے اور صرف ایک کمبل اوڑھ لیا اپنے اوپر۔ اللہ تعالیٰ نے کیا جزا دی ’’کہ سب سے اوّل خلیفہ وہی ہوئے۔‘‘ فرمایا ’’غرض یہ ہے کہ اصلی خوبی‘‘ یعنی سب سے اوّل کام کرنا کہ ’’خیر اور روحانی لذت سے بہرہ ور ہونے کیلئے وہی مال کام آ سکتا ہے۔ جو خدا کی راہ میں خرچ کیا جائے۔‘‘

(ملفوظات، جلد 1، صفحہ 210-211، ایڈیشن 1984ء)

ان شاء اللہ تعالیٰ باقی ذکر آئندہ۔

......☆......☆......☆......

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

اللہ تعالیٰ کی تلوار کو ہاتھ میں رکھو

یہ یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ ہے، یہ یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ دعائیں سنتا ہے

(آن لائن ملاقات ممبران مجلس خدام الاحمدیہ آسٹریلیا 26/جون 2022ء)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شکیل احمد گنائی صاحب مرحوم (دار الرحمت، جماعت احمدیہ ریشی نگر، کشمیر)

مہدیٔ دوراں کی پانے کو دعائیں ساتھیو
چھوڑ کر اپنا نگر ہم قادیاں کو چل پڑے

منصورہ فضل منؔ (قادیان)

پا کے جلسے کی خبر ہم قادیاں کو چل پڑے — قصّہ ہائے مختصر ہم قادیاں کو چل پڑے
ہیں بہت ہی روح پرور تین دن یہ فیض کے — دن یہ جائیں نہ گزر ہم قادیاں کو چل پڑے
مہدیٔ دوراں کی پانے کو دعائیں ساتھیو — چھوڑ کر اپنا نگر ہم قادیاں کو چل پڑے
ہے حسیں منزل بہت اور راستوں پر ہے نظر — باندھ کر رختِ سفر ہم قادیاں کو چل پڑے
اپنے حصے میں بھی آئیں رحمتیں اور برکتیں — کچھ تو پائیں گے ثمر ہم، قادیاں کو چل پڑے
پھر دسمبر ساتھ اپنے لے کے آیا روز و شب — جن سے منؔ جائے سنور، ہم قادیاں کو چل پڑے

......☆......☆......☆......

بقیہ سیرت خاتم النّبیینؐ از صفحہ نمبر 8

فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ’’مسلمانو! وہ زمانہ یاد کرو جب تم تھوڑے تھے اور ملک میں بہت کمزور سمجھے جاتے تھے اور تمہیں یہ خوف لگا رہتا تھا کہ لوگ تمہیں اچک کر تباہ کر دیں۔ پھر خدا نے تمہیں پناہ دی اور اپنی نصرت سے تمہاری تائید فرمائی اور تمہارے لئے پاکیزہ رزق کے دروازے کھولے۔ پس تمہیں شکر گزار ہو کر رہنا چاہئے۔‘‘

یہ بیرونی خطرات کا حال تھا اور خود مدینہ کے اندر یہ حالت تھی کہ ابھی تک ایک معتد بہ حصہ اوس وخزرج کا شرک پر قائم تھا اور گو وہ بظاہر اپنے بھائی بندوں کے ساتھ تھے، لیکن ان حالات میں ایک مشرک کا کیا اعتماد کیا جا سکتا تھا۔ پھر دوسرے نمبر پر منافقین تھے جو بظاہر اسلام لے آئے تھے مگر در پردہ وہ اسلام کے دشمن تھے اور مدینہ کے اندر ان کا وجود خطرناک احتمالات پیدا کرتا تھا۔ تیسرے درجہ پر یہود تھے جن کے ساتھ گو ایک معاہدہ ہو چکا تھا مگر ان یہود کے نزدیک معاہدہ کی کوئی قیمت نہ تھی۔ غرض اس طرح خود مدینہ کے اندر ایسا مواد موجود تھا جو مسلمانوں کے خلاف ایک مخفی ذخیرۂ بارود سے کم نہ تھا اور قبائل عرب کی ذرا سی چنگاری اس بارود کو آگ لگانے اور مسلمانانِ مدینہ کو بھک سے اڑا دینے کیلئے کافی تھی۔ اس نازک وقت میں جس سے زیادہ نازک وقت اسلام پر کبھی نہیں آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر خدا کی وحی نازل ہوئی کہ اب تمہیں بھی ان کفار کے مقابلہ میں تلوار استعمال کرنی چاہئے جو تمہارے خلاف تلوار لے کر سراسر ظلم وتعدی سے میدان میں نکلے ہوئے ہیں اور جہاد بالسیف کا اعلان ہو گیا۔

اس وقت لڑائی کے قابل مسلمانوں کی تعداد چند سو سے زیادہ نہیں تھی اور ان چند سو نفوس میں بھی کثرت ان لوگوں کی تھی جو سخت درجہ کمزوری اور غربت کی حالت میں تھے اور بعض کو تو آئے دن فاقے کی نوبت رہتی تھی اور ان میں سے بہت کم ایسے تھے جو اپنے لئے لڑائی کا معمولی سامان تک مہیا کر سکتے تھے۔ دوسری طرف فریق مقابل کا یہ حال تھا کہ مذہبی لحاظ سے تو بلا استثناء سارا ملک دشمن تھا۔ عملاً بھی قریش کے علاوہ جن کی تعداد ہزارہا نفوس پر مشتمل تھی اور جو دولت وثروت اور سامانِ حرب میں مسلمانوں سے کئی درجہ زیادہ مضبوط تھے بہت سے دوسرے قبائل عرب قریش کے پشت پناہ بن گئے تھے اور ان خطرات کی وجہ سے مسلمانوں کو راتوں کو نیند نہیں آتی تھی۔ ایسی نازک حالت میں خدا کا یہ حکم نازل ہوا کہ اے مسلمانو! اب تم بھی ان کفار کے مقابلہ میں تلوار لے کر اٹھ کھڑے ہو، اس جہاد کی غرض وغایت کے متعلق کسی قسم کے شبہ کی گنجائش نہیں چھوڑتا کیونکہ ایسی حالت میں صرف وہی شخص میدان میں نکل سکتا ہے جو دو باتوں میں سے ایک کا ارادہ کر چکا ہو یا یہ کہ اب میں نے مرنا تو ہے ہی کیوں نہ مردوں کی طرح میدان میں جان دوں اور یا یہ کہ اب مرنے سے بچنے کا اگر کوئی امکانی ذریعہ ہو سکتا ہے تو صرف یہ کہ تلوار لے کر میدان میں نکل جاؤں اور پھر ’’ہرچہ بادا باد۔‘‘ مسلمانوں کی ابتدائی لڑائیاں اسی آخر الذکر عزم کے ماتحت تھیں مگر باوجود اس خدائی حکم اور مسلمانوں کے اس اضطراری عزم کے اس وقت بہت سے کمزور دل مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ لڑائی کے خیال سے ان کے دل بیٹھے جاتے تھے۔ چنانچہ قرآن شریف فرماتا ہے: فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ یعنی جب مسلمانوں پر جہاد فرض کیا گیا تو ان میں سے ایک گروہ کفار سے اتنا ڈرتا تھا کہ خدا کے ڈر سے بھی ان کا ڈر بڑھا ہوا تھا اور یہ لوگ کہتے تھے کہ اے رب ہمارے تُو نے ابھی سے ہم پر جہاد کیوں فرض کر دیا اور کیوں ہمیں تھوڑی دیر اور مہلت نہ دی۔‘‘

پھر فرماتا ہے: كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۗ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ’’یعنی اے مسلمانو! ہم جانتے ہیں کہ جہاد بالسیف تم پر ایسے وقت میں فرض کیا گیا ہے کہ وہ تمہارے لئے ایک مشکل اور تکلیف دہ کام ہے مگر یاد رکھو ہو سکتا ہے کہ تم ایک چیز کو اپنے لئے موجب تکلیف سمجھو مگر دراصل وہ اچھی ہو۔ یا تم ایک چیز کو اپنے لئے اچھا سمجھو مگر دراصل وہ بُری ہو اور بیشک اللہ اس بات کو جانتا ہے مگر تم نہیں جانتے۔‘‘

(باقی آئندہ)

(سیرت خاتم النّبیینؐ صفحہ 297 تا 303 مطبوعہ قادیان 2011)

......☆......☆......☆......

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

وجوہات جنگ

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو کن حالات میں اور کن لوگوں کے خلاف جہاد بالسیف کی اجازت دی گئی اور اسکی کیا وجوہات تھیں اس سوال کے جواب میں ہمیں اپنے پاس سے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے، تاریخ کے واقعات واضح ہیں اور ایک ادنیٰ عقل کا آدمی بھی ان کے مطالعہ سے صحیح نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے بشرطیکہ اسکی آنکھوں پر تعصب کی پٹی نہ ہو۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی میں جو جو مظالم قریش نے مسلمانوں پر کئے اور جو جو تدابیر اسلام کو مٹانے کی انہوں نے اختیار کیں وہ ہر زمانہ میں ہر قسم کے حالات کے ماتحت کسی دو قوموں میں جنگ چھڑ جانے کا کافی باعث ہیں۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ سخت تحقیر آمیز استہزاء اور نہایت دلآزار طعن وتشنیع کے علاوہ کفار مکہ نے مسلمانوں کو خدائے واحد کی عبادت اور توحید کے اعلان سے جبراً روکا۔ ان کو نہایت بے دردانہ طور پر مارا اور پیٹا۔ ان کے اموال کو ناجائز طور پر غصب کیا۔ ان کا بائیکاٹ کرکے ان کو ہلاک و برباد کرنے کی کوشش کی۔ ان میں سے بعض کو ظالمانہ طور پر قتل کیا۔ ان کی عورتوں کی بے حرمتی کی۔ حتیٰ کہ ان مظالم سے تنگ آکر بہت سے مسلمان مکہ کو چھوڑ کر حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے، لیکن قریش نے اس پر بھی صبر نہ کیا اور نجاشی کے دربار میں اپنا ایک وفد بھیج کر یہ کوشش کی کہ کسی طرح یہ مہاجرین پھر مکہ میں واپس آجائیں اور قریش انہیں اسلام سے منحرف کرنے میں کامیاب ہو جائیں اور یا انکا خاتمہ کر دیا جاوے۔ پھر مسلمانوں کے آقا اور سردار کو جسے وہ اپنی جان سے زیادہ عزیز سمجھتے تھے سخت تکالیف پہنچائی گئیں اور ہر قسم کے دکھوں میں مبتلا کیا گیا اور قریش کے بھائی بندوں نے طائف میں خدا کا نام لینے پر آپؐ پر پتھر برسا دیئے حتّٰی کہ آپؐ کا بدن خون سے تربتر ہو گیا اور بالآخر مکہ کی قومی پارلیمنٹ میں سارے قبائل قریش کے نمائندوں کے اتفاق سے یہ فیصلہ کیا گیا کہ محمد رسول اللہ کو قتل کر دیا جاوے تاکہ اسلام کا نام ونشان مٹ جاوے اور توحید کا ہمیشہ کیلئے خاتمہ ہو اور پھر اس خونی قرارداد کو عملی جامہ پہنانے کیلئے نوجوانانِ مکہ جو مختلف قبائل قریش سے تعلق رکھتے تھے رات کے وقت ایک جتھہ بنا کر آپؐ کے مکان پر حملہ آور ہوئے لیکن خدا نے آپؐ کی حفاظت فرمائی اور آپؐ ان کی آنکھوں پر خاک ڈالتے ہوئے اپنے مکان سے نکل آئے اور غارِ ثور میں پناہ لی۔ کیا یہ مظالم اور یہ خونی قراردادیں قریش کی طرف سے اعلان جنگ کا حکم نہیں رکھتیں؟ کیا ان مناظر کے ہوتے ہوئے کوئی عقل مند یہ خیال کرسکتا ہے کہ قریش مکہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف برسر پیکار نہ تھے؟ پھر کیا قریش کے یہ مظالم مسلمانوں کی طرف سے دفاعی جنگ کی کافی بنیاد نہیں ہو سکتے تھے؟ کیا دنیا میں کوئی باغیرت قوم جو خودکشی کا ارادہ نہ کر چکی ہو ان حالات کے ہوتے ہوئے اس قسم کے الٹی میٹم کے قبول کرنے سے پیچھے رہ سکتی ہے جو قریش نے مسلمانوں کو دیا؟ یقیناً یقیناً اگر مسلمانوں کی جگہ کوئی اور قوم ہوتی تو وہ اس سے بہت پہلے قریش کے خلاف میدان جنگ میں اتر آتی۔ مگر مسلمانوں کو ان کے آقا کی طرف سے صبر اور عفو کا حکم تھا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ جب مکہ میں قریش کے مظالم بہت بڑھ گئے تو عبدالرحمن بن عوف اور دوسرے صحابہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر قریش کے مقابلہ کی اجازت چاہی۔ مگر آپؐ نے فرمایا اِنِّیْ اُمِرْتُ بِالْعَفْوِ فَلَا تُقَاتِلُوْا یعنی ”مجھے ابھی تک عفو کا حکم ہے اس لئے میں تمہیں لڑنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔“ چنانچہ صحابہؓ نے دین کی راہ میں ہر قسم کی تکلیف اور ذلت برداشت کی مگر صبر کے دامن کو نہ چھوڑا حتّٰی کہ قریش کے مظالم کا پیالہ لبریز ہوکر چھلکنے لگ گیا اور خداوند عالم کی نظر میں اتمام حجت کی میعاد پوری ہوگئی۔ تب خدا نے اپنے بندے کو حکم دیا کہ تو اس بستی سے نکل جا کہ اب معاملہ عفو کی حد سے گزر چکا ہے اور وقت آگیا ہے کہ ظالم اپنے کیفر کردار کو پہنچے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ہجرت قریش کے الٹی میٹم کے قبول کئے جانے کی علامت تھی اور اس میں خدا کی طرف سے اعلان جنگ کا ایک مخفی اشارہ تھا جسے مسلمان اور کفار دونوں سمجھتے تھے چنانچہ دار الندوہ کے مشورہ کے وقت جب کسی شخص نے یہ تجویز پیش کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے نکال دیا جاوے تو رؤساء قریش نے اس تجویز کو اسی بناء پر رد کر دیا تھا کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مکہ سے نکل گیا تو پھر ضرور مسلمان ہمارے الٹی میٹم کو قبول کرکے ہمارے خلاف میدان میں نکل آئیں گے اور مدینہ کے انصار کے سامنے بھی جب بیعت عقبہ ثانیہ کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کا سوال آیا تو انہوں نے فوراً کہا کہ اسکے یہ معنے ہیں کہ ہمیں تمام عرب کے خلاف جنگ کیلئے تیار ہو جانا چاہئے اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ سے نکلے اور آپؐ نے مکہ کے در و دیوار پر حسرت بھری نگاہیں ڈال کر فرمایا کہ اے مکہ تو مجھے ساری بستیوں سے زیادہ عزیز تھا مگر تیرے باشندے مجھے یہاں رہنے نہیں دیتے تو اس پر حضرت ابوبکرؓ نے بھی یہی کہا کہ انہوں نے خدا کے رسول کو اس کے وطن سے نکالا ہے اب یہ لوگ ضرور ہلاک ہوں گے۔ خلاصہ کلام یہ کہ جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں مقیم رہے آپؐ نے ہر قسم کے مظالم برداشت کئے، لیکن قریش کے خلاف تلوار نہیں اٹھائی کیونکہ اول تو پیشتر اسکے کہ قریش کے خلاف کوئی کارروائی کی جاتی سنت اللہ کے مطابق ان پر اتمام حجت ضروری تھا اور اس کیلئے مہلت درکار تھی۔ دوسرے خدا کا یہ بھی منشاء تھا کہ مسلمان اس آخری حد تک عفو اور صبر کا نمونہ دکھلائیں کہ جس کے بعد خاموش رہنا خودکشی کے ہم معنے ہو جاوے جو کسی عقل مند کے نزدیک مستحسن فعل نہیں سمجھا جاسکتا۔ تیسرے مکہ میں قریش کی ایک قسم کی جمہوری حکومت قائم تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکے شہریوں میں سے ایک شہری تھے۔ پس حسن سیاست کا تقاضا تھا کہ جب تک آپؐ مکہ میں رہیں آپؐ اس حکومت کا احترام فرمائیں اور خود کوئی امن شکن بات نہ ہونے دیں اور جب معاملہ عفو کی حد سے گزر جاوے تو آپؐ وہاں سے ہجرت کر جائیں۔ چوتھے یہ بھی ضروری تھا کہ جب تک خدا کی نظر میں آپؐ کی قوم اپنی کارروائیوں کی وجہ سے عذاب کی مستحق نہ ہو جاوے اور ان کو ہلاک کرنے کا وقت نہ آجاوے آپؐ ان میں مقیم رہیں اور جب وہ وقت آجاوے تو آپ وہاں سے ہجرت فرما جائیں کیونکہ سنت اللہ کے مطابق نبی جب تک اپنی قوم میں موجود ہو ان پر ہلاک کر دینے والا عذاب نہیں آتا اور جب ہلاکت کا عذاب آنے والا ہو تو نبی کو وہاں سے چلے جانے کا حکم ہوتا ہے۔ ان وجوہات سے آپؐ کی ہجرت اپنے اندر خاص اشارات رکھتی تھی مگر افسوس کہ ظالم قوم نے نہ پہچانا اور ظلم وتعدی میں بڑھتی گئی ورنہ اگر اب بھی قریش باز آجاتے اور دین کے معاملہ میں جبر سے کام لینا چھوڑ دیتے اور مسلمانوں کو امن کی زندگی بسر کرنے دیتے تو خدا ارحم الراحمین ہے اور اس کا رسول بھی رحمۃ للعالمین تھا یقیناً اب بھی انہیں معاف کر دیا جاتا اور عرب کو وہ کشت وخون کے نظارے نہ دیکھنے پڑتے جو اس نے دیکھے، مگر تقدیر کے نوشتے پورے ہونے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت نے قریش کی عداوت کی آگ پر تیل کا کام دیا اور وہ آگے سے بھی زیادہ جوش وخروش کے ساتھ اسلام کو مٹانے کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

ان غریب اور کمزور مسلمانوں پر ظلم وستم ڈھانے کے علاوہ جو ابھی تک مکہ میں ہی تھے سب سے پہلا کام جو قریش نے کیا وہ یہ تھا کہ جونہی کہ ان کو یہ علم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے بچ کر نکل گئے ہیں وہ آپؐ کے تعاقب میں نکل کھڑے ہوئے اور وادی بکّہ کی چپّہ چپّہ زمین آپؐ کی تلاش میں چھان ماری اور خاص غارِ ثور کے منہ تک بھی جا پہنچے مگر اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی نصرت فرمائی اور قریش کی آنکھوں پر ایسا پردہ ڈال دیا کہ وہ عین منزلِ مقصود تک پہنچ کر خائب وخاسر واپس لوٹ گئے۔ جب وہ اس تلاش میں مایوس ہوئے تو انہوں نے عام اعلان کیا کہ جو شخص بھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو زندہ یا مردہ پکڑ کر لائے گا اسے ایک سو اونٹ جو آج کل کی قیمت کے حساب سے قریباً بیس ہزار روپیہ بنتا ہے انعام دیا جائے گا اور اس انعام کے لالچ میں مختلف قبائل کے بیسیوں نوجوان آپؐ کی تلاش میں چاروں طرف نکل کھڑے ہوئے۔ چنانچہ سراقہ بن مالک کا تعاقب جس کا ذکر کتاب کے حصہ اول میں گزر چکا ہے اسی انعامی اعلان کا نتیجہ تھا مگر اس تدبیر میں بھی قریش کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ غور کیا جاوے تو دو قوموں میں جنگ چھڑ جانے کیلئے صرف یہی ایک وجہ کافی ہے کہ کسی قوم کے آقا و سردار کے متعلق دوسری قوم اس طرح انعام مقرر کرے۔ بہرحال یہ تجویز بھی کارگر نہ ہوئی اور قریش کو علم ہوگیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امن وعافیت کے ساتھ مدینہ پہنچ گئے ہیں تو جیسا کہ اوپر بیان کیا جاچکا ہے رؤسائے قریش نے مدینہ کے رئیس اعظم عبداللہ بن ابی بن سلول اور اسکے ساتھیوں کے نام ایک خطرناک تہدیدی خط ارسال کیا جس میں لکھا کہ اِنَّکُمْ اٰوَیْتُمْ صَاحِبَنَا وَاِنَّا نُقْسِمُ بِاللّٰهِ لَتُقَاتِلُنَّهٗ اَوْ تُخْرِجُنَّهٗ اَوْلَنَسِیْرَنَّ اِلَیْکُمْ بِاَجْمَعِنَا حَتّٰی نَقْتُلَ مَقَاتِلَتَکُمْ وَنَسْتَبِیْحَ نِسَاءَکُمْ ”یعنی تم لوگوں نے ہمارے آدمی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو پناہ دی ہے اور ہمیں خدا کی قسم ہے کہ یا تو تم اسکا ساتھ چھوڑ کر اس کے خلاف جنگ کرو یا کم سے کم اسے اپنے شہر سے نکال دو ورنہ ہم ضرور بالضرور اپنا سارا لاؤلشکر لے کر تم پر حملہ آور ہو جائیں گے اور تمہارے مردوں کو قتل کر ڈالیں گے اور تمہاری عورتوں پر قبضہ کرکے انہیں اپنے لئے جائز کرلیں گے۔

اس خط سے جو تشویش بے چارے مہاجرین کو دامن گیر ہو سکتی تھی وہ تو ظاہر ہی ہے لیکن انصار میں بھی اس نے ایک خطرناک سنسنی پیدا کر دی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہوا تو آپؐ خود عبداللہ بن ابیّ کے پاس تشریف لے گئے اور اسے یہ سمجھا کر ٹھنڈا کیا کہ تمہارے اپنے عزیز واقارب میرے ساتھ ہیں کیا تم اپنے جگر گوشوں سے جنگ کروگے؟ انہی ایام کے قریب سعد بن معاذ رئیس اوس عمرہ کی غرض سے مکہ آئے تو انہیں دیکھ کر ابوجہل کی آنکھوں میں خون اتر آیا اور اس نے بگڑ کر کہا کہ ”تم نے (نعوذ باللہ) اس مرتد (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو پناہ دی ہے کیا تمہارا خیال ہے کہ تم اس کی حفاظت کرسکو گے۔“ اس زمانہ میں قریش کو اسلام کے استیصال کا اتنا خیال تھا کہ ولید بن مغیرہ رئیس مکہ جب مرنے لگا تو بے اختیار ہوکر رونے لگ گیا۔ لوگوں نے پوچھا کہ کیا تکلیف ہے۔ اس نے جواب دیا۔ میں ڈرتا ہوں کہ میرے بعد محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دین نہ پھیل جاوے۔ رؤساء قریش نے کہا تم فکرمند نہ ہو۔ ”ہم اس بات کے ضامن ہیں کہ اسکے دین کو نہیں پھیلنے دیں گے۔“ یہ سب ہجرت کے بعد کی باتیں ہیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے مظالم سے تنگ آکر مکہ کو چھوڑ چکے تھے اور خیال کیا جاسکتا تھا کہ اب قریش مسلمانوں کو اپنے حال پر چھوڑ دیں گے۔ پھر اسی پر بس نہیں بلکہ جب قریش نے دیکھا کہ اوس وخزرج مسلمانوں کی پناہ سے دستبردار نہیں ہوتے اور اندیشہ ہے کہ اسلام مدینہ میں جڑ نہ پکڑ جاوے تو انہوں نے دوسرے قبائل عرب کا دورہ کرکر کے ان کو مسلمانوں کے خلاف اکسانا شروع کر دیا اور چونکہ بوجہ خانہ کعبہ کے متولی ہونے کے قریش کا سارے قبائل عرب پر ایک خاص اثر تھا اس لئے قریش کی انگیخت سے کئی قبائل مسلمانوں کے جانی دشمن بن گئے اور مدینہ کا یہ حال ہو گیا کہ گویا اس کے چاروں طرف آگ ہی آگ ہے۔ چنانچہ یہ روایت اوپر گزر چکی ہے کہ

لَمَّاقَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهُ الْمَدِیْنَةَ وَاٰوَتْهُمُ الْاَنْصَارُ رَمَتْهُمُ الْعَرَبُ عَنْ قَوْسٍ وَاحِدَةٍ فَکَانُوْا لَایَبِیْتُوْنَ اِلَّا بِالسِّلَاحِ وَلَا یَصْبَحُوْنَ اِلَّافِیْهِ وَقَالُوْا اَتَرَوْنَ اَنَّانَعِیْشُ حَتّٰی نَبِیْتَ اٰمِنِیْنَ لَانَخَافُ اِلَّا اللّٰهَ یعنی ”ابی بن کعب جو کبار صحابہ میں سے تھے بیان کرتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب مدینہ میں تشریف لائے اور انصار نے انہیں پناہ دی تو تمام عرب ایک جان ہوکر ان کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا۔ چنانچہ ان دنوں مسلمانوں کا یہ حال تھا کہ خوف کی وجہ سے وہ راتوں کو بھی ہتھیار لگا لگا کر سوتے تھے اور دن کو بھی ہتھیار لگائے پھرتے تھے کہ کہیں کوئی اچانک حملہ نہ ہو جاوے اور وہ ایک دوسرے سے کہا کرتے تھے کہ دیکھئے ہم اس وقت تک بچتے بھی ہیں یا نہیں کہ ہمیں امن کی راتیں گزارنے کا موقع ملے گا اور خدا کے سوا کسی کا ڈر نہ رہے گا۔“

خود سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا کہ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ مَاقَدِمَ الْمَدِیْنَةَ یَسْهَرُمِنَ اللَّیْلِ ”جب شروع شروع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے، تو دشمن کے حملہ کے خوف سے آپؐ عموماً راتوں کو جاگا کرتے تھے۔“

اسی زمانے کے متعلق قرآن شریف فرماتا ہے:

وَاذْکُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِیْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِی الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ یَّتَخَطَّفَکُمُ النَّاسُ

باقی صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(873) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی تو ابتداء دعوے مسیحیت سے ہی بیعت میں داخل ہو گئے تھے۔ مگر ان کے والد حکیم حسام الدین صاحب جو بڑے طنطنہ کے آدمی تھے وہ اعتقاد تو عمدہ رکھتے تھے مگر بیعت میں داخل نہیں ہوتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وہ بڑے تھے اور سیالکوٹ کے زمانہ کے دوست بھی تھے۔ میر حامد شاہ صاحب ہمیشہ ان کو بیعت کیلئے کہتے رہتے تھے مگر وہ ٹال دیتے تھے۔ ان کو اپنی بڑائی کا بہت خیال تھا۔ ایک دفعہ شاہ صاحب ان کو قادیان لے آئے اور سب دوستوں نے ان پر زور دیا کہ جب آپ سب کچھ مانتے ہیں تو پھر بیعت بھی کیجئے۔ خیر انہوں نے مان لیا مگر یہ کہا کہ مَیں اپنی وضع کا آدمی ہوں۔ لوگوں کے سامنے بیعت نہ کرونگا۔ مجھ سے خفیہ بیعت لے لیں ۔ میر حامد شاہ صاحب نے اسے ہی غنیمت سمجھا۔ حضرت صاحب سے ذکر کیا تو آپ نے منظور فرمالیا اور علیحدگی میں حکیم صاحب مرحوم کی بیعت لے لی۔

(874) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ پلیگ کے ایام میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک دوا جس کا نام ’’درونج عقربی‘‘ ہے اور اسکی شکل بچھو کی طرح ہوتی ہے تاگے میں باندھکر گھر میں کئی جگہ لٹکا دی تھی اور فرماتے تھے کہ حکماء نے اسکی بابت لکھا ہے کہ یہ ہوا کو صاف کرتی ہے۔

(875) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حافظ نور محمد صاحب ساکن فیض اللہ چک ضلع گورداسپور نے مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا صاحبزادہ بشیر اوّل فوت ہوگیا اور خاکسار بطور تعزیت حضرت صاحب کے پاس گیا اور عرض کی کہ حضور مخالفین اس واقعہ پر بہت تمسخر کرتے ہیں تو آپ نے جواب میں یہ آیات پڑھ کر سنا دیں۔ مَا نَنۡسَخۡ مِنۡ اٰيَةٍ اَوۡ نُنۡسِهَا نَاۡتِ بِخَيۡرٍ مِّنۡهَاۤ اَوۡ مِثۡلِهَا (البقرۃ: 107) اور حَتّٰۤى اِذَا اسۡتَيۡـَٔسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوۡۤا اَنَّهُمۡ قَدۡ كُذِبُوۡا جَآءَهُمۡ نَصۡرُنَا (یوسف: 111)

خاکسار عرض کرتا ہے کہ ان آیات قرآنی کے معنے یہ ہیں کہ ہم جب کسی آیت کو منسُوخ کرتے ہیں یا فراموش کرا دیتے ہیں تو پھر اس سے بہتر آیت لاتے ہیں یا اسی کی مثل لے آتے ہیں اور جب خدا کے رسول یہ دیکھتے ہیں کہ بظاہر مایوسی کی حالت پیدا ہوگئی ہے اور خیال کرتے ہیں کہ ہم سے جو وعدہ ہوا تھا شاید اسکے کچھ اور معنے تھے تو ایسے وقت میں ہمارے فرشتے ان کی نصرت کیلئے پہنچ جاتے ہیں اور وہ بات جو بظاہر بگڑی ہوئی نظر آتی تھی پھر سنبھل جاتی ہے۔

(876) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حافظ نور محمد صاحب ساکن فیض اللہ چک نے مجھ سے بیان کیا کہ ہمارے دوستوں میں سے ایک شخص چراغ علی نامی تھہ غلام نبی کے رہنے والے تھے اور وہ حافظ حامد علی صاحب کے چچا تھے، ان کو شادی کی ضرورت تھی۔ ہم نے متفق ہو کر ان کی شادی موضع کھارہ میں کروا دی۔ مگر وہ اس شادی کے چند روز بعد ہی فوت ہو گئے۔ ہم نے شادی کے موقعہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے مشورہ نہ کیا تھا۔ جب حضور کو معلوم ہوا کہ اسکی شادی ہو چکی ہے تو آپ نے فرمایا کہ میاں حامد علی تم نے ہم کو کیوں نہ بتایا کہ اسکی شادی کرنے لگے ہیں۔ اسکی شادی نہیں کرنی چاہئے تھی کیونکہ اس کو ضعف جگر کا مرض تھا اور موجودہ حالت میں وہ شادی کے قابل نہیں تھا۔ چنانچہ وہ شادی کے چند روز بعد فوت ہو گئے۔

(877) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے احباب کو جب خط لکھتے تو یا تو ’’حِبّی فی اللہ‘‘ یا مکرمی اخویم‘‘ لکھ کر مخاطب کرتے تھے۔ کئی دفعہ مجھے ڈاک میں ڈالنے کو لفافے دیتے تو میں پتے دیکھتا کہ کس کے نام کے خط ہیں سیٹھ عبدالرحمن صاحب مدراسی اور زین الدین ابراہیم صاحب انجینئر بمبئی اور میاں غلام نبی صاحب سیٹھی راولپنڈی کے پتے مجھے اب تک یاد ہیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ تینوں اصحاب اس وقت جو جنوری 1939ء ہے فوت ہو چکے ہیں۔ كُلُّ مَنۡ عَلَيۡهَا فَانٍ وَّيَبۡقٰى وَجۡهُ رَبِّكَ ذُو الۡجَلٰلِ وَالۡاِكۡرَامِ (الرحمٰن: 27، 28)

(878) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اگر تیمم کرنا ہوتا تو بسا اوقات تکیہ یا لحاف پر ہی ہاتھ مار کر تیمم کر لیا کرتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ تکیہ یا لحاف میں سے جو گرد نکلتی ہے وہ تیمم کی غرض سے کافی ہوتی ہے۔ لیکن اگر کوئی تکیہ یا لحاف بالکل نیا ہو اور اس میں کوئی گرد نہ ہو تو پھر اس سے تیمم جائز نہ ہوگا۔

(879) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد میں آپ کی لڑکی عصمت ہی صرف ایسی تھی جو قادیان سے باہر پیدا ہوئی اور باہر ہی فوت ہوئی۔ اسکی پیدائش انبالہ چھاؤنی کی تھی اور فوت لدھیانہ میں ہوئی۔ اُسے ہیضہ ہوا تھا۔ اس لڑکی کو شربت پینے کی عادت پڑ گئی تھی۔ یعنی وہ شربت کو پسند کرتی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کیلئے شربت کی بوتل ہمیشہ اپنے پاس رکھا کرتے تھے۔ رات کو وہ اٹھا کرتی تو کہتی ابّا شربت پینا۔ آپ فوراً اُٹھکر شربت بنا کر اسے پلا دیا کرتے تھے۔ ایک روز لدھیانہ میں اس نے اسی طرح رات کو اُٹھکر شربت مانگا۔ حضرت صاحب نے اُسے شربت کی جگہ غلطی سے چنبیلی کا تیل پلا دیا۔ جس کی بوتل اتفاقاً شربت کی بوتل کے پاس ہی پڑی تھی۔ لڑکی بھی وہ ’’شربت‘‘ پی کر سو رہی۔ صبح جب تیل کم اور گلاس چکنا دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ غلطی ہوگئی ہے مگر خدا کے فضل سے نقصان نہیں ہوا۔ نیز میر صاحب نے بیان کیا کہ لڑکی کے فوت ہونے کے بعد حضرت صاحب بمعہ ام المومنین وغیرہ لدھیانہ سے ایک ہفتہ کیلئے امرتسر تشریف لے گئے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ عصمت ہماری والدہ کی اولاد میں سب سے بڑی تھی اور وہ 1886ء میں پیدا ہوئی تھی اور 1891ء میں فوت ہوئی۔

(880) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایکدفعہ اس جگہ جہاں اب نواب صاحب کے شہر والے مکان کا دروازہ ہے اور فخر الدین ملتانی کی دُکان ہوتی تھی۔ کچھ زمین خالی پڑی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہاں ایک کچّا مکان تعمیر کرنا چاہا۔ جب راج مزدور لگے تو مرزا امام الدین مع اپنے رفیقوں کے آ گیا اور گالی گلوچ اور فساد پر آمادہ ہوگیا۔ حضرت صاحب کو اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا کہ تعمیر بند کر دو اور فساد نہ کرو۔ چنانچہ وہ زمین یونہی پڑی رہی۔ کچھ مدّت بعد جب مرزا امام الدین و مرزا نظام الدین ایک مقدمہ پر بٹالہ یا گورداسپور گئے ہوئے تھے تو تمام مہمانوں، ملازموں اور مدرسہ کے لڑکوں نے مل کر مزدوروں کی طرح سامانِ عمارت لا کر اور گارا وغیرہ تیار کر کے اس مکان کو دن بھر میں تیار کر دیا۔ جب عمالیق واپس آئے۔ تو سر پکڑ کر رہ گئے مگر پھر کیا کر سکتے تھے کیونکہ جگہ تو حضرت صاحب کی ہی تھی اور وہ صرف شرارت کر رہے تھے۔ یہ وہ مکان تھا جس میں مولوی شیر علی صاحب سالہا سال تک رہتے رہے ہیں اور اب اس میں نواب صاحب کا مکان ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مجھے یاد ہے کہ اسی رنگ میں ایک دفعہ موجودہ مدرسہ احمدیہ کی عمارت کا ایک کمرہ بھی راتوں رات تیار ہوا تھا۔ دراصل مرزا امام الدین اور مرزا نظام الدین صاحبان محض سینہ زوری سے حضرت صاحب کے بعض مملکات سے حضور کو محروم کرنا چاہتے تھے اور حضرت صاحب فساد سے بچتے ہوئے رُک جاتے تھے لیکن جب ان لوگوں کی قادیان سے غیر حاضری کی وجہ سے موقعہ ملتا تھا تو جلدی جلدی عمارت کھڑی کر دی جاتی تھی۔

(881) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ قادیان کے سادات میں ایک صاحب سید محمد علی شاہ صاحب تھے۔ وہ مقامی غیر احمدیوں میں اور حکّام میں بھی کچھ اثر و رسوخ رکھتے تھے اور قادیان کے رہنے والے مسلمانوں میں معزز بھی تھے۔ انہوں نے کئی دفعہ بیعت کا ارادہ ظاہر کیا مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیعت نہ لی۔ فرمایا جب آپ نے ہمیں مان لیا اور بیعت کا ارادہ کر لیا تو آپ مرید ہی ہیں مگر بیعت ہم اس وجہ سے نہیں لیتے کہ آپ موجودہ حالات میں جماعت سے باہر رہ کر بہتر طور پر خدمت بجا لا سکتے ہیں جو جماعت کے آدمی سرانجام نہیں دے سکتے چنانچہ وہ ایسا ہی کرتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ انہوں نے بالآخر بیعت کر لی تھی اور تاریخ سے پتہ لگتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں حضرت عباسؓ کو بھی اسی قسم کے حالات میں کچھ عرصہ اپنے اسلام کو مخفی رکھنا پڑا تھا۔ یعنی وہ آپ کے منشاء کے ماتحت ظاہر طور پر ایمان لانے سے رُکے رہے تھے۔

(سیرۃ المہدی، جلد اوّل، حصہ سوم، مطبوعہ قادیان 2008)

......☆......☆......☆......

درود اُن پر سلام اُن پر ہمیشہ
وہ کُل عالم کے تنہا ناخدا ہیں

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

محمد مصطفیٰؐ خیر الوریٰ ہیں — امام الانبیاء شمس الضّحیٰ ہیں
محمدؐ ہیں شہنشاہِ دو عالم — محمدؐ ہی حبیبِ کبریا ہیں
وہی خاتم وہی یٰس و طٰہٰ — مزمل اور مدثر مجتبیٰ ہیں
وہ طاہر اور مطہر نورِ عالم — وہی ہر قلبِ مضطر کی نوا ہیں
حضور اکرمؐ شفیع المذنبیں ہیں — وہی کوئے صنم کے آشنا ہیں
ہوئے ہم خیر امت جس کے دم سے — وہی مکی و مدنی پیشوا ہیں
وہ ماحی ظلمت و وحشت جہاں کے — وہ تاجِ مرسلیں نور الہدیٰ ہیں
شمائل آپ کے اَولیٰ و اعلیٰ — خلائق کے بھی وجہِ ابتدا ہیں
صفاتِ کاملہ کے آپ مظہر — وہی انسانِ کامل حق نما ہیں
درود ان پر سلام ان پر ہمیشہ — وہ کُل عالم کے تنہا ناخدا ہیں
ثنا خواں ہے نصر آنمحترم کے — وہی بزرگ تریں بعد از خدا ہیں

نصیر الحق نصر، نیپالی، معلم سلسلہ ارشاد وقف جدید

......☆......☆......☆......

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورہ امریکہ (ستمبر، اکتوبر 2022ء)

مَیں پہلے شیعہ ہوگیا تھا، وہاں مجھے کوئی سکون نہیں ملا اور دل مطمئن نہ ہوا، پھر احمدیوں کے درمیان آنا جانا شروع کیا اور دل کو اطمینان ملا

آج حضور انور سے ملاقات کر کے برملا اس بات کا اظہار کرتا ہوں کہ یہی صحیح راستہ ہے اور یہی حق ہے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کے بعد ایک نَو احمدی کا ایمان افروز تاثر

سال میں ایک مرتبہ یا دو مرتبہ اجتماع کر لینا کافی نہیں ہے

صرف ایک دو اجتماعات سے تربیت کا حق ادا نہیں ہو سکتا، ان کیلئے باقاعدگی کے ساتھ پروگرام منعقد ہونے چاہئیں

جن نومبائعین کا مسلم بیک گراؤنڈ نہیں ہے انہیں سورہ فاتحہ مع ترجمہ آنی چاہئے

ایک سال میں 13 ہزار فلائرز کی تقسیم کم ہے، کم از کم 10 فلائرز فی خادم ہونے چاہئیں، آپ کی کل تجنید 4 ہزار ہے، اس سے کم از کم چالیس ہزار فلائرز تقسیم ہو جائیں گے

سب سے بنیادی چیز نماز ہے اس پر خاص توجہ دیں، اسکے بعد قرآن کریم ہے، روزانہ قرآن کریم کی تلاوت ہونی چاہئے

عاملہ کے تمام ممبران کو باقاعدگی کے ساتھ روزانہ تلاوت قرآن کریم کرنی چاہئے اور پھر اس کا ترجمہ بھی پڑھیں اور سیکھیں

ہر خادم کو چاہئے کہ وہ سال میں تین سے دس درخت لگائے، خدام کو شجرکاری کی اہمیت کا احساس دلائیں

سال میں ایک کانفرنس کافی نہیں، سہ ماہی بنیادوں پر مختلف ریجن میں مستقل طور پر

قائدین کی ٹریننگ کیلئے میٹنگز یا سیمینارز ہونے چاہئیں، ہر ریجن میں علیحدہ کانفرنس ہونی چاہئے

نیشنل مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ امریکہ کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ میٹنگ اور حضور انور کی زرّیں نصائح و ہدایات

رپورٹ : مکرم عبد الماجد طاہر صاحب، ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن، یو.کے

(13 اکتوبر 2022ء بروز جمعرات)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح 6 بجکر 15 منٹ پر ''مسجد بیت الرحمٰن'' تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دنیا کے مختلف ممالک سے Fax اور ای میل کے ذریعہ آنے والے خطوط اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور ہدایات سے نوازا۔ نیز حضور انور کی مختلف دفتری امور کی ادائیگی میں مصروفیت رہی۔

1 بجکر 30 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''مسجد بیت الرحمٰن'' تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائش گاہ تشریف لے گئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جب بھی نمازیں پڑھانے کیلئے اپنی رہائش گاہ سے مسجد تشریف لاتے ہیں اور پھر واپس جاتے ہیں تو راستہ کے دونوں اطراف مختلف جگہوں پر احبابِ جماعت اور خواتین ایک بڑی تعداد میں اپنے پیارے آقا کے انتظار میں کھڑے ہوتے ہیں اور اپنے آقا کے ساتھ عشق و محبت اور اپنی فدائیت اور والہانہ محبت کا اظہار پُرجوش نعروں کے ساتھ کر رہے ہوتے ہیں۔ ہر طرف سے السلام علیکم حضور اور ''اِنِّیْ مَعَکَ یَامَسْرُوْر'' کی آوازیں آ رہی ہوتی ہیں اور مسلسل نعرے بلند ہو رہے ہوتے ہیں۔

مسجد کے بیرونی احاطہ میں مختلف جگہوں پر بڑی تعداد میں مارکیز لگائی گئی ہیں اور مرد احباب اور خواتین کیلئے نماز پڑھنے کا انتظام کیا گیا ہے۔ مرد و خواتین کیلئے کھانا کھانے کا انتظام بھی علیحدہ علیحدہ مارکیز میں ہے۔ اس کے علاوہ رجسٹریشن کیلئے بھی علیحدہ علیحدہ مارکیز ہیں اور Covid ٹیسٹ کیلئے بھی علیحدہ علیحدہ سینٹرز قائم کیے گئے ہیں۔ یہاں روزانہ صبح سے شام تک ہر آنے والے کا Covid Test کیا جاتا ہے۔ اسی طرح ہر روز سینکڑوں ٹیسٹ کیے جاتے ہیں اور بعض دنوں میں یہ تعداد ہزار سے بڑھ جاتی ہے۔ غرض تمام انتظامات بڑے وسیع پیمانہ پر کیے گئے ہیں۔ گاڑیوں کی پارکنگ کیلئے مختلف پارکنگ ایریا حاصل کیے گئے ہیں اور وہاں سے احباب کے آنے جانے کیلئے بسیں چلائی گئی ہیں۔ تمام انتظامات بڑے آرگنائزڈ ہیں۔

امریکہ کے مختلف علاقوں اور خطوں سے دو دو ہزار میل سے زائد فاصلوں سے احباب اور فیملیز یہاں آ کر بیٹھے ہوئے ہیں اور سارا سارا دن مسجد اور ان مارکیز میں گزار دیتے ہیں اور اپنے آقا کے دیدار اور زیارت کا کوئی لمحہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے حصول کے دن ہیں۔ بڑے مبارک اور برکتوں والے دن ہیں۔ یہاں آنے والا ہر ایک ان برکتوں سے فیض پا رہا ہے۔

پروگرام کے مطابق 6 بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملیز ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج شام کے اس سیشن میں 49 فیملیز کے 206 افراد نے اپنے آقا کے ساتھ شرف ملاقات پایا۔ ہر ایک فیملی نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔ حضور انور نے ازراہِ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔

احبابِ جماعت کی ملاقاتیں

آج ملاقات کرنے والی یہ فیملیز اور احباب Mary Land کی مقامی جماعت کے علاوہ امریکہ کی مختلف 23 جماعتوں سے آئے تھے۔ جن میں سے بعض بڑے لمبے اور طویل سفر طے کر کے پہنچے تھے۔ جماعت Syracuse سے آنے والے 356 میل، Cleveland سے آنے والے 362 میل، جماعت Charlotte سے آنے والے احباب 422 میل اور بوسٹن سے آنے والے 427 میل کا سفر طے کر کے پہنچے تھے۔ جبکہ جارجیا (Georgia) سے آنے والے احباب 661 میل، سیاٹل (Seattle) سے آنے والے 2731 میل اور Sacramento سے آنے والے احباب 2751 میل کا طویل سفر طے کر کے حضور انور سے ملاقات کیلئے پہنچے تھے۔

آج بھی ملاقات کرنے والوں میں سے بہت سے ایسے احباب اور فیملیز تھیں جن کی زندگی میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ یہ پہلی ملاقات تھی۔

ملاقات کرنے والوں کے تاثرات

ایک دوست محسن بیگ صاحب جو جماعت Sacramento سے 2751 میل کا فاصلہ طے کر کے ملاقات کیلئے آئے تھے جب ملاقات کر کے باہر آئے تو ان کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ کہنے لگے کہ میرے جو جذبات ہیں، بیان کرنے کیلئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ کہنے لگے کہ میرے والد صاحب بچپن میں فوت ہو گئے تھے۔ پوری زندگی ان کی کمی محسوس ہوتی رہی۔ دل میں ایک خالی پن رہا۔ آج اپنے پیارے آقا سے ملنے کے بعد، اپنے روحانی والد سے ملنے کے بعد وہ خالی پن دور ہو گیا ہے اور میرا دل سکون سے بھر گیا ہے۔ حضور کے چہرۂ مبارک میں نور ہی نور ہے۔ میں اپنے دل میں بے انتہا خوشی محسوس کرتا ہوں۔

ایک دوست فاروق خان صاحب نے بتایا کہ مَیں نے اندر جا کر فوراً سکون پایا اور میری تمام مشکلات اور پریشانیاں دور ہو گئیں اور مجھے اطمینان قلب نصیب ہوا ہے۔

ایک دوست طاہر نسیم صاحب جماعت بالٹی مور (Baltimore) سے آئے تھے۔ کہنے لگے آج زندگی میں پہلی دفعہ ملاقات ہوئی ہے۔ میرا دل سرور سے بھر گیا ہے۔ حضور انور کے چہرے پر نظر پڑتے ہی انسان کو سرور حاصل ہوتا ہے۔ چہرۂ مبارک پر مَیں نے نور ہی نور دیکھا ہے۔ میں اپنے ذہن میں بہت کچھ سوچ کر گیا تھا لیکن سب کچھ بھول گیا۔ بس میں نے دعا کی درخواست کی۔ حضور نے ہمیں بہت دعائیں دیں اور بچے کو ازراہِ شفقت تبرک بھی دیا۔

ایک دوست عاشر احمد صاحب نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میں اپنی زندگی میں پہلی دفعہ ملا ہوں۔ بڑا ہی نورانی چہرہ ہے۔ ہم سری لنکا سے یہاں آئے تھے۔ حضور انور نے ازراہِ شفقت ہم سے کام کے بارہ میں پوچھا اور دعائیں دیں۔

ایک نومبائع دوست حضور بخش ہادی صاحب جماعت سنٹرل جرسی سے آئے تھے، کہنے لگے کہ میں نیا احمدی ہوں اور پہلی دفعہ ملا ہوں۔ اس وقت میرا دل اس قدر جذبات سے بھرا ہوا ہے کہ آپ اندازہ نہیں لگا سکتے۔ میں پہلے شیعہ ہو گیا تھا۔ وہاں مجھے کوئی سکون نہیں ملا اور دل مطمئن نہ ہوا۔ پھر احمدیوں کے درمیان آنا جانا شروع

کیا اور دل کو اطمینان ملا۔ آج حضور انور سے ملاقات کر کے برملا اس بات کا اظہار کرتا ہوں کہ یہی صحیح راستہ ہے اور یہی حق ہے۔

ضیاء الرحمٰن صاحب جماعت Pennsylvania سے ملاقات کیلئے آئے تھے۔ ملاقات کرکے جب باہر آئے تو ان کے چہرہ پر اتنی خوشی تھی کہ بات نہیں ہو رہی تھی۔ الحمدللہ، شکر الحمدللہ کہتے جا رہے تھے۔ کہنے لگے کہ حضور انور نے فرمایا کہ اب چھوٹے بچے کی بھی شادی کرو۔ یہ فیملی اس قدر خوش تھی کہ آپس میں ایک دوسرے کو گلے لگا کر مبارکباد دے رہے تھے۔

ایک دوست عبدالشکور صاحب جماعت کولمبس (Columbus) سے آئے تھے۔ جذبات سے بھرے ہوئے تھے، رونے لگ گئے۔ کہنے لگے کہ آج میری زندگی کی خواہش پوری ہوگئی۔ ایک ہی خواہش تھی کہ حضور سے ملاقات ہو۔ آج اللہ تعالیٰ نے پوری کردی۔ 13 سال میں نے نیپال میں گزارے ہیں اور تین سال پہلے یہاں امریکہ آیا ہوں۔ ان کی اہلیہ کہنے لگیں کہ ہم اس قدر خوش ہیں کہ بیان نہیں کر سکتے۔ یہ ہماری زندگی کے بہترین لمحے تھے۔ حضور نے ہمارے لیے دعا بھی کی۔

طاہر محمود صاحب جو کہ بالٹی مور جماعت سے آئے تھے، کہنے لگے کہ آج زندگی میں پہلی بار ملاقات کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔ ہم کافی دنوں سے آج کے دن کا انتظار کر رہے تھے۔ ہم بہت خوش نصیب ہیں کہ حضور سے ملے ہیں اور حضور کی اقتدا میں نمازیں پڑھ رہے ہیں۔ بڑا روحانی ماحول ہے۔

جماعت روچسٹر (Rochester) سے آنے والے دوست حفیظ احمد صاحب نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان میں میرے خلاف مقدمات تھے۔ میں نے ملائیشیا میں جو مشکل ترین حالات میں پانچ سال گزارے ہیں وہ میں بیان ہی نہیں کرسکتا۔ لیکن آج حضور انور سے ملاقات نے یہ ساری تکلیفیں اور مشکلات دور کردی ہیں اور مجھے سکون ملا ہے۔ آج میں بہت خوش ہوں۔ حضور میرے سامنے تھے، میرے ساتھ تھے، مجھے یقین ہی نہیں آرہا کہ حضور سے مل کر آیا ہوں۔ آج میں بہت سکون میں ہوں۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام سوا آٹھ بجے تک جاری رہا۔ بعد ازاں ساڑھے آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''مسجد بیت الرحمٰن'' میں تشریف لا کر نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

......☆......☆......☆......

(14 اکتوبر 2022ء بروز جمعہ)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح 6 بجکر 15 منٹ پر ''مسجد بیت الرحمٰن'' تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروفیت رہی۔ آج جمعۃ المبارک کا دن تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اقتدا میں نماز جمعہ کی ادائیگی کیلئے مقامی جماعت میری لینڈ (Mary Land) کے علاوہ امریکہ بھر کی جماعتوں سے احباب اور فیملیز بڑے لمبے اور طویل سفر طے کر کے پہنچے تھے۔

میامی (Miami) سے آنے والے احباب 1078 میل، Tulsa سے آنے والے 1220 میل، ڈیلس (Dallas) سے آنے والے احباب 1342 میل جبکہ ہیوسٹن سے آنے والے 1422 میل کا سفر طے کر کے آئے تھے۔ جماعت Tuscan سے آنے والے احباب 2280 میل اور Los Angeles سے آنے والے احباب اور فیملیز 2653 میل، سیاٹل (Seattle) سے آنے والے 2731 میل جبکہ جماعت Sacramento سے آنے والے 2751 میل اور جماعت San Jose سے آنے والے 2843 میل کے لمبے اور طویل سفر طے کر کے اپنے پیارے آقا کی اقتدا میں نماز جمعہ کی ادائیگی کیلئے پہنچے تھے۔

علاوہ ازیں ہمسایہ ممالک میکسیکو اور پورٹوریکو سے آنے والے احباب نے بھی اپنے آقا کی اقتدا میں نماز جمعہ ادا کرنے کی سعادت پائی۔ کینیڈا سے بھی ایک بڑی تعداد نماز جمعہ کی ادائیگی کیلئے مسجد بیت الرحمٰن پہنچی تھی۔ نماز جمعہ میں ہزاروں افراد جماعت نے شمولیت اختیار کی۔ حضور انور کا خطبہ جمعہ MTA انٹرنیشنل کے ذریعہ براہ راست ساری دنیا میں Live نشر ہوا۔ حضور انور کا خطبہ جمعہ 2 بجے تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور نے نماز جمعہ کے ساتھ نماز عصر جمع کر کے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

نیشنل مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ امریکہ کے ساتھ میٹنگ

پروگرام کے مطابق 6 بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز میٹنگ روم میں تشریف لائے جہاں نیشنل مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ امریکہ کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کے ساتھ میٹنگ کا آغاز فرمایا۔

سب سے پہلے نائب صدر مجلس نے اپنا تعارف کروایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے استفسار فرمانے پر نائب صدر صاحب نے عرض کیا کہ ان کے سپرد ریجنل قائدین، تعلیم، اطفال اور مال کے شعبہ جات کی نگرانی کرنا ہے۔ حضور انور کے استفسار پر نائب صدر صاحب نے عرض کیا کہ مختلف شعبہ جات کی رپورٹس پر متعلقہ مہتمم ہی تبصرہ کرتا ہے۔

اسکے بعد نائب صدر و مہتمم خدمت خلق نے اپنے شعبہ کی رپورٹ پیش کرتے ہوئے عرض کیا کہ ہم بھوکوں کو کھانا کھلانے کے پراجیکٹ پر کام کر رہے ہیں۔ اسی طرح فنڈ ریزنگ اور blood drives پر بھی کام کر رہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دریافت فرمانے پر مہتمم خدمت خلق نے عرض کیا کہ ہم نے دوران سال دو لاکھ دس ہزار ڈالرز تنزانیہ میں ایک ہسپتال کیلئے اکٹھے کیے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی تیس ہزار ڈالرز اکٹھے کئے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ پاکستان میں سیلاب زدگان کی امداد کیلئے بھی آپ نے پیسے دیے تھے؟ اس پر مہتمم صاحب نے عرض کیا کہ ہم نے پچیس ہزار ڈالرز یہاں پاکستانی ایمبیسی کو دیے تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے استفسار پر کہ کیا آپ یہاں کسی چیریٹی کیلئے یا افریقہ کے کسی پراجیکٹ کیلئے بھی رقم اکٹھی کر رہے ہیں؟

اس پر مہتمم خدمت خلق نے عرض کیا کہ افریقہ کے کسی پراجیکٹ کیلئے تو سر دست رقم جمع نہیں کر رہے تاہم ہم نے یہاں امریکہ کیلئے دس ہزار ڈالرز جمع کیے تھے اور ہمارے نیشنل اجتماع کے موقع پر پچاس ہزار افراد کو کھانا تقسیم کیا تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے استفسار فرمایا کہ کیا آپ افریقہ میں کسی ماڈل ولیج کو سپانسر نہیں کرتے؟ اس پر مہتمم صاحب نے عرض کیا کہ سر دست ہم کسی ماڈل ولیج کو سپانسر نہیں کر رہے لیکن آئندہ کریں گے۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ایک ماڈل ولیج پر اندازاً 75 ہزار ڈالرز لگتے ہیں۔ آپ کو ماڈل ولیجز کی بھی فنڈنگ کرنی چاہیے۔

بعد ازاں مہتمم مال نے اپنے شعبہ کی رپورٹ پیش کی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دریافت فرمانے پر مہتمم صاحب مال نے عرض کیا کہ اس سال خدام الاحمدیہ کا کل بجٹ 8 لاکھ 25 ہزار ڈالرز ہے۔ 2 ہزار 130 کمانے والے خدام ہیں جو کہ کل تجنید کا 52 فیصد بنتے ہیں۔ تاہم ہمارے بجٹ کا 48 فیصد سے زائد 805 خدام کی طرف سے دیے گئے چندہ پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ ایک ہزار 952 طالبعلم ہیں۔ طلبہ پانچ ڈالرز فی مہینہ کے حساب سے چندہ ادا کرتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اگر تمام خدام اپنی آمد کے بجٹ کے حساب سے چندہ ادا کریں تو آپ کا کل بجٹ ڈیڑھ ملین تک جاسکتا ہے۔

اس پر مہتمم مال نے عرض کیا کہ ہم اس ٹارگٹ کو پورا کرنے کی کوشش کریں گے۔ انشاء اللہ۔

بعد ازاں مہتمم صاحب تربیت نومبائعین نے اپنے شعبہ کی رپورٹ پیش کی کہ گزشتہ تین سال کے اندر بیعت کرنے والوں کے حساب سے خدام نومبائعین کی کل تعداد 92 ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دریافت فرمانے پر کہ یہ شادیوں کی وجہ سے احمدی ہوئے ہیں یا باقاعدہ لٹریچر پڑھ کر احمدی ہوئے ہیں۔ مہتمم صاحب نے عرض کیا کہ ان میں سے چند ایسے بھی ہیں جو شادی کی وجہ سے احمدی ہوئے ہیں۔ لیکن ہم انہیں نومبائعین میں ہی شامل کرتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دریافت فرمانے پر مہتمم صاحب نے عرض کیا کہ ہم نومبائعین کیلئے سالانہ اجتماع کا انعقاد کرتے ہیں اور ان کے ساتھ ہفتہ وار سیشن بھی منعقد کیے جاتے ہیں۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: سال میں ایک مرتبہ یا دو مرتبہ اجتماع کر لینا کافی نہیں ہے۔ صرف ایک دو اجتماعات سے ان کی تربیت ممکن نہیں ہوسکتی یا تربیت کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔ ان کیلئے باقاعدگی کے ساتھ پروگرامز منعقد ہونے چاہئیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جن نومبائعین کا مسلم بیک گراؤنڈ نہیں ہے، انہیں سورہ فاتحہ مع ترجمہ آنی چاہیے۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مہتمم صاحب وقار عمل سے دریافت فرمایا کہ آپ سال میں کتنے وقار عمل کر لیتے ہیں۔ اس پر مہتمم صاحب نے عرض کیا کہ نیشنل لیول پر جلسہ سالانہ اور نیشنل اجتماع کے موقع پر وقار عمل کیے جاتے ہیں جبکہ لوکل لیول پر کافی تعداد میں وقار عمل کیے جاتے ہیں۔

مہتمم صاحب نے مزید عرض کیا کہ اس سال چونکہ Covid ختم ہو رہا ہے، اس لیے ہم نے مساجد کو deep clean کیا ہے۔ مساجد کی اندر سے بھی صفائی کی ہے اور باہر سے بھی مساجد کو دھویا ہے۔

بعد ازاں مہتمم صاحب صحت جسمانی نے اپنا تعارف کروایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے استفسار پر انہوں نے بتایا کہ یہاں نیشنل لیول پر باسکٹ بال کافی کھیلا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ والی بال بھی کھیلا جاتا ہے۔

بعد ازاں مہتمم صاحب صنعت وتجارت نے اپنے شعبہ کی رپورٹ پیش کی۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت ہم دو چیزوں پر کام کر رہے ہیں۔ ایک تو یہ کہ کالج کے طلبہ کو internship کے ذریعہ ملازمت تلاش کرنے میں معاونت کر رہے ہیں۔ دوسری چیز ہم نے یہ شروع کی ہے کہ ایسے خدام جن کو ملازمت سے کم تنخواہیں مل رہی ہیں، ان کو ذاتی کاروبار شروع کروانے میں مدد کر رہے ہیں۔

اسکے بعد مہتمم صاحب اشاعت نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے استفسار فرمانے پر عرض کیا کہ مجلس خدام الاحمدیہ کا سہ ماہی رسالہ 'مجاہد' باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ دوران سال ایک کتاب 'Understanding Salat' کے عنوان سے مکمل ہوئی ہے۔ اس کے 267 صفحات ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے استفسار فرمایا کہ آپ کے میگزین میں باقاعدہ کتنے لکھنے والے ہیں۔ اس پر مہتمم اشاعت نے عرض کیا کہ لکھنے والوں کی تعداد دس سے کم ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: چار ہزار کی تجنید میں سے صرف دس لکھنے والے ہیں؟ آپ کو مزید رائٹرز تلاش کرنے چاہئیں۔ میرے نزدیک آپ کے پاس potential موجود ہے۔

بعد ازاں مہتمم صاحب تجنید نے اپنا تعارف کروایا اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے استفسار فرمانے پر عرض کیا کہ امریکہ میں کل تجنید 5 ہزار 448 ہے جس میں سے 4082 خدام ہیں اور اطفال کی تعداد 1366 ہے۔ 11 ریجن ہیں اور 57 مجالس ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے استفسار پر موصوف نے عرض کیا کہ لوکل مجالس اپنی تجنید کے متعلق ہمیں رپورٹس بھجواتی ہیں اور ہم اسکے مطابق تجنید کو اپ ڈیٹ کرتے ہیں۔ ہمارے پاس اپنا ڈیٹا بیس ہے۔ ہم جماعت کے ساتھ بھی اس کو چیک کرتے ہیں۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ کو جماعت کے ڈیٹا بیس پر انحصار نہیں کرنا چاہیے بلکہ آپ کا اپنا ایک ڈیٹا بیس ہونا چاہیے۔ آپ کو چاہیے کہ آپ جماعت کو معلومات فراہم کریں۔

بعد ازاں مہتمم امور طلباء نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے استفسار فرمانے پر عرض کیا کہ ان کے ریکارڈ میں طلبہ کی کل تعداد 1952 ہے اور اس میں سے 607 یونیورسٹی کے طالبعلم ہیں۔ ہائی سکول کے طلبہ 912 ہیں۔ گریجوایٹس کی تعداد 370 ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دریافت فرمانے پر مہتمم امور طلبہ نے بتایا کہ دوران سال انہوں نے 8 سیمینارز کا انعقاد کیا ہے۔ یہ سیمینارز مختلف عناوین پر ہوتے رہے ہیں، جیسے کس طرح بہترین میڈیکل سکول یا لاء سکول وغیرہ تلاش کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح S.A.T اور A.C.T کے امتحانات کے حوالہ سے بھی سیمینارز کیے گئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آپ اسلام کی تاریخ یا اسلام کی تعلیمات کے تعارف جیسے عناوین کا بھی انتخاب کر سکتے ہیں۔ اسی طرح سوشل سائنسز اور سائنس کے دیگر شعبہ جات کے موضوعات کا انتخاب کر کے سیمینار رکھ سکتے ہیں جس میں احمدیوں کے علاوہ دیگر طلبہ کو بھی مدعو کیا جاسکتا ہے۔ اس میں غیر احمدی سکالرز اور پروفیسرز کو بھی مدعو کیا جاسکتا ہے کہ وہ ان سیمینارز میں اپنا لیکچر پیش کریں۔

اسکے بعد مہتمم صاحب مقامی نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے استفسار پر عرض کیا کہ مقامی ریجن میں 344 خدام ہیں اور یہ ریجن 35 میل radius پر مشتمل ہے۔

بعدازاں مہتمم عمومی نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے عرض کیا کہ نمازِ جمعہ پر مساجد میں خدام کی سیکیورٹی موجود ہوتی ہے۔ آجکل بھی خدام سیکیورٹی کی ڈیوٹیاں دے رہے ہیں۔

اسکے بعد ایڈیشنل مہتمم تربیت (برائے رشتہ ناطہ) نے اپنا تعارف پیش کیا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ یہ شعبہ نیا قائم ہوا ہے؟ اس پر صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ نے عرض کیا کہ یہ شعبہ گذشتہ سال قائم کیا گیا تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے استفسار فرمانے پر موصوف نے بتایا کہ ہم نے امسال اجتماع کے موقع پر رشتہ ناطہ کے حوالہ سے ایک Talk رکھی تھی۔ باقی کونسلنگ وغیرہ تو جماعت کے لیول پر ہوتی ہے۔ تاہم ہم کوشش کرتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ خدام رشتہ ناطہ کے ڈیٹا بیس میں اپنے آپ کو رجسٹرڈ کریں۔

بعدازاں محاسب نے اپنا تعارف پیش کیا۔ اس کے بعد ریجنل قائدین نے اپنے اپنے ریجن کا تعارف کروایا۔ اس کے بعد معاون صدر صاحب نے اپنا تعارف کرواتے ہوئے عرض کیا کہ مجھے صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ نے اجتماع وغیرہ کیلئے زمین خریدنے کا کام سپرد کیا ہوا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے استفسار فرمانے پر انہوں نے عرض کیا کہ اس وقت ایک 88/ ایکڑ زمین کا رقبہ خریدنے کی بات چل رہی ہے جس کی قیمت ساڑھے سات لاکھ ڈالرز کے قریب ہے۔ اس میں سے 12 ایکڑ زمین کمرشل ہے جبکہ 68 ایکڑ residential ہے۔ وہاں پر اجتماعات منعقد کرنے کی اجازت ہوگی۔

اسکے بعد ایک اور معاون صدر نے اپنا تعارف پیش کرتے ہوئے کہا کہ انکے سپرد event management کا کام ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے استفسار فرمانے پر انہوں نے عرض کیا کہ جو events نیشنل لیول پر منعقد ہوتے ہیں جس میں اجتماع اور شوریٰ وغیرہ شامل ہیں، ان کو آرگنائز کرتے ہیں۔ اسکے علاوہ سرائے خدمت کی دیکھ بھال کرنا بھی میری ذمہ داری ہے۔

بعدازاں مہتمم صاحب تبلیغ نے اپنا تعارف پیش کیا اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے استفسار فرمانے پر عرض کیا کہ اس وقت ہم دو چیزوں پر کام کر رہے ہیں۔ ایک تو یہ کہ ان خدام کو تبلیغی کاموں میں لگایا جائے جنہیں تبلیغ کرنے کی عادت نہیں ہے۔ انہیں فلائرز وغیرہ تقسیم کرنے میں شامل کیا جائے۔ دوسری چیز یہ ہے کہ داعیان الی اللہ کو کہا جائے وہ اپنے حلقہ احباب کو مسجد میں لے کر آئیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے استفسار فرمانے پر مہتمم تبلیغ نے عرض کیا کہ گذشتہ سال ہم نے 13 ہزار 629 فلائرز تقسیم کیے ہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ سارے سال میں صرف 13 ہزار فلائرز تقسیم ہوئے ہیں۔ آپ کی کل تجنید 4 ہزار ہے۔ اس حساب سے تین فلائرز فی خادم بنتے ہیں۔ کم ازکم 10 فلائرز فی خادم ہونے چاہئیں۔ اس سے کم ازکم چالیس ہزار فلائرز تقسیم ہوجائیں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دریافت فرمانے پر مہتمم تبلیغ نے عرض کیا کہ گذشتہ سال براہِ راست خدام الاحمدیہ کے ذریعہ ہونے والی بیعتوں کی کل تعداد 22 تھی۔ بیعت کرنے والوں کی عمریں مختلف ہیں، تاہم ان کو تبلیغ کرنے والے خدام ہی ہیں۔

بعدازاں مہتمم تربیت نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے استفسار فرمانے پر عرض کیا کہ Covid کی پابندیاں کم ہورہی ہیں۔ اس لیے ہم باجماعت نماز کی ادائیگی کی طرف خاص توجہ دے رہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ کی نیشنل عاملہ کے 37 ممبران ہیں۔ اسی طرح ریجنل عاملہ ہے، پھر لوکل عاملہ ہیں۔ اگر ہر لیول پر عاملہ کے تمام ممبران باقاعدگی سے باجماعت نماز ادا کرنے لگ جائیں تو حاضری میں کافی اضافہ ہوجائے گا۔ اس لیے سب سے پہلے آپ کو عاملہ ممبرز پر خاص توجہ دینی ہوگی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ گزشتہ سال آپ نے کیا achieve کیا ہے؟

اس پر مہتمم صاحب نے عرض کیا کہ سروے کے مطابق پنجوقتہ نماز ادا کرنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔ اسکے علاوہ ہم نے خلافت کی حفاظت اور خلافت کی برکات کے حوالہ سے webinars کا بھی انعقاد کیا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: سب سے بنیادی چیز نماز ہے۔ اس پر خاص توجہ دیں۔ اگر خدام کاموں کی وجہ سے ظہر اور عصر پر نہیں آسکتے، تو فجر، مغرب اور عشاء کی باجماعت ادائیگی کی طرف خاص توجہ دیں۔ اسکے بعد قرآن کریم ہے۔ روزانہ قرآن کریم کی تلاوت ہونی چاہیے۔ عاملہ کے تمام ممبران کو باقاعدگی کے ساتھ روزانہ تلاوت قرآن کریم کرنی چاہیے اور پھر اسکا ترجمہ بھی پڑھیں اور سیکھیں۔ باقی چیزیں اسکے بعد آتی ہیں۔

اسکے بعد مہتمم صاحب تعلیم نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے استفسار فرمانے پر عرض کیا کہ گذشتہ سال مطالعہ کیلئے جو کتب رکھی گئی تھیں ان میں ایک کتاب 'برکات الدعاء' تھی۔ الحمدللہ تمام عاملہ نے اس کتاب کا مطالعہ کیا۔ اسکے علاوہ 214 دیگر خدام نے اسکا مطالعہ کیا۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ 4 ہزار میں سے صرف 214 خدام نے اس کتاب کا مطالعہ کیا ہے۔ یہ تو آدھا فیصد بنتا ہے۔ کم ازکم 20 فیصد ہونے چاہئیں۔

بعدازاں مہتمم صاحب اطفال نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دریافت فرمانے پر عرض کیا کہ اس وقت ہمارا main focus یہی ہے کہ دوبارہ باقاعدگی کے ساتھ اطفال کلاسز کا اجرا ہو۔ کوشش ہے کہ ہر مجلس میں کم ازکم ہفتہ وار کلاس کا اجرا ہوجائے یا ہفتہ میں دو مرتبہ کلاسز ہوں۔ ان کلاسز میں 78 فیصد اطفال شامل ہورہے ہیں۔ اسی طرح ہم نے ریجنل اور لوکل سطح پر اطفال کے اجتماعات منعقد کیے ہیں۔

بعدازاں معتمد صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے استفسار فرمانے پر عرض کیا کہ اوسطاً 57 مجالس میں سے 51 مجالس باقاعدگی سے اپنی رپورٹس بھجواتی ہیں۔ اعتماد کے شعبہ کی طرف سے صرف معتمدین کی رپورٹس پر feedback بھجوائی جاتی ہے۔ باقی بعض مہتممین اپنے اپنے شعبہ کی رپورٹس پر فیڈ بیک دیتے ہیں اور بعض نہیں دیتے۔

اسکے بعد معاون صدر برائے وصیت نے اپنی رپورٹ پیش کی کہ دورانِ سال 119 وصیتیں ہوئی ہیں۔ اور کل موصیان کی تعداد 865 ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: کوشش کریں کہ جو کمانے والے خدام ہیں وہ بھی وصیتیں کریں۔

بعدازاں معاون صدر برائے I.T نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے عرض کیا کہ خدام الاحمدیہ کا IT سسٹم ان کی ذمہ داری ہے۔

اسکے بعد مجلس انصار سلطان القلم کے چیئرمین نے حضور انور کے استفسار پر عرض کیا کہ گزشتہ سال کے دوران ہمارے پاس 24 لکھنے والے تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مزید لکھنے والے تلاش کریں۔ اپنے لکھنے والوں سے کہیں کہ وہ خدام الاحمدیہ کے رسالہ میں بھی مضامین لکھا کریں۔

اسکے بعد معاون صدر برائے سوشل میڈیا و پریس نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے استفسار فرمانے پر عرض کیا کہ وہ براہِ راست صدر مجلس سے guidance لیتے ہیں۔ ہم خدام الاحمدیہ کی مختلف مجالس کی activities وغیرہ کو سوشل میڈیا پر ڈالتے ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے ملنے والی ہدایات کو بھی سوشل میڈیا پر ڈالا جاتا ہے۔ اسی طرح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کو بھی سوشل میڈیا پر ڈالا جاتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ مخالفین بھی سوشل میڈیا پر جماعت کے خلاف اعتراضات کرتے رہتے ہیں۔ کیا آپ ان کا بھی جواب دیتے ہیں؟

اس پر معاون صدر نے عرض کیا کہ ہم براہِ راست انکا جواب تو نہیں دیتے لیکن ہم نے اس قسم کا مواد ڈالا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ اسلام احمدیت کیا چیز ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ جو جماعت کے خلاف اعتراضات کرتے ہیں، ان کے جوابات دینے کیلئے آپ مجلس انصار سلطان القلم سے بھی معاونت لے سکتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آئندہ سال کی مجوزہ مجلس عاملہ کے بارہ میں استفسار فرمایا۔ اس پر صدر صاحب نے عرض کیا کہ کل ہی مجوزہ مجلس عاملہ بغرضِ منظوری بھجوائی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جو بھی نئے مہتممین مقرر ہوئے ہیں انہیں چاہیے کہ وہ اپنے اپنے شعبہ جات میں محنت سے کام کریں اور جو دوبارہ منتخب نہیں ہوئے انہیں بھی چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو معاونت کیلئے پیش کریں اور جو بھی آپ کو تجربہ ہوا ہے وہ ان کے ساتھ شیئر کریں تاکہ نئے مہتممین اپنی کارکردگی میں بہتری پیدا کرنے والے ہوں۔

اس کے بعد مہتمم وقارِ عمل نے عرض کیا کہ ہم نے 'شجرکاری' کی مہم شروع کی ہے لیکن کچھ عرصہ سے خدام اس میں بھرپور طریق پر حصہ نہیں لے رہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ان کے پاس گھر میں درخت لگانے کی کوئی جگہ نہیں ہے یا ان کے قریب شجرکاری کا پروگرام نہیں ہوتا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ایسے خدام کو climate change کے اثرات کا صحیح طرح ادراک نہیں ہے۔ یہاں امریکہ میں تو وسیع وعریض زمین ہے۔ کہیں بھی باہر جا کر درخت لگا سکتے ہیں۔ ہر خادم کو چاہیے کہ وہ سال میں تین سے دس درخت لگائے۔ اس طرح آپ لوگ 12 ہزار سے لے کر 40 ہزار تک درخت ایک سال میں لگا سکتے ہیں اور شجرکاری میں یہ آپ کی طرف سے اچھا خاصہ حصہ ہوگا۔ حکومت بھی اس کو سراہے گی۔ آپ Forest Department سے بھی اس حوالہ سے معلومات لے سکتے ہیں۔ اسی طرح مشن ہاؤسز کے قریب بھی جہاں جہاں جگہیں ہیں، وہاں درخت لگانے چاہئیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: خدام کو شجرکاری کی اہمیت کا احساس دلائیں۔ انہیں بتائیں کہ دنیا climate change کی وجہ سے مصائب کا شکار ہے۔ میرا خیال ہے اگر انہیں اس بات کا احساس ہوجائے تو وہ ضرور آپ کی مدد کریں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر لوکل سطح پر ناظمین متحرک ہوں تو آپ اس میں کامیاب ہوسکتے ہیں۔ آپ کو پیچھے پڑنا پڑے گا۔ خاص توجہ دینی پڑے گی۔ ایسے فعال خدام کی ٹیم بنائیں جو کہ شجرکاری یا اس فیلڈ میں دلچسپی رکھتے ہوں۔

بعدازاں نائب صدر صاحب نے عرض کیا کہ لوکل سطح پر قائدین کو کیسے متحرک کیا جاسکتا ہے۔ ہم سال کے شروع میں قائدین کانفرنس تو رکھتے ہیں لیکن اس کو مزید کیسے بہتر کیا جاسکتا ہے؟ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: سال میں ایک مرتبہ تو کافی نہیں ہے۔ سہ ماہی بنیادوں پر مختلف ریجنز میں مستقل طور پر قائدین کی ٹریننگ کیلئے میٹنگز یا سیمینارز ہونے چاہئیں۔ ہر ریجن میں علیحدہ کانفرنس ہونی چاہیے۔ اگر سال میں ایک کانفرنس بھی رکھنی ہے تو ہر ریجن سے سارے قائدین تو اس میں شامل نہیں ہوسکتے۔ اس لیے ہر ریجن کے قائدین کیلئے علیحدہ کانفرنس ہونی چاہیے۔ اسی طرح اجتماع پر یا جب بھی آپ چاہیں ایک نیشنل لیول پر بھی کانفرنس رکھی جاسکتی ہے۔ اس طرح آپ ان کی تربیت کرسکتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: نیز ان کی باقاعدگی کے ساتھ راہنمائی کریں۔ جب ان کی رپورٹس آتی ہیں تو ان پر ان کو باقاعدہ guidance جانی چاہیے۔ اس طرح جب وہ اپنی رپورٹس میں کمزوری یا کمی دیکھیں گے تو انہیں علم ہوگا کہ ہم نے اس کو کس طرح بہتر کرنا ہے۔ پس انکی رپورٹس پر مستقل بنیادوں پر باقاعدہ تبصرے جانے چاہئیں۔ وہ ان تبصروں کو دیکھیں گے، اس سے ان کو مدد ملے گی۔

مہتمم اطفال نے عرض کیا کہ خدام الاحمدیہ کے دستورِ اساسی میں ہر شعبہ کا لائحہ عمل موجود ہے جبکہ اطفال الاحمدیہ کے شعبہ جات کا لائحہ عمل نہیں ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس طرح شاید واضح طور پر تو نہیں لکھا ہوا۔ لیکن آپ حالات کے مطابق متعلقہ سیکرٹریان کو ڈیوٹیز دے سکتے ہیں۔ ان کے بھی وہی شعبہ جات ہیں جو خدام الاحمدیہ کے ہیں۔ آپ خدام الاحمدیہ کے دستورِ اساسی سے مدد لے سکتے ہیں اور متعلقہ سیکرٹریان کو بتا سکتے ہیں کہ یہ آپ کی ذمہ داریاں ہیں یا یہ آپ کے کام ہیں اور اس طرح آپ نے کام کرنے ہیں۔ اور پھر باقاعدہ ان کی رپورٹس پر تبصرے کریں۔ عملاً تو تقریباً وہی شعبہ جات ہیں جو خدام الاحمدیہ کی عاملہ کے پاس ہوتے ہیں۔ اس لیے اس کی outline تو پہلے سے موجود ہے۔ آپ اس کو فالو کرسکتے ہیں۔

میٹنگ کے آخر پر صدر صاحب خدام الاحمدیہ نے مجلس عاملہ کے ممبران کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصویر بنوانے کی درخواست کی تھی۔ چنانچہ میٹنگ کے اختتام پر نیشنل مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ امریکہ کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ گروپ فوٹو بنوانے کا شرف حاصل ہوا۔ یہ میٹنگ 6 بجکر 55 منٹ پر ختم ہوئی۔

نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ امریکہ کی حضور انور کے ساتھ میٹنگ

بعدازاں 7 بجے نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ امریکہ کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے دعا کے ساتھ میٹنگ کا آغاز فرمایا۔

میٹنگ کے آغاز میں انصار اللہ نے ایک موبائل ایپ کا تعارف پیش کیا جس کے ذریعہ انصار ممبران اپنی رفتار کے مطابق قرآنِ کریم اور ترجمہ سیکھ سکتے ہیں۔ انصار اللہ کے ساتھ دیگر فیملی ممبران بھی اس سے استفادہ کرسکتے ہیں۔ مختلف سوال وجواب بھی دیے گئے ہیں، جن کے ذریعہ لوگ قرآنِ کریم کے بارے میں اپنا فہم بڑھا سکتے ہیں۔

صدر صاحب انصار اللہ نے عرض کیا کہ ہمارا ٹارگٹ ہے کہ اس میں ایک ہزار سوالات شامل کرلیے جائیں۔

اب تک اس میں ساڑھے سات سو سوالات ہیں۔ ان سوالات کے تحت دیگر تفاسیر کے مختلف ریفرنسز بھی دیے گئے ہیں۔ ہماری ریسرچ ٹیم اس حوالہ سے کام کر رہی ہے۔

اس موبائل ایپ کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ انصار ممبران اپنے بچوں کو قرآنِ کریم کی طرف توجہ دلائیں۔ مقابلہ کی روح قائم کرنے کیلئے ایک leader board بھی قائم کیا گیا ہے، جس میں مختلف فیملی ممبران اور دوست وغیرہ شامل کیے جاسکتے ہیں۔ جس قدر کوئی سوالات کے جواب دے گا، اس کا نام leader board پر اتنا ہی اوپر جائیگا۔ اسی طرح جس کے نمبر زیادہ ہوں گے اسے Badges بھی ملیں گے۔ یہ موبائل ایپ الاسلام پر موجود قرآنِ کریم کے سرچ انجن سے منسلک ہے۔ بعد ازاں اس موبائل ایپ کا demo پیش کیا گیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا کہ: بچے تو بہت ذہین ہوتے ہیں، ذہن میں بہت سے سوالات پیدا ہوتے رہتے ہیں، اگر ان کے ذہن میں پیدا ہونے والا سوال اس پر موجود نہ ہوا تو انہوں نے کہنا ہے کہ اس کا جواب ہی نہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ اس پر فیڈ بیک حاصل کریں اور مزید موصول ہونے والے سوالات کو شامل کرتے رہیں۔

اس حوالہ سے عرض کیا گیا کہ آئندہ اس موبائل ایپ میں یہ بھی ایک سہولت ڈال دی جائے گی کہ اس پر سوال پوچھے جاسکیں۔ انشاء اللہ

اس کے بعد انصار اللہ کی طرف سے ایک موبائل گیم ایپ کا تعارف پیش کیا گیا۔ اس موبائل ایپ کا نام 'Game-Tobaa' رکھا گیا ہے۔ اس میں فیملی اور بچوں کیلئے دلچسپ انداز میں اسلامی اصطلاحات استعمال کر کے انہیں عام کیا جائیگا۔ یہ ایک 'لفظ تلاش کرنے والی گیم' ہے۔ ایک ٹیم اس پر کوئی لفظ ذہن میں لا کر پیش کرے گی اور دوسری ٹیم اس لفظ کو تلاش۔ اس حوالہ سے بعض اشارے بھی دیں گے۔ مثلاً صلوٰۃ، زکوٰۃ، نبوت، کسی مذہب کا نام، کسی نبیؑ کا نام، وغیرہ۔ کوئی بھی نام سوچا جا سکتا ہے اور اس لفظ کو دیکھے بغیر اس تک پہنچنا ہے۔ اس میں timer بھی ہے۔ اس موبائل گیم کا اصل مقصد یہ ہے کہ انصار اپنے گھروں میں دیگر فیملی ممبران سے مل کر یہ گیم کھیلیں تا کہ اچھے اور دلچسپ انداز میں بچوں کو اسلامی اصطلاحات سمجھ آجائیں۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کو اس موبائل گیم کا demo پیش کیا گیا۔ اس demo میں پہلی ٹیم نے لفظ 'اسلام' سلیکٹ کیا تھا۔ دوسری ٹیم نے مختلف سوالات کر کے اس تک پہنچنا ہے۔

اسکے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کی خدمت میں مجلس انصار اللہ کے رسالہ 'النحل' کا سالانہ شمارہ پیش کیا گیا۔ جس میں تمام سال کی مساعی کو تصویری شکل میں پیش کیا گیا تھا۔

اس پریزنٹیشن کے بعد نائب صدر صفِ اوّل نے اپنا تعارف پیش کیا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا کہ آپ کسی خاص شعبہ کی نگرانی کرتے ہیں۔

اس پر نائب صدر صفِ اوّل نے عرض کیا کہ میرے سپرد تمام ناظمینِ اعلیٰ کی نگرانی ہے۔ اس کے علاوہ ناظمینِ اعلیٰ اور زعماء کی جانب سے موصول ہونی والی رپورٹس کو چیک کرنا اور ان پر تبصرے بھجوانا بھی خاکسار کے ذمہ ہے۔

اسکے بعد نائب صدر صفِ دوم سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے دریافت فرمایا کہ آپ کے صفِ دوم کے انصار کتنے ہیں۔

اس پر موصوف نے عرض کیا کہ 2ہزار 294 انصار ہیں، جو کہ کل انصار کا 55 فیصد بنتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: اس کا مطلب ہے کہ نوجوان انصار زیادہ ہیں۔ پھر آپ کی مجلس بہت فعال ہوگی۔ اس پر نائب صدر نے عرض کیا کہ اس کے باوجود تمام مقابلہ جات میں ہمارے صفِ اوّل کے انصار آگے ہیں۔

جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے اس کی وجہ دریافت فرمائی تو اس پر نائب صدر نے عرض کیا کہ ان کے پاس وقت زیادہ ہوتا ہے۔

حضور انور نے مسکراتے ہوئے فرمایا: یہ تو بہانے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ کا صفِ دوم کے انصار کیلئے کیا پلان ہے؟ نائب صدر برائے صفِ دوم نے عرض کیا کہ جو ہماری آخری ورچوئل میٹنگ ہوئی تھی، اس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مختلف کھیلوں کے پروگرام رکھنے کا ارشاد فرمایا تھا۔ اس حوالہ سے ہم نے مختلف پروگرام رکھے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک پروگرام Fit +40 کے نام سے رکھا گیا ہے۔ ہر ماہ اس حوالہ سے باقاعدہ پلان دیا جاتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ میں سے کتنے انصار سائیکلنگ کرتے ہیں۔ اس پر عرض کیا گیا کہ باقاعدہ سائیکلنگ کرنے والے 15 سے 20 فیصد سے کم ہوں گے۔ لیکن باقاعدگی سے ورزش کرنے والوں کی تعداد 30 فیصد تک ہے۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ کو سائیکلنگ کی طرف بھی توجہ دلانی چاہیے اور کراس کنٹری سائیکل ریس کے پروگرام رکھیں یا کم از کم سائیکل ٹور رکھیں، مثلاً یہاں سے ڈیلس تک کا سفر رکھ لیں۔ دو ہزار کلو میٹر ہوگا، کتنا سفر ہے؟ اس پر عرض کیا گیا کہ قریباً 13 سو کلومیٹر ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: کوئی بات نہیں۔ ہوسکتا ہے۔ حضور انور نے دریافت فرمایا کہ یہاں سے Pittsburgh کتنا سفر ہوگا۔ عرض کیا گیا کہ Pittsburgh کا فاصلہ 300 میل سے کم ہوگا۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ٹھیک ہے۔ آغاز میں آپ یہاں سے Pittsburgh تک کا سفر رکھ لیں۔ اسی طرح مختلف ریجنز میں رکھیں، مثلاً Seattle سے دو سو میل کا کوئی مقام دیکھ لیں۔ اسی طرح لاس اینجلس سے۔ مختلف ریجنز میں پروگرام رکھے جا سکتے ہیں۔ آجکل یو کے انصار کا ایک گروپ یو کے سے ہالینڈ گیا ہوا ہے۔ وہ پانچ سو میل کا سفر کر رہے ہیں۔ تو یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے، جو میں آپ کو دے رہا ہوں۔ گزشتہ ماہ یہ فرانس گئے تھے اور قریباً 350 میل کیے تھے۔ نائب صدر صفِ دوم کو فعال ہونا پڑے گا، فعال ہیں تو ایسے پروگرام آرگنائز کریں۔

بعد ازاں ایک دوسرے نائب صدر صفِ اوّل نے اپنا تعارف پیش کیا۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: کہ آپ کے سپرد کوئی خاص ذمہ داری کی گئی ہے؟ اس پر موصوف نے عرض کیا کہ خاکسار قائد ایثار کا 'انصار سکالرشپ پروگرام' جو گذشتہ 13 سال سے جاری ہے، اس میں معاونت کر رہا ہے۔ اسی طرح صدر مجلس نے خاکسار کو ڈاکٹر یوسف لطیف سکالرشپ کا چیئرمین مقرر کیا ہے، جو کہ ہم نے اس سال ہی شروع کی ہے۔ حضور انور کے دریافت فرمانے پر کہ یہ سکالرشپ کس کو دیا جاتا ہے؟ موصوف نے عرض کیا کہ یہ کالج کے طلبہ کیلئے ہے۔ یہاں لوکل امریکن (مقامی احمدی) طلبہ کو دیا جاتا ہے۔

بعد ازاں معاون صدر برائے آئی ٹی نے اپنا تعارف پیش کیا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ کیا آپ انصار اللہ کے تمام آئی ٹی پروگرام چلاتے ہیں۔ موصوف نے عرض کیا کہ وہ اکثر پروگرام چلانے میں معاونت کرتے ہیں۔ Tobaa Game شعبہ تعلیم کے تحت شروع کی گئی ہے۔

اسکے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قائد تبلیغ سے اُن کے پلان کے حوالہ سے استفسار فرمایا۔ اس پر قائد تبلیغ نے عرض کیا کہ ہماری توجہ اس بات پر مرکوز ہے کہ انصار باہر نکلیں اور اجتماعی تبلیغی پروگرام کریں۔

حضور انور نے فرمایا: کتنے آرگنائزڈ تبلیغ گروپ ہیں؟ اور کتنا لٹریچر تقسیم کیا ہے؟ موصوف نے عرض کیا کہ مجالس سے ماہانہ رپورٹس حاصل کرتے ہیں۔ لٹریچر کیلئے کوئی معین تعداد کا علم نہیں ہے۔ لیکن ہم آئندہ سے یہ سوال بھی رپورٹ میں شامل کرلیں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا کہ ٹھیک ہے، لٹریچر، لیف لیٹس وغیرہ کی مختلف ریجنز میں تقسیم آرگنائز ہونی چاہیے۔ اگر آپ کے منتظمینِ تبلیغ فعال ہوں تو وہ اپنے اپنے ریجنز میں آرگنائز کر سکتے ہیں۔

بعد ازاں قائد مال سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سالانہ بجٹ کے حوالہ سے استفسار فرمایا۔ قائد مال نے بتایا کہ سالانہ بجٹ 1.3 ملین یو ایس ڈالرز ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے استفسار پر قائد مال نے عرض کیا کہ ہمارے اکثر ممبران کمانے والے ہیں، لیکن اس حوالہ سے معین تعداد علم میں نہیں ہے۔ انصار اللہ کی کل تعداد 4ہزار 185 ہے۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: صفِ دوم کے افراد 55 فیصد ہیں۔ اور صف اوّل میں بھی 80 فیصد کمانے والے انصار ہوں گے۔ تو کُل کمانے والے ساڑھے تین ہزار انصار ہونے چاہئیں۔ حضور انور نے قائد مال سے دریافت فرمایا کہ کیا وہ چندہ وصولی سے مطمئن ہیں؟ اس پر قائد مال نے عرض کیا کہ اس میں بہتری کی گنجائش ہے۔ گزشتہ سال چندہ ادا کرنے والوں کی تعداد اڑھائی ہزار کے قریب تھی۔

حضور انور نے فرمایا: کیا آپ کو یہ تسلی ہے کہ آپ کے چندہ دہندگان، باقاعدہ شرح کے ساتھ چندہ ادا کر رہے ہیں؟

قائد مال نے عرض کیا کہ کچھ تعداد ایسی ہے، جو باشرح چندہ ادا نہیں کرتی۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: یہ تعداد پچاس فیصد ہوگی؟ قائد مال کے عرض کرنے پر کہ اس کا تعین بہت مشکل ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ کیوں مشکل ہے۔ اس پر موصوف نے عرض کیا کہ چونکہ ہمیں ان کی اصل انکم کا اندازہ نہیں ہے، اس لیے اس کا تعین مشکل ہے۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جو انہوں نے اپنی انکم لکھوائی ہوئی ہے، اس کے مطابق پوچھ رہا ہوں۔ جس طرح وہ سٹیٹمنٹ میں اپنی انکم بتاتے ہیں، تو اس کے مطابق ان پر اعتبار کریں۔

بعد ازاں قائد تجنید سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تجنید کے حوالہ سے رپورٹ طلب فرمائی۔ موصوف نے عرض کیا انصار کی کل تعداد 4ہزار 185 ہے۔ یہ جماعت کا آن لائن سسٹم ہے، جو ہم شیئر کرتے ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: جماعت کے AIMS ڈیٹا پر انحصار نہ کیا کریں۔ اپنا ڈیٹا اکٹھا کریں۔ قائد تجنید نے عرض کیا کہ مجلس انصار اللہ کا اپنا ڈیٹا بیس ہے اور ہم اسے الگ سے maintain کرتے ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: اس ڈیٹا میں آپ کی اپنی الگ انفارمیشن ہے، جو آپ نے مجالس سے اکٹھی کی ہوئی ہے؟ اس پر قائد تجنید نے عرض کیا کہ تمام مجالس کو ہمارے سسٹم تک رسائی ہے اور وہ اس میں متعلقہ ڈیٹا ڈالتے رہتے ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: کیا آپ کا منتظم یہ انفارمیشن اکٹھی کرنے کیلئے گھر گھر وزٹ کرتا ہے؟ اس پر قائد تجنید نے عرض کیا کہ ہم سال میں دو مرتبہ تجنید ڈیٹا اَپ ڈیٹ کرتے ہیں اور ہمارا ٹارگٹ یہ ہوتا ہے کہ ہم ہر ناصر تک پہنچیں۔

بعد ازاں ناظم اعلیٰ شکاگو ریجن نے اپنا تعارف کروایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اس ریجن میں کتنے انصار ہیں۔ موصوف نے عرض کیا کہ تمام ریجن میں 345 انصار ہیں۔

بعد ازاں ناظمِ اعلیٰ مِڈ ویسٹ ریجن سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ آپ کے ریجن میں کتنے انصار ہیں؟ اس پر موصوف نے عرض کیا کہ 173 انصار ہیں۔ اس پر فرمایا: بہت کم تعداد ہے۔ کیا یہ کسی خاص علاقہ میں اکٹھے ہیں یا پھر مختلف علاقوں میں رہائش پذیر ہیں؟ اس پر موصوف نے عرض کیا کہ یہاں انصار مختلف علاقوں میں رہائش پذیر ہیں اور یہاں کل پانچ مجالس ہیں۔

بعد ازاں قائد تربیت نومبائعین سے حضور انور نے دریافت فرمایا: آپ صدر جماعت زائن ہیں اور قائد نومبائعین ہیں۔ سب کچھ آپ نے ہی سنبھالا ہوا ہے۔ کیا آپ نومبائع ہیں؟ اس پر قائد تربیت نومبائعین نے عرض کیا کہ میں نومبائع نہیں ہوں۔ اس پر حضور انور نے صدر صاحب مجلس سے دریافت فرمایا کہ: آپ کو کوئی نومبائع نہیں ملا؟

اس پر صدر صاحب مجلس انصار اللہ نے عرض کیا کہ گزشتہ مرتبہ حضور کی جانب سے دی گئی ہدایات کے مطابق ہم نے ایک نائب قائد نومبائعین مقرر کیا تھا جو کہ نومبائع ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کے دریافت فرمانے پر قائد تربیت نومبائعین نے عرض کیا کہ ہمارے پاس 48 نومبائع ہیں اور جو بیعتیں ہوئی ہیں اس میں مجلس انصار اللہ کے ذریعہ اور بعض دیگر ذرائع سے حاصل ہوئی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

یہ نشانِ زلزلہ جو ہو چکا منگل کے دن ❁ وہ تو اِک لقمہ تھا جو تم کو کھلایا ہے نہار

اِک ضیافت ہے بڑی اے غافلو! کچھ دن کے بعد ❁ جس کی دیتا ہے خبر فُرقاں میں رحماں بار بار

طالب دعا: رحمت بی بی صاحبہ (مکرم شجاعت علی خان صاحب مرحوم اینڈ فیملی) دارالفضل، کیرنگ صوبہ اڈیشہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

غیر کیا جانے کہ غیرت اُسکی کیا دکھلائے گی ❁ خود بتائے گا انھیں وہ یار بتلانے کے دن

وہ چمک دکھلائے گا اپنے نشان کی پنج بار ❁ یہ خدا کا قول ہے سمجھو گے سمجھانے کے دن

طالب دعا: ضیاءالدین خان صاحب مع فیملی (حلقہ محمود آباد، جماعت احمدیہ کیرنگ صوبہ اڈیشہ)

بیعتیں شامل ہیں۔ اسی طرح لجنہ اماء اللہ کے ذریعہ بھی حاصل کردہ بیعتیں شامل ہیں۔

بعد ازاں ناظمِ اعلیٰ ورجینیا کو حضور انور نے فرمایا ماشاء اللہ۔ آپ کی مجلس تو بہت بڑی ہے۔ اس پر ناظمِ اعلیٰ نے عرض کیا کہ ہماری چار مجالس میں کل 525 ممبران ہیں۔ اس پر فرمایا: ان سب سے رابطہ کیسے کرتے ہیں؟ تو ناظمِ اعلیٰ نے عرض کیا کہ ان میں سے اکثر مختصر ڈرائیو پر رہائش پذیر ہیں۔ تو خاکسار ان کے اجلاساتِ عام میں شرکت کرتا ہے اور ان سے انفرادی رابطہ کرتا ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: کیا آپ ان مجالس سے جا کر خود میٹنگ کرتے ہیں؟ ناظمِ اعلیٰ نے عرض کیا کہ ان کے اجلاساتِ عام میں شرکت کرتا ہوں تا کہ ان سے رابطہ قائم رہے۔

بعد ازاں ناظمِ اعلیٰ ساؤتھ ایسٹ ریجن نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ جغرافیہ کے لحاظ سے ان کا ریجن بہت بڑا علاقہ ہے۔ میں اٹلانٹا میں رہتا ہوں اور میامی بھی ہمارے ریجن میں ہے، جو کہ 12 گھنٹہ کی مسافت پر ہے۔ اس ریجن میں پانچ مجالس ہیں۔ اسی طرح Orlando سات گھنٹہ کی مسافت پر ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: تو پھر کس طرح رابطہ کرتے ہیں؟ کیا آپ ان تمام مجالس میں گئے ہوئے ہیں؟ اس پر ناظمِ اعلیٰ نے عرض کیا کہ تمام مجالس میں نہیں گیا ہوا۔ خاص کر کووِڈ کی وجہ سے کافی جمود کی سی کیفیت ہے، جسے ٹوٹنے کی ضرورت ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسکراتے ہوئے فرمایا: بہر حال کووِڈ نے آپ کو ایک اچھا بہانہ دے دیا ہے۔ اب مزید کوئی بہانہ نہیں ہونا چاہیے۔ اب تو آپ کے مقامی قوانین کے مطابق کووِڈ ٹیسٹ پازیٹو آنے کے تین دن بعد چاہے کووِڈ نیگیٹو آیا ہو یا نہ آیا ہو، آپ نے ہر صورت کام پر جانا ہے۔ اسی طرح آپ کا انصار اللہ کے کاموں میں رویہ ہونا چاہیے۔

اس کے بعد ناظمِ اعلیٰ نیویارک ریجن سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان کے ریجن کے انصار کی تعداد کے حوالہ سے استفسار فرمایا۔ اس پر ناظمِ اعلیٰ نے عرض کیا کہ 359 انصار ہیں اور ہماری تین مجالس دو میٹرو نیویارک اور ایک لانگ آئی لینڈ ہے۔

بعد ازاں ناظمِ اعلیٰ نارتھ ایسٹ ریجن سے مخاطب ہوتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ گیمبیا سے ہیں۔ آپ کے ریجن میں کتنے انصار ہیں۔ اس پر موصوف ناظمِ اعلیٰ نے عرض کیا کہ 262 انصار ہیں اور 8 مجالس ہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: کیا یہ مختلف علاقوں میں پھیلی ہوئی ہیں اور آپ ان سے رابطہ کیسے کرتے ہیں؟ اس پر ناظمِ اعلیٰ نے عرض کیا کہ یہ تمام مجالس دور دور ہیں۔ ریجن کے ایک کنارے سے دوسری طرف کل 9 گھنٹہ کی مسافت ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: کیا آپ تمام مجالس میں خود گئے ہوئے ہیں؟ اس پر ناظمِ اعلیٰ نے عرض کیا کہ گذشتہ سال کے دوران تمام مجالس میں نہیں گیا۔ اس سے پہلے تمام مجالس میں گیا ہوا ہوں۔

بعد ازاں قائد صحتِ جسمانی سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ کیا آپ انصار اللہ کی صحت سے مطمئن ہیں؟ اس پر قائد صحتِ جسمانی نے عرض کیا کہ 30 فیصد انصار صحت مند ہیں اور باقاعدگی سے ورزش کرتے ہیں۔ ہم نے نائب صدر دوم کے ساتھ سائیکل سفر کے پروگرام رکھے ہیں۔ اس سال ہم نے مقابلہ کا انعقاد کیا ہے۔ حضور انور نے فرمایا: آپ کو پچاس فیصد انصار کو سائیکلنگ کی طرف لگانا چاہیے۔

اس کے بعد قائد اشاعت سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے استفسار فرمایا کہ یہ میگزین جو دکھایا گیا ہے، کیا یہ آپ نے تیار کروایا ہے۔ اس کا ایڈیٹر کون ہے؟ اس پر قائد اشاعت نے عرض کیا کہ خاکسار ایڈیٹر بھی ہے۔ قائد اشاعت نے بتایا کہ ہم نے پندرہ روزہ ایک الیکٹرانک نیوز لیٹر بھی جاری کیا ہوا ہے، جو بذریعہ ای میل تمام انصار کو جاتا ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: کتنے انصار ہیں جو اس کو کھولتے ہیں اور پڑھتے ہیں؟ قائد اشاعت نے عرض کیا کہ 900 کے لگ بھگ انصار پڑھتے ہیں۔ تقریباً 25 فیصد بنتے ہیں۔

بعد ازاں قائد ایثار سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اِن کے تحت جاری پروگرام کے حوالہ سے دریافت فرمایا۔ موصوف نے عرض کیا کہ تین پروگرام ہیں، ایک خدمتِ خلق کے پروگرام ہیں، دوسرا وقارِ عمل سے متعلقہ ہے اور بعض مالی معاونت کے پروگرام ہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: کیا آپ افریقہ میں کوئی ماڈل ولیج بھی فنڈ کرتے ہیں؟ قائد ایثار نے عرض کیا کہ اس سال نہیں ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: آپ آسانی سے ہر سال ایک ولیج فنڈ کر سکتے ہیں۔ آپ کے انصار اتنے غریب تو نہیں ہیں۔ انصار کی کافی بڑی تعداد نفع بخش جاب اور بزنس وغیرہ کر رہے ہیں۔ اس پر 75 ہزار ڈالرز خرچ ہوں گے۔ آپ یہ آسانی سے اکٹھے کر سکتے ہیں۔

اسکے بعد قائد تعلیم القرآن نے اپنی رپورٹ پیش کی۔ حضور انور نے فرمایا: آپ کے شعبہ کا مکمل نام تعلیم القرآن و وقفِ عارضی ہے۔ کیا آپ نے کبھی وقفِ عارضی کی ہے۔ اس پر قائد تعلیم القرآن و وقفِ عارضی نے عرض کیا کہ ماضی قریب میں تو وقفِ عارضی نہیں کی۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: آپ کی عاملہ کے تمام افراد کو ہر سال ایک سے دو ہفتہ کیلئے وقفِ عارضی کرنی چاہیے۔ آسانی سے کر سکتے ہیں۔ جب نیشنل، ریجنل اور لوکل سطح پر تمام عاملہ ممبران وقفِ عارضی کر رہے ہوں گے تو آپ دیگر انصار کے سامنے اپنا نمونہ پیش کرنے والے ہوں گے اور پھر ان کو بھی کہہ سکیں گے۔

قائد تعلیم القرآن و وقفِ عارضی نے عرض کیا کہ اس حوالہ سے جو مسئلہ درپیش ہے وہ یہ ہے کہ بہت سے لوگ دیگر جگہوں پر جاتے ہیں، مثلاً ہیومینیٹی فرسٹ کے تحت اور دیگر پروگراموں کے تحت جاتے ہیں۔ لیکن یہ وقفِ عارضی کے طور پر رجسٹر نہیں کرتے۔ یہ ہیومینیٹی فرسٹ کے تحت جاتے ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: 'وہ ہیومینیٹی فرسٹ کا کام ہے، وقفِ عارضی نہیں ہے۔'

قائد تعلیم القرآن و وقفِ عارضی نے عرض کیا کہ اگر وہ وقفِ عارضی کا وعدہ کر کے ہیومینیٹی فرسٹ کے کام سے جائیں، کیا تب بھی وہ وقفِ عارضی نہیں ہوگی؟ اس پر حضور انور نے فرمایا: نہیں۔ یہ کام بالکل الگ ہونا چاہیے۔ اگر وہ کہتے ہیں کہ ان کے پاس مزید وقت نہیں ہے اور وہ HF یا میڈیکل ایسوسی ایشن کے تحت جاتے ہیں تو وہ الگ چیز ہے۔ لیکن اگر آپ کا ان سے رابطہ ہے تو اس دوران وہ وقفِ عارضی بھی کر سکتے ہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: کم از کم آپ تو سال میں دو ہفتہ کیلئے وقفِ عارضی کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ تعلیم القرآن کا کیا کام کیا ہے؟ اس پر قائد تعلیم القرآن نے عرض کیا کہ ہم انصار اللہ کو شعبہ اتقاء کے تحت قرآن سرٹیفیکیشن حاصل کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ یہ شعبہ نیشنل جماعت کے شعبہ تعلیم القرآن و وقفِ عارضی کے تحت چل رہا ہے۔ پھر ہم انہیں ترغیب دیتے ہیں کہ یہاں سے سرٹیفیکیٹ حاصل کرنے کے بعد طاہر اکیڈمی اور دیگر پروگراموں کے تحت پڑھائیں۔

بعد ازاں قائد وقفِ جدید سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا: مجلس انصار اللہ کا چندہ وقفِ جدید میں کتنا حصہ ہے؟ اس پر قائد وقفِ جدید نے عرض کیا کہ 1.2 ملین ہے اور جماعت کا وقفِ جدید بجٹ 2.2 ملین تھا۔ اس پر فرمایا: نصف سے زائد بنتا ہے، یہ تمام انصار اللہ کا حصہ تھا، کمال ہے۔ پھر لجنہ اماءِ اللہ اور خدام الاحمدیہ کا تو بہت کم حصہ ہوا۔

اسکے بعد قائد تحریکِ جدید نے بتایا کہ کل تجنید کے 44 فیصد انصار تحریکِ جدید میں شامل تھے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: 100 فیصد کیوں نہیں تھے؟ قائد تحریکِ جدید نے عرض کیا کہ اس کیلئے دعا کی درخواست ہے، کیونکہ میرے پاس اسکا کوئی جواب نہیں ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: صرف دعا نہیں۔ آپ کو قائل کرنے کی بھی صلاحیت چاہیے۔ باقاعدہ پلان بنائیں اور پھر فالو اَپ کرتے رہیں۔ اپنے متعلقہ منتظمین تحریکِ جدید سے رابطے کریں۔

حضور انور نے دریافت فرمایا: گذشتہ سال کتنی رقم تحریکِ جدید میں اکٹھی ہوئی تھی اور کل جماعت کے بجٹ کا کتنا حصہ مجلس انصار اللہ نے اکٹھا کیا؟ اس پر قائد تحریکِ جدید نے عرض کیا کہ 1.2 ملین تھی۔ تاہم مجھے چونکہ جماعت کے تحریکِ جدید کے بجٹ کا علم نہیں، اس لیے معلوم نہیں کہ انصار اللہ کا کتنا شیئر تھا۔ اس پر حضور انور نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا: یہ آپ کو معلوم ہونا چاہیے۔

بعد ازاں ناظمِ اعلیٰ ہیڈ کوارٹرز نے اپنا تعارف کروایا اور بتایا کہ خاکسار کے ذمہ میری لینڈ، پٹس برگ، یارک اور بالٹی مور کی مجالس ہیں۔ ناظمِ اعلیٰ سنٹرل ایسٹ ریجن نے بتایا کہ ان کے ذمہ فلاڈلفیا، نارتھ جرسی، سنٹرل جرسی، Willingboro کی مجالس ہیں۔ ہمارے انصار کی کل تعداد 409 ہے۔

اس کے بعد آڈیٹر نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے استفسار پر عرض کیا کہ تمام رسیدوں اور بلز کی کلیئرنس خاکسار کرتا ہے۔ ہر ایک رسید پر دستخط نہیں کرتا لیکن جائزہ لیتا ہوں اور اگر کوئی وضاحت چاہیے ہو تو معلوم کرتا ہوں۔ حضور کے دریافت فرمانے پر موصوف نے بتایا کہ وہ بجٹ کمیٹی کے ممبر نہیں ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: آپ کو اس کا حصہ ہونا چاہیے۔

بعد ازاں قائد تربیت سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تربیت پلان کے حوالہ سے استفسار فرمایا۔ قائد تربیت نے عرض کیا کہ ہم اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ سو فیصد انصار پنجوقتہ نمازیں ادا کر رہے ہوں اور روزانہ تلاوتِ قرآنِ کریم کرتے ہوں اور اسی طرح تمام انصار حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کا خطبہ جمعہ باقاعدگی سے سنتے ہوں۔ یہ ہمارا ٹارگٹ ہے۔ لیکن رپورٹس کے مطابق ہمارے 60 فیصد انصار پنجوقتہ نمازیں ادا کر رہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: آپ کے کتنے فیصد انصار روزانہ تین نمازیں باجماعت ادا کر رہے ہیں۔ اس پر قائد تربیت نے عرض کیا کہ اس کی تعداد اور بھی کم ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: کیا انہیں اس عمر میں بھی یہ احساس نہیں ہو رہا ہے کہ اب ان کی زندگی ختم ہونے والی ہے۔

قائد تربیت نے عرض کیا کہ ہم اس حوالہ سے کوشش کر رہے ہیں۔ یکم اکتوبر تا 10/اکتوبر بھی اس حوالہ سے عشرہ منایا گیا ہے۔ مکمل کوشش ہے کہ مسجد یا نماز سنٹرز میں آ کر نماز ادا کی جائے۔ نماز سنٹرز کو بھی فعال کیا جا رہا ہے۔ انشاء اللہ امید ہے کہ یہ تعداد بڑھا سکیں گے۔

اسکے بعد نائب صدر انصار اللہ نے بتایا کہ صدر مجلس نے ان کے ذمہ شعبہ اشاعت کیا ہے اور مجلس انصار اللہ کے سوشل میڈیا کی نگرانی کی ہے۔

سوشل میڈیا کے حوالہ سے حضور انور کے استفسار پر موصوف نے عرض کیا کہ انصار اللہ کو سوشل میڈیا کی ٹریننگ دینے کیلئے اور جوابات دینے کیلئے طریقہ کار سمجھایا جا رہا ہے۔ سوشل میڈیا کی سمجھ بوجھ بڑھانے کیلئے کلاسز وغیرہ لی جا رہی ہیں۔ انصار کی طرف سے ابھی سوشل میڈیا میں شرکت کافی کم ہے۔ انصار کو توجہ دلا رہے ہیں لیکن ٹریننگ کلاسز میں رجسٹر کرنے والے انصار کی تعداد کم ہے۔

بعد ازاں معاون صدر برائے سپیشل پروجیکٹس نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ امسال family day پروگرام کا آغاز کیا گیا ہے۔ اسی ضمن میں یہ Tobaa Game بھی تیار کی گئی ہے، جو کہ میٹنگ کے آغاز میں دکھائی گئی تھی۔ اسکے علاوہ مختلف ورکشاپس کا انعقاد کرنا، نیشنل اور ریجنل اجلاسات، انصار اللہ کانفرنسز اور ریجنل اجتماعات خاکسار کے ذمہ ہیں۔

بعد ازاں نائب صدر نے بتایا کہ ان کے ذمہ شعبہ مال اور شعبہ تربیت ہے۔ حضور انور نے فرمایا: کیا صرف 44 فیصد انصار چندہ میں باقاعدہ ہیں۔ اس پر عرض کیا گیا کہ حضور 60 فیصد ہیں۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے نائب صدر سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ پھر آپ کیا نگرانی کر رہے ہیں۔ نائب صدر نے عرض کیا کہ گذشتہ سال سے خاکسار قائد مال کے طور پر خدمت بجا لا رہا ہے اور اس حوالہ سے بہتری آ رہی ہے۔ لیکن بہت محنت کی ضرورت ہے۔ ہم گھر گھر وزٹ کر رہے ہیں اور اس سے کافی فائدہ ہوا ہے اور ہر سال 5 سے 8 فیصد بجٹ کا اضافہ ہو رہا ہے۔

اس کے بعد قائد عمومی سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

INDIAN ROLLING SHUTTERS
WHOLESALE DEALER
SUPPLIERS OF ALL SPARES PARTS OF ROLLING SHUTTERS
Specialist in : GEAR & REMOTE SHUTTERS
Prop : HAMEED AHMAD GHOURI
Add : Beside Andhra Bank, Balapur X Road, Hyderabad (T.S)
Mobile : 09849297718

EHSAN
DISH SERVICE CENTER
Opp. Four Storey Civil Lines Qadian
All types of Dish & Mobile Recharge
(MTA کا خاص انتظام ہے)
Mobile : 9915957664, 9530536272

بنصرہِ العزیز نے دریافت فرمایا کہ ہر ماہ کتنی رپورٹس موصول ہوتی ہیں؟اس پر موصوف نے عرض کیا کہ 95 سے 100 فیصد تک موصول ہوجاتی ہیں۔اس پر حضور انور نے فرمایا: کمال ہے۔ اور کیا ان رپورٹس پر تبصرے بھی بھجواتے ہیں؟ قائد عمومی نے عرض کیا کہ تمام مجالس کو ہر ماہ تو نہیں لیکن بعض جماعتوں کو ہر ماہ تبصرے جاتے ہیں۔حضور انور نے دریافت فرمایا: آپ تبصرہ بھجواتے ہیں یا پھر صدر مجلس یا پھر متعلقہ قائد اپنے شعبہ کے حوالہ سے تبصرے بھجواتے ہیں۔اس پر قائد عمومی نے عرض کیا کہ تمام مجالس صدر مجلس کو رپورٹس بھجواتی ہیں اور قائدین کو بھی اس کی نقل جاتی ہے۔ ہر ایک شعبہ سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ زعماء کو تبصرے بھجوائیں۔

حضور انور نے دریافت فرمایا: کیا قائدین کا اپنے متعلقہ منتظمین سے ذاتی رابطہ ہے۔اس پر قائد عمومی نے عرض کیا کہ ان کو تمام لوکل عاملہ کے رابطہ نمبرز وغیرہ فراہم کیے جاتے ہیں۔ان کے پاس اپنے متعلقہ منتظم کے رابطہ نمبرز وغیرہ ہوتے ہیں۔

بعد ازاں ناظمِ اعلیٰ نارتھ ویسٹ ریجن اور ناظمِ اعلیٰ سنٹرل ویسٹ ریجن اور ناظم اعلیٰ ساؤتھ ویسٹ ریجن نے اپنے اپنے ریجن کی مجالس کے حوالہ سے بتایا۔

بعد ازاں قائد تعلیم سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے دریافت فرمایا کہ آپ کا اس سال کا کیا پروگرام ہے؟

قائد تعلیم نے عرض کیا کہ ہم نے حضرت اقدس مسیحِ موعود علیہ السلام کی دو کتب منتخب کی ہیں۔ضرورۃ الامام اور لیکچر لاہور۔

حضور انور نے دریافت فرمایا : کتنے انصار نے گزشتہ سال کتب مکمل کی تھیں۔اس پر قائد تعلیم نے عرض کیا کہ گزشتہ سال 33 فیصد انصار نے اپنا تعلیم کا پرچہ دیا تھا۔اس سال امتحان جاری ہے، ابھی تک ہمارے پاس ڈیٹا نہیں ہے۔

حضور انور نے فرمایا: کیا یہ کتب کا بھی مطالعہ کرتے ہیں یا پھر صرف ٹیسٹ کیلئے دیکھ کر امتحان دے دیتے ہیں؟اس پر قائد تعلیم نے عرض کیا کہ ہم انصار کو توجہ دلاتے ہیں کہ کتب کا مطالعہ کریں۔ ہر مجلس میں book club قائم کیے جارہے ہیں، جہاں وہ کتب کا مطالعہ کرسکتے ہیں، ان کے حوالہ سے بات چیت کرسکتے ہیں۔اس طرح کتب کا مطالعہ کرنے والوں کی تعداد بڑھی ہے۔ اس طرح مختلف طریق پر کوشش کی جاتی ہے۔ انہیں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مطالعہ کے دوران اگر انہیں کوئی اقتباس زیادہ پسند آتا ہے، یا وہ اپنا پسندیدہ اقتباس سلیکٹ کرکے گروپ میں پوسٹ کریں اور اسے discuss کرسکتے ہیں۔

اسکے بعد صدر مجلس نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے بعض سوالات کرنے کی اجازت حاصل کی۔

نائب صدر صاحب نے سوال کیا کہ حضور نے گذشتہ روز خطبہ جمعہ کے آخر پر فرمایا تھا کہ یہاں مسجد 28 سال سے قائم ہے،تو ہم نے اپنے اندر کیا تبدیلی کی ہے۔حضور یہ جملہ میرے لیے بہت چونکا دینے والا تھا۔ حضور ہم کیسے اندازہ کرسکتے ہیں کہ ہم کس معیار پر ہیں؟ میں یہاں بطور خادم رہا ہوں اور اب میں ناصر ہوں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا : آپ اپنا جائزہ لے سکتے ہیں۔ یہاں کافی عرصہ سے مسجد ہے اور آپ کس طرح اس سے استفادہ کرسکتے ہیں۔ پھر آپ تجزیہ کرسکتے ہیں کہ آپ کی روحانیت میں اس دوران کیا بہتری ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کرنے کیلئے کیا کوششیں کی ہیں۔تو یہ تو آپ کو اپنے آپ سے پوچھنا چاہیے۔

بعد ازاں صدر مجلس انصار اللہ نے انصار ہاؤسنگ پراجیکٹ کمیونٹی سنٹر کے حوالہ سے دعا کی درخواست کی اور کہا کہ یہ پراجیکٹ تکمیل کے قریب ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ حضور اس کا وزٹ کریں۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسکراتے ہوئے فرمایا: میں نے اس کی تصاویر دیکھی ہیں۔ بہرحال اب وزٹ کا وقت تو نہیں ہے۔ میں دیکھوں گا اگر وقت نکل سکا۔

صدر مجلس نے عرض کیا کہ حضور دعا کریں کہ یہ کمیونٹی ایک ماڈل کمیونٹی بن جائے اور یہاں زیادہ احمدی فیملیز آباد ہوجائیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا :اس کا افتتاح نہیں ہوا؟ وہاں نمازیں شروع کی ہیں؟

صدر مجلس انصار اللہ نے عرض کیا کہ باقاعدہ آفیشل طور پر ابھی ہمیں یہاں Occupancy Permit نہیں ملا۔لیکن اگر حضور کے پاس وقت ہو تو اس کے باقاعدہ افتتاح کیلئے سپیشل انتظامات کیے جاسکتے ہیں۔اس پر حضور انور نے فرمایا:اب تو میرے پاس صرف دو دن ہیں۔ یہ کس طرح ہوگا۔دیکھیں گے۔

اس کے بعد معاون صدر صاحب نے سوال کیا کہ میں لوکل صدر جماعت بھی ہوں۔ کس طرح زعیم انصار اللہ لوکل سطح پر بہتر انداز میں جماعت کی خدمت کرسکتا ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: لوکل جماعت کا جو بھی پلان ہو، آپ اپنے لوکل انصار کو کہیں کہ اس میں معاونت کریں۔ کوشش کریں کہ انصار اللہ کی ان پروگراموں میں شمولیت سب سے زیادہ ہو۔ دیگر تنظیموں سے بڑھ کر پروگراموں میں اپنا حصہ ڈالیں۔ آپ سمجھ دار بڑی عمر کے لوگ ہیں۔ آپ کا نام انصار اللہ ہے۔ آپ ان کی راہنمائی بھی کریں۔ اگر ان کے پاس پلان نہ ہو تو ان کی راہنمائی کریں۔

حضور انور نے فرمایا: بطور احمدی آپ ممبر جماعت ہیں۔ آپ کے دو رولز ہیں۔ ایک یہ کہ آپ ممبر جماعت ہیں دوسرا آپ ممبر مجلس انصار اللہ ہیں۔ دونوں جگہ آپ کو اپنا کردار ادا کرنا ہے۔ خدمت کرنے کے نئے ذرائع تلاش کریں۔ مجھے پتا ہے کہ آپ لوگوں کے بہت ذہین دماغ ہیں۔ آپ کرسکتے ہیں۔

میٹنگ کے آخر پر مجلس عاملہ انصار اللہ کے ممبران نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنانے کی سعادت پائی۔

مجلس انصار اللہ کی یہ میٹنگ 8 بجے اپنے اختتام کو پہنچی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لے آئے۔ 8:30 بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت الرحمٰن میں تشریف لا کر نمازِ مغرب وعشاء پڑھائی۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

......☆......☆......☆......

اعلان نکاح :: فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 12/نومبر 2022ء کو بعد نماز ظہر وعصر مسجد مبارک اسلام آباد میں درج ذیل 4 نکاحوں کا اعلان فرمایا۔

☆عزیزہ ثمینہ بشیر بنت مکرم محمد بشیر صاحب (پاکستان) ہمراہ عزیزم لبید احمد (مربی سلسلہ، پاکستان) ابن مکرم طارق محمود کھوکھر صاحب (مربی سلسلہ)

☆عزیزہ افراء بشریٰ میر بنت مکرم رفیق احمد ہاشمی صاحب (بلجیم) ہمراہ عزیزم میر اسامہ نسیم ابن مکرم میر نسیم الرشید صاحب (جرمنی)

☆عزیزہ صباحت احسان اللہ (واقفہ نو) بنت مکرم احسان اللہ صاحب (بلجیم) ہمراہ عزیزم شائل احمد شاد ابن مکرم محمد اکبر شاد صاحب (جرمنی)

☆عزیزہ مدیحہ طارق بنت مکرم محمد لقمان طارق صاحب (یو.کے) ہمراہ عزیزم سیف احمد ابن مکرم ناصر احمد صاحب (یو.کے)

......☆......☆......☆......

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 3/دسمبر 2022ء کو بعد نماز ظہر وعصر مسجد مبارک اسلام آباد میں درج ذیل 4 نکاحوں کا اعلان فرمایا۔

☆عزیزہ عالیہ ثمرین احمد بنت مکرم منیر احمد صاحب (یو.کے) ہمراہ عزیزم قاسم محمود خان (مربی سلسلہ، الفضل آن لائن لندن) ابن مکرم ارشد محمود صاحب

☆عزیزہ ماریہ طاہر بنت مکرم چوہدری طاہر احمد صاحب (پاکستان) ہمراہ عزیزم عامر سہیل (متعلم جامعہ احمدیہ ربوہ) ابن مکرم سہیل اسلم صاحب

☆عزیزہ رملہ محمود (واقفہ نو) بنت مکرم ڈاکٹر خالد محمود جٹ صاحب (کینیڈا) ہمراہ عزیزم ظافر محمود ابن مکرم چوہدری راشد محمود صاحب (کینیڈا)

☆عزیزہ فضہ احمد (واقفہ نو) بنت مکرم محمد جلیس احمد صاحب (جرمنی) ہمراہ عزیزم منیب اسماعیل ابن مکرم محمد ادریس احمد صاحب (یو.کے)

......☆......☆......☆......

خزانہ رحمتوں اور برکتوں کا، جلسہ سالانہ

(محمد ابراہیم سرورؔ، قادیان)

خُدا کے فضل کا کیسے ادا ہو ہم سے شکرانہ
خزانہ رحمتوں اور برکتوں کا، جلسہ سالانہ

بہت ہی تشنہ لب روحیں ہیں، جو سیراب ہوتی ہے | ایمانی تقویت پا کر ، بہت شاداب ہوتی ہیں
فساد وظلم کے اِس دور میں، نایاب ہوتی ہیں | مُنوّر ہو کے جلسہ سے، وہ پھر سیماب ہوتی ہیں
پئے جو اِس کی جوئے شیر سے، ہو جائے مستانہ
خزانہ رحمتوں اور برکتوں کا، جلسہ سالانہ

ملائک آسماں سے بھی ،سنو! اِس میں اُترتے ہیں | ہزاروں حکمت وعرفان کے موتی برستے ہیں
پیاسے حق کے،ان سے، جو بھی ہیں، سجتے سنورتے ہیں | مگر طائر کچھ ایسے ہیں ، جو آنے کو ترستے ہیں
یہی تو حق نما ہے بس، ہے باقی سب ہی افسانہ
خزانہ رحمتوں اور برکتوں کا، جلسہ سالانہ

خدا کی پیشگوئی ہے، بہت احباب آئیں گے | مدد کرنے مسیحؑ کی پھر بہت اسباب آئیں گے
اعانت کو فرشتوں کے کئی احزاب آئیں گے | جماعت کی ترقی میں نئے ابواب آئیں گے
خدا کی نصرتوں کا سو، چڑھا سورج یہ تابانہ
خزانہ رحمتوں اور برکتوں کا، جلسہ سالانہ

خدا کا جو خلیفہ ہے، وہ ہم سے بات کرتا ہے | وہ سیدھے آنکھ کے رستے سے، پھر دل میں اُترتا ہے
کہ اس کی ہر ہدایت میں عجب تاثیر ہوتی ہے | ہماری اور نسلوں کی وہی جاگیر ہوتی ہے
فدا ہیں اُس پہ جان و دل ہمارے، مثلِ دیوانہ
خزانہ رحمتوں اور برکتوں کا، جلسہ سالانہ

بہت سی ایسی قومیں ہیں جو اِس میں آملیں گی کل | کہ امن و آشتی کا ہے یہی دنیا میں واحد حل
مسیحاؑ کی غلامی میں وہی سوغات پائیں گے | جو آئیں گے مگر پہلے، وہی برکات پائیں گے
امامِ وقت کی آمد کا ہے اعلان شاہانہ
خزانہ رحمتوں اور برکتوں کا، جلسہ سالانہ

دیارِ مہدیٔ موعودؑ ہیں سجنے سنورنے کو | ملائک عرش سے ہیں مستعِد ہم پر اُترنے کو
قویٰ روحانیت کے ہیں، سنو! پھر سے نکھرنے کو | اور عرفان کے لعل و جواہر ہیں بکھرنے کو
دُعا سرورؔ سبھی کی ہے ، ملے برکت یہ روزانہ
خزانہ رحمتوں اور برکتوں کا، جلسہ سالانہ

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

اللہ تعالیٰ کا بار بار ذکر کرو
تمہارے دلوں کو اطمینان نصیب ہوگا

(آن لائن ملاقات ممبران مجلس خدام الاحمدیہ آسٹریلیا 26/جون 2022ء)

طالب دعا : محمد پرویز حسین اینڈ فیملی (گوروپالی-ساؤتھ) شانتی نکیتن (جماعت احمدیہ بیر بھوم، بنگال)

عام حالات میں عورت کی میت کو عورتیں اور مرد کی میت کو مرد ہی غسل دیتے ہیں، سوائے میاں بیوی کے کہ وہ ایک دوسرے کی میت کو غسل دے سکتے ہیں

انسان کو نہ تو بہت زیادہ وہموں میں پڑ کر جائز اشیاء کے استعمال سے بلاوجہ کنارہ کشی کرنے کی ضرورت ہے اور نہ ہی غیر محتاط انداز اختیار کرکے ہر جائز و ناجائز چیز کو استعمال کرنے کی کوشش کرنی چاہیے بلکہ ایک مناسب اور محتاط حد تک معاملات کی تحقیق کرکے اسلامی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنے کی کوشش کرنی چاہیے

سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے سوالات کے بصیرت افروز جوابات

نوٹ: سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف وقتوں میں اپنے مکتوبات اور ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں میں اہم مسائل کے بارہ میں جو ارشادات مبارکہ فرماتے ہیں، ان میں سے کچھ قارئین کے افادہ کیلئے الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کیے جا رہے ہیں۔ (ادارہ)

(قسط:44)

سوال: قادیان سے ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں لکھا کہ میری والدہ نے وفات سے قبل مجھے کہا تھا کہ ان کی وفات کے بعد میں انہیں غسل دوں۔ لیکن میری والدہ کی وفات کورونا سے ہوئی اس لیے انہیں غسل نہیں دیا جا سکا۔ جس کی وجہ سے مجھے بہت تکلیف ہے۔ اس بارے میں راہنمائی فرمائیں کہ کیا میں نے درست کیا ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 19؍ستمبر 2021ء میں اس سوال کے بارے میں درج ذیل راہنمائی فرمائی۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: اصل بات یہ ہے کہ عام حالات میں عورت کی میت کو عورتیں اور مرد کی میت کو مرد ہی غسل دیتے ہیں۔ سوائے میاں بیوی کے کہ وہ ایک دوسرے کی میت کو غسل دے سکتے ہیں۔

اس لیے آپ نے بہت اچھا کیا کہ اپنی والدہ کی میت کو غسل نہیں دیا۔ اور ویسے بھی جیسا کہ آپ نے لکھا ہے کہ ان کی وفات کورونا وائرس کی وجہ سے ہوئی تھی اس لیے طبی طور پر بھی آپ کو انہیں غسل دینے کی اجازت نہیں ملنی تھی۔ اس لیے آپ کو اس وجہ سے کسی قسم کی پریشانی میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی والدہ کے ساتھ رحم اور مغفرت کا سلوک فرمائے، ان کے درجات بلند فرمائے، آپ سب لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی نیکیوں اور دعاؤں کا وارث بنائے۔ آمین

سوال: جرمنی سے ایک دوست نے، قرض کا لین دین کرتے وقت گواہ ٹھہرانے کے بارہ میں سورۃ البقرہ کی آیت کی روشنی میں عورت کی گواہی کے متعلق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے راہنمائی چاہی؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 21؍ستمبر 2021ء میں اس سوال کے بارے میں درج ذیل ہدایات فرمائیں۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: مخالفین اسلام کی طرف سے اسلامی تعلیم پر جو بڑے بڑے اعتراضات کیے جاتے ہیں، ان میں سے ایک اعتراض یہ ہے کہ اسلام نے مرد کے مقابلہ پر عورت کی گواہی کو آدھا رکھ کر گویا عورت کو کمتر قرار دیا ہے۔ لیکن یہ اعتراض بھی دیگر اعتراضات کی طرح اسلامی تعلیمات کی حقیقت اور اس کی روح کو نہ سمجھنے کی وجہ سے بلاوجہ گھڑا گیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ قرآن کریم نے کسی جگہ یہ نہیں فرمایا کہ مرد کے مقابلہ پر عورت کی گواہی نصف ہے۔ بلکہ اگر قرآن کریم پر غور کیا جائے تو جن امور کا عورت سے براہ راست تعلق ہے، ان میں جس طرح مرد کی گواہی کو قبول کیا گیا ہے اسی طرح عورت کی گواہی کو بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ چنانچہ سورۃ النور میں میاں بیوی کے درمیان لعان کی صورت میں جو گواہی کا طریق بیان کیا گیا ہے اس میں عورت اور مرد دونوں کی گواہی اور قسم میں کوئی فرق نہیں رکھا گیا بلکہ دونوں کا بالکل ایک ہی نتیجہ نکالا گیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَالَّذِيۡنَ يَرۡمُوۡنَ اَزۡوَاجَهُمۡ وَلَمۡ يَكُنۡ لَّهُمۡ شُهَدَآءُ اِلَّاۤ اَنۡفُسُهُمۡ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمۡ اَرۡبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ‌ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيۡنَ○ وَالۡخَامِسَةُ اَنَّ لَعۡنَتَ اللّٰهِ عَلَيۡهِ اِنۡ كَانَ مِنَ الۡكٰذِبِيۡنَ○ وَيَدۡرَؤُا عَنۡهَا الۡعَذَابَ اَنۡ تَشۡهَدَ اَرۡبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ‌ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الۡكٰذِبِيۡنَ○ وَالۡخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيۡهَاۤ اِنۡ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيۡنَ○ (سورۃ النور: 7 تا 10)

ترجمہ: اور جو لوگ اپنی بیویوں پر الزام لگاتے ہیں اور ان کے پاس سوائے اپنے وجود کے اور کوئی گواہ نہیں ہوتا تو ان میں سے ہر شخص کو ایسی گواہی دینی چاہیے جو اللہ کی قسم کھا کر چار گواہیوں پر مشتمل ہو اور (ہر گواہی میں) وہ یہ کہے کہ وہ راست بازوں میں سے ہے اور پانچویں (گواہی) میں (کہے) کہ اس پر خدا کی لعنت ہو، اگر وہ جھوٹوں میں سے ہو۔ اور اس بیوی سے (جس پر اسکا خاوند الزام لگائے) اس کا اللہ کی قسم کھا کر چار گواہیاں دینا کہ وہ (خاوند) جھوٹا ہے عذاب دور کر دے گا۔ اور پانچویں (قسم) اس طرح (کھائے) کہ اللہ کا غضب اس (عورت) پر نازل ہو اگر وہ (الزام لگانے والا خاوند) سچا ہے۔

اسی طرح حدیث میں بھی آتا ہے کہ حضور ﷺ نے صرف ایک عورت کی گواہی پر کہ اس نے ایک شادی شدہ جوڑے میں سے لڑکے اور لڑکی دونوں کو دودھ پلایا تھا، ان دونوں کے درمیان علیحدگی کروادی۔ چنانچہ حضرت عقبہ بن حارثؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے ابواہاب بن عزیز کی لڑکی سے نکاح کیا اسکے بعد ایک عورت نے آکر بیان کیا کہ میں نے عقبہ کو اور اس عورت کو جس سے عقبہ نے نکاح کیا ہے دودھ پلایا ہے (پس یہ دونوں رضائی بہن بھائی ہیں، ان میں نکاح درست نہیں) عقبہ نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ تو نے مجھے دودھ پلایا ہے اور نہ تو نے (اس سے) پہلے کبھی اس بات کی اطلاع دی ہے۔ پھر عقبہ سواری پر سوار ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ گئے اور آپ سے (یہ مسئلہ) پوچھا تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ اب جبکہ یہ بات کہہ دی گئی ہے تم کس طرح اسے اپنے نکاح میں رکھ سکتے ہو۔ پس عقبہ نے اس عورت کو چھوڑ دیا اور اس نے دوسرے شخص سے نکاح کرلیا۔ (صحیح بخاری، کتاب العلم، بَاب الرِّحْلَةِ فِي الْمَسْأَلَةِ النَّازِلَةِ وَتَعْلِيمِ أَهْلِهِ)

جہاں تک قرض کے لین دین میں مرد اور عورت کی گواہی کا تعلق ہے تو عموماً ایسے معاملات کا چونکہ مردوں سے تعلق ہوتا ہے اور عورتوں سے براہ راست تعلق نہیں ہوتا، اس لیے ہدایت فرمائی کہ اگر ان معاملات میں گواہی کیلئے مقررہ مرد میسر نہ ہوں تو ایک مرد کے ساتھ دو عورتوں کو رکھا جائے کہ اگر گواہی دینے والی عورت اپنی گواہی بھول جائے تو دوسری عورت اسے یاد دلا دے۔

گویا اس میں بھی گواہی ایک عورت کی ہی ہے، صرف اس کے ان معاملات سے عموماً تعلق نہ ہونے کی وجہ سے اس کے بھول جانے کے اندیشہ کے پیش نظر احتیاطاً دوسری عورت اسکی مدد کیلئے اور اسے بات یاد کرانے کیلئے رکھ دی گئی ہے۔ قرآن کریم کا منطوق بھی اسی مفہوم کی تائید فرما رہا ہے۔ چنانچہ فرمایا: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا تَدَايَنۡتُمۡ بِدَيۡنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ...... وَاسۡتَشۡهِدُوۡا شَهِيۡدَيۡنِ مِنۡ رِّجَالِكُمۡ‌ۚ فَاِنۡ لَّمۡ يَكُوۡنَا رَجُلَيۡنِ فَرَجُلٌ وَّامۡرَاَتٰنِ مِمَّنۡ تَرۡضَوۡنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنۡ تَضِلَّ اِحۡدٰٮهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحۡدٰٮهُمَا الۡاُخۡرٰى (سورۃ البقرہ: 283) یعنی اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم ایک معیّن مدت تک کیلئے قرض کا لین دین کرو تو اسے لکھ لیا کرو...... اور اپنے مردوں میں سے دو کو گواہ ٹھہرا لیا کرو۔ اور اگر دو مرد میسر نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں (ایسے) گواہوں میں سے جن پر تم راضی ہو۔ (یہ) اس لیے (ہے) کہ ان دو عورتوں میں سے اگر ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد کروا دے۔

پس قرض کے لین دین کے معاملات میں بھی عورت ہو یا مرد، دونوں کی گواہی کی حیثیت اور اہمیت برابر ہی ہے لیکن چونکہ مالی لین دین کے معاملات کا تعلق عموماً عورتوں سے نہیں ہوتا اس لیے گواہی دینے والی عورت کی مدد کیلئے کہ اگر وہ اس لین دین کی تفصیل بھول جائے تو اسے یہ معاملہ یاد کروانے کیلئے ایک دوسری عورت کو بھی ساتھ رکھنے کی تاکید فرما دی تا کہ کسی گواہ کے بھول جانے سے لین دین کرنے والے فریقین میں سے کسی کی حق تلفی نہ ہو سکے۔

سوال: سیریا کے ایک دوست نے شیئرز اور اسٹاک مارکیٹ وغیرہ کے کاروبار میں سودی عناصر کے پائے جانے اور اس بارہ میں اپنی ریسرچ پیش کرنے کے متعلق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں تحریر کیا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 28؍ستمبر 2021ء میں اس مسئلہ کے بارے میں درج ذیل ہدایات فرمائیں۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: علمی تحقیق کرنا تو بہت اچھی بات ہے، آپ ضرور اس بارے میں تحقیق کرکے اپنی رپورٹ مجھے بھجوائیں۔ باقی جہاں تک موجودہ زمانہ میں مختلف قسم کے کاروباروں میں سودی عناصر کے پائے جانے کا تعلق ہے تو اس بات کو سمجھنے کیلئے اس زمانہ کے حکم و عدل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حسب ذیل ارشاد بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’اب اس ملک میں اکثر مسائل زیر و زبر ہو گئے ہیں۔ کل تجارتوں میں ایک نہ ایک حصہ سود کا موجود ہے۔ اس لئے اس وقت نئے اجتہاد کی ضرورت ہے۔‘‘

(البدر نمبر 41 و 42، جلد 3 مورخہ یکم و 8؍ نومبر 1904ء صفحہ 8)

پھر ایک جگہ سود کی تعریف بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’شرع میں سُود کی یہ تعریف ہے کہ ایک شخص اپنے فائدے کیلئے دوسرے کو روپیہ قرض دیتا ہے اور فائدہ مقرر کرتا ہے یہ تعریف جہاں صادق آوے گی وہ سود کہلاوے گا۔ لیکن جس نے روپیہ لیا ہے اگر وہ وعدہ وعید تو کچھ نہیں کرتا اور اپنی طرف سے زیادہ دیتا ہے تو وہ سود سے باہر ہے۔ چنانچہ انبیاء ہمیشہ شرائط کی رعایت رکھتے آئے ہیں۔ اگر بادشاہ کچھ روپیہ لیتا ہے اور وہ اپنی طرف سے زیادہ دیتا ہے اور دینے والا اس نیت سے نہیں دیتا کہ سود ہے تو وہ بھی سود میں داخل نہیں ہے وہ بادشاہ کی طرف سے احسان ہے۔ پیغمبر خدا نے کسی سے ایسا قرضہ نہیں لیا کہ ادائیگی وقت اُسے کچھ نہ کچھ ضرور زیادہ (نہ) دیدیا ہو۔ یہ خیال رہنا چاہیے کہ اپنی خواہش نہ ہو۔ خواہش کے برخلاف جو زیادہ ملتا ہے وہ سُود میں داخل نہیں ہے۔‘‘ (البدر نمبر 10، جلد 2؍مورخہ 27؍مارچ 1903ء صفحہ 75)

پس اسلام نے جس سود سے منع فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ انسان کسی کو اس نیت کے ساتھ قرض دے کہ اسے اس قرض میں دی جانے والی رقم پر زائد رقم ملے۔ لیکن اگر قرض لینے والا اپنی طرف سے کچھ زائد دے تو وہ سود میں شامل نہیں ہے۔

علاوہ ازیں موجودہ زمانہ میں بینکنگ سسٹم تقریباً ہر دنیاوی کاروبار کا لازمی جزو ہے اور دنیا کے اکثر بینکوں کے نظام میں کسی نہ کسی طرح سود کا عنصر موجود ہوتا ہے، جو ان کاروباروں کا بھی حصہ بنتا ہے۔ اسی لیے حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ کل تجارتوں میں ایک نہ ایک حصہ سود کا موجود ہے۔ اس لیے اس وقت نئے اجتہاد کی ضرورت ہے۔

ان حالات میں اگر انسان بہت زیادہ وہم میں پڑا رہے تو اس کا زندگی گزارنا ہی دوبھر ہو جائے گا۔ کیونکہ عام زندگی میں جو لباس ہم پہنتے ہیں، ان کپڑوں کا کاروبار کرنے والی کمپنیوں میں بھی کہیں نہ کہیں سودی پیسہ لگا ہو گا۔ جو بریڈ ہم کھاتے ہیں، اس کے کاروبار میں بھی کہیں نہ کہیں سودی پیسہ کی آمیزش ہو گی۔ اگر انسان ان تمام دنیاوی ضرورتوں کو چھوڑ چھاڑ کر اپنے گھر میں ہی بیٹھنا چاہے جو بظاہر ناممکن ہے پھر بھی وہ مکان جس اینٹ، ریت اور سیمنٹ سے بنا ہے، ان چیزوں کو بنانے والی کمپنیوں کے کاروبار میں بھی کہیں نہ کہیں سودی کاروبار یا سود کے پیسہ کی ملونی ہوگی۔

پس بہت زیادہ مین میکھ نکال کر اور وہم میں پڑ کر اپنے لیے بلاوجہ مشکلات پیدا نہیں کرنی چاہئیں۔ حدیث میں بھی آتا ہے، حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں۔ أَنَّ قَوْمًا قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ قَوْمًا يَأْتُونَنَا بِاللَّحْمِ لَا نَدْرِي أَذَكَرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ أَمْ لَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوا اللّٰهَ عَلَيْهِ وَكُلُوهُ (صحیح بخاری کتاب البیوع) یعنی کچھ لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ایک جماعت ہمارے پاس گوشت لے کر آتی ہے، ہم نہیں جانتے کہ انہوں نے (اسے ذبح کرتے وقت) اس پر اللہ کا نام لیا ہوتا ہے یا نہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اس گوشت پر اللہ کا نام (بسم اللہ) پڑھ لیا کرو اور اسے کھا لیا کرو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ کیا ہندوؤں کے ہاتھ کا کھانا درست ہے؟ فرمایا:

’’شریعت نے اس کو مباح رکھا ہے۔ ایسی پابندیوں پر شریعت نے زور نہیں دیا بلکہ شریعت نے تو قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَکّٰهَا پر زور دیا ہے۔ آنحضرت ﷺ آرمینیوں کے ہاتھ کی بنی ہوئی چیزیں کھا لیتے تھے اور بغیر اسکے گذارہ بھی تو نہیں ہوتا۔‘‘ (الحکم نمبر 19، جلد 8/ مورخہ 10/ جون 1904ء صفحہ 3)

اسی طرح حضرت منشی محمد حسین صاحب کلرک دفتر سرکاری وکیل لاہور کے نام اپنے ایک مکتوب مورخہ 25/ نومبر 1903ء میں حضور علیہ السلام نے تحریر فرمایا: ’’آپ اپنے گھر میں سمجھا دیں کہ اس طرح شک وشبہ میں پڑنا بہت منع ہے۔ شیطان کا کام ہے، جو ایسے وسوسے ڈالتا ہے۔ ہرگز وسوسہ میں نہیں پڑنا چاہیے۔ گناہ ہے اور یاد رہے کہ شک کے ساتھ غسل واجب نہیں ہوتا۔ اور نہ صرف شک سے کوئی چیز پلید ہوسکتی ہے۔ ایسی حالت میں بیشک نماز پڑھنا چاہیے۔ اور میں انشاء اللہ دعا بھی کروں گا۔ آنحضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب وہمیوں کی طرح ہر وقت کپڑہ صاف نہیں کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اگر کپڑہ پر منی گرتی تھی تو ہم اس منی خشک شدہ کو صرف جھاڑ دیتے تھے۔ کپڑہ نہیں دھوتے تھے۔ اور ایسے کنواں سے پانی پیتے تھے جس میں حیض کے لتّے پڑتے تھے۔ ظاہری پاکیزگی سے معمولی حالت پر کفایت کرتے تھے۔ عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھا لیتے تھے حالانکہ مشہور تھا کہ سؤر کی چربی اس میں پڑتی ہے۔ اصول یہ تھا کہ جب تک یقین نہ ہو ہر یک چیز پاک ہے۔ محض شک سے کوئی چیز پلید نہیں ہوتی۔‘‘

(اخبار الفضل قادیان دارالامان نمبر 66، جلد 11/ مورخہ 22/ فروری 1924ء صفحہ 9)

پس انسان کو وہموں اور شک وشبہ میں مبتلا ہوئے بغیر تقویٰ سے کام لیتے ہوئے اپنے معاملات اور دنیاوی امور کو بجا لانے کی کوشش کرنی چاہیے اور جہاں براہ راست کسی ممنوع کام میں پڑنے کا امکان ہو یا کسی چیز کی حرمت واضح طور پر نظر آتی ہو اس سے بہرصورت اجتناب کرنا چاہیے۔ چنانچہ اس بارے میں حضور ﷺ کی ایک اور حدیث ہماری بہترین راہنمائی کرتی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: مَا خُيِّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ بَيۡنَ أَمۡرَيۡنِ إِلَّا اخۡتَارَ أَيۡسَرَهُمَا مَا لَمۡ يَأۡثَمۡ فَإِذَا كَانَ الۡإِثۡمُ كَانَ أَبۡعَدَهُمَا مِنۡهُ وَاللهِ مَا انۡتَقَمَ لِنَفۡسِهِ فِي شَيۡءٍ يُؤۡتَى إِلَيۡهِ قَطُّ حَتَّى تُنۡتَهَكَ حُرُمَاتُ اللهِ فَيَنۡتَقِمُ لِلّٰهِ (صحیح بخاری، کتاب الحدود) یعنی نبی کریم ﷺ کو جب بھی دو چیزوں کے درمیان اختیار دیا گیا تو آپ نے ان میں سے آسان صورت کو اختیار کیا جب تک کہ وہ گناہ کی بات نہ ہو۔ اگر وہ گناہ کی بات ہوتی تو آپ اس سے بہت زیادہ دور رہتے۔ اللہ کی قسم آپ نے کبھی اپنے لیے کسی سے انتقام نہیں لیا، جب تک محرمات الٰہیہ کی خلاف ورزی نہ ہو اور جب اسکی خلاف ورزی کی ہو تو آپ اللہ کیلئے انتقام لیتے۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں بھی آتا ہے کہ ایک موقع پر امریکہ اور یورپ کی حیرت انگیز ایجادات کا ذکر ہوا۔ اسی میں یہ ذکر بھی آیا کہ دودھ اور شوربا وغیرہ جو کہ ٹینوں میں بند ہو کر ولایت سے آتا ہے بہت ہی نفیس اور ستھرا ہوتا ہے اور ایک خوبی ان میں یہ ہوتی ہے کہ ان کو بالکل ہاتھ سے نہیں چھوا جاتا۔ دودھ تک بھی بذریعہ مشین دوہا جاتا ہے۔ اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ’’چونکہ نصاریٰ اس وقت ایک ایسی قوم ہوگئی ہے جس نے دین کی حدود اور اس کے حلال وحرام کی کوئی پروا نہیں رکھی اور کثرت سے سؤر کا گوشت اُن میں استعمال ہوتا ہے اور جو ذبح کرتے ہیں اس پر بھی خدا کا نام ہرگز نہیں لیتے بلکہ جھٹکے کی طرح جانوروں کے سر جیسا کہ سنا گیا ہے علیحدہ کر دیئے جاتے ہیں۔ اس لئے شبہ پڑسکتا ہے کہ بسکٹ اور دودھ وغیرہ جو اُن کے کارخانوں کے بنے ہوئے ہوں اُن میں سؤر کی چربی اور سؤر کے دودھ کی آمیزش ہو۔ اس لئے ہمارے نزدیک ولایتی بسکٹ اور اس قسم کے دودھ اور شوربے وغیرہ استعمال کرنے بالکل خلاف تقویٰ اور ناجائز ہیں۔ جس حالت میں کہ سؤر کے پالنے اور کھانے کا عام رواج ان لوگوں میں ولایت میں ہے تو ہم کیسے سمجھ سکتے ہیں کہ دوسری اشیائے خوردنی جو کہ یہ لوگ طیار کر کے ارسال کرتے ہیں ان میں کوئی نہ کوئی حصہ اس کا نہ ہوتا ہو۔

اس پر ابوسعید صاحب المعروف عرب صاحب تاجر برنج رنگون نے ایک واقعہ حضرت اقدس کی خدمت میں یوں عرض کیا کہ رنگون میں بسکٹ اور ڈبل روٹی بنانے کا ایک کارخانہ انگریزوں کا تھا۔ وہ ایک مسلمان تاجر نے قریب ڈیڑھ لاکھ روپے کے خرید لیا۔ جب اس نے حساب وکتاب کی کتابوں کو پڑتال کر کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ سؤر کی چربی بھی اس کارخانہ میں خریدی جاتی رہی ہے۔ دریافت پر کارخانہ والوں نے بتایا کہ ہم اُسے بسکٹ وغیرہ میں استعمال کرتے ہیں کیونکہ اسکے بغیر یہ چیزیں لذیذ نہیں ہوتیں اور ولایت میں بھی یہ چربی ان چیزوں میں ڈالی جاتی ہے۔

اس واقعہ کے سننے سے ناظرین کو معلوم ہوسکتا ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال کس قدر تقویٰ اور باریک بینی پر تھا۔ لیکن چونکہ ہم میں سے بعض ایسے بھی تھے جن کو اکثر سفر کا اتفاق ہوا ہے اور بعض بھائی افریقہ وغیرہ دور دراز امصار و بلاد میں ابتک موجود ہیں جن کو اس قسم کے دودھ اور بسکٹ وغیرہ کی ضرورت پیش آسکتی ہے اس لئے اُن کو بھی مدنظر رکھ کر دوبارے اس مسئلہ کی نسبت دریافت کیا گیا۔ اور نیز اہل ہنود کے کھانے کی نسبت عرض کیا گیا کہ یہ لوگ بھی اشیاء کو بہت غلیظ رکھتے ہیں اور ان کی کڑاہیوں کو اکثر کتے چاٹ جاتے ہیں۔ اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ’’ہمارے نزدیک نصاریٰ کا وہ طعام حلال ہے جس میں شبہ نہ ہو اور از روئے قرآن مجید کے وہ حرام نہ ہو۔ ورنہ اسکے یہی معنی ہوں گے کہ بعض اشیاء کو حرام جان کر گھر میں تو نہ کھایا مگر باہر نصاریٰ کے ہاتھ سے کھا لیا اور نصاریٰ پر ہی کیا منحصر ہے اگر ایک مسلمان بھی مشکوک الحال ہو تو اس کا کھانا بھی نہیں کھا سکتے مثلاً ایک مسلمان دیوانہ ہے اور اسے حرام وحلال کی خبر نہیں ہے تو ایسی صورت میں اسکے طعام یا طیار کردہ چیزوں پر کیا اعتبار ہوسکتا ہے۔ اسی لئے ہم گھر میں ولایتی بسکٹ استعمال نہیں کرنے دیتے بلکہ ہندوستان کی ہندو کمپنی کے منگوایا کرتے ہیں۔

عیسائیوں کی نسبت ہندوؤں کی حالت اضطراری ہے کیونکہ یہ کثرت سے ہم لوگوں میں مل جل گئے ہیں اور ہر جگہ انہیں کی دوکانیں ہوتی ہیں۔ اگر مسلمانوں کی دوکانیں موجود ہوں اور سب شئے وہاں ہی سے مل جاوے تو پھر البتّہ ان سے خوردنی اشیاء نہ خریدنی چاہئیں۔‘‘

(البدر نمبر 27، جلد 3/ مورخہ 16/ جولائی 1904ء صفحہ 3)

پس خلاصہ کلام یہ کہ انسان کو نہ تو بہت زیادہ وہموں میں پڑ کر جائز اشیاء کے استعمال سے بلا وجہ کنارہ کشی کرنے کی ضرورت ہے اور نہ ہی غیر محتاط انداز اختیار کر کے ہر جائز و ناجائز چیز کو استعمال کرنے کی کوشش کرنی چاہیے بلکہ ایک مناسب اور محتاط حد تک معاملات کی تحقیق کر کے اسلامی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

(ظہیر احمد خان، مربی سلسلہ، انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 2/ دسمبر 2022)

......☆......☆......☆......

دُعائے مغفرت

● خاکسار کے والد مکرم ابوالقاسم صاحب مورخہ 4/ اگست 2022 کو رات تقریباً گیارہ بجے اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ بچپن سے ہی والد صاحب دین کی طرف مائل تھے اور دینی مطالعہ کا شوق رکھتے تھے۔ آپ نے ایک سرکاری مدرسہ سے عالم کی ڈگری حاصل کی۔ عالم پاس کرنے کے بعد آپ کی اپنے گھر سے دُور دوسرے گاؤں کے مدرسہ میں پڑھانے کی ڈیوٹی لگی۔ اس دوران آپ کی ایک زمیندار گھرانے میں شادی ہوئی۔ بعدہٗ پھر ایک ایسے گاؤں میں جہاں ایک نیا مدرسہ بنا تھا، وہاں آپ کی ڈیوٹی لگی۔ اس مدرسہ میں آپ سے پڑھ کر بہت سارے طلباء فارغ ہوئے۔ پہلی مرتبہ والد صاحب کو 1994 میں احمدیت کا پیغام ملا لیکن احمدیت قبول کرنے کی توفیق آپ کو 1996 میں ملی۔ آپ ایک اچھے عالم اور مقرر کے طور پر جانے جاتے تھے۔ قبول احمدیت سے قبل پورے گاؤں میں والد صاحب کی بہت عزت تھی۔ آپ کو جلسوں وغیرہ میں تقریر کیلئے بلایا جاتا تھا۔ والد صاحب کے احمدی ہونے کی خبر جب گاؤں والوں کو اور علاقہ میں پہنچی تو سب لوگ حیران ہوگئے۔ جس مدرسہ سے آپ نے عالم پاس کیا تھا اس مدرسہ میں آپ کو بلایا گیا اور احمدیت چھوڑنے کے لئے بہت دباؤ ڈالا گیا لیکن آپ نے احمدیت چھوڑنے سے صاف انکار کر دیا۔ والد صاحب کے اساتذہ اور طلباء سبھی آپ کی مخالفت پر اُتر آئے۔ آپ کی شدید مخالفت ہوئی۔ پورے گاؤں میں آپ کا بائیکاٹ کیا گیا۔ دو مرتبہ جھوٹا مقدمہ لگا کر آپ کو جیل میں ڈالا گیا۔ اور آخر میں گاؤں سے نکال دیا گیا۔ چونکہ والد صاحب کو دین کا علم تھا اور احمدیت کی تبلیغ کا جوش بھی تھا اور آپ تبلیغ کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے، چنانچہ ان باتوں کے پیش نظر جماعت نے آپ کو عارضی معلم کے طور پر خدمت کا موقع دیا۔ آپ نے چودہ سال بطور معلم خدمت کی توفیق پائی۔ دوران تبلیغ مرحوم کو بہت دفعہ مارا پیٹا گیا جس سے آپ شدید طور پر زخمی ہوگئے۔ والد صاحب صوم وصلوٰۃ کے پابند اور موصی تھے۔ بہت مہمان نواز اور غرباء کی مدد کرنے والے تھے۔ پسماندگان میں والد صاحب نے اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور چار بیٹے چھوڑے ہیں۔ دو بیٹے واقف زندگی ہیں۔ اللہ تعالیٰ والد صاحب کے درجات کو بلند کرے اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔ (عبدالرحیم مبلغ سلسلہ سکم)

● مکرم محمد یونس صاحب پڈر خادم مسجد سرینگر کی اہلیہ محترمہ نسیمہ بیگم صاحبہ بوجہ گردوں کی بیماری کے مورخہ 22 ستمبر 2022ء بروز جمعرات دن کے 3 بجے سورہ میڈیکل انسٹی ٹیوٹ سرینگر میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ محترمہ نسیمہ بیگم نے 15 سال تک سرینگر مسجد میں اپنے خاوند کے ساتھ نہایت خندہ پیشانی سے ایک فدائی رضاکار کی طرح خدمات انجام دیں۔ سرینگر مشن میں کثیر تعداد میں کشمیر اور بیرون کشمیر سے احباب جماعت آتے رہتے ہیں۔ موصوفہ نے اپنے اخلاق، اخلاص اور کردار سے سب کے دل جیت لئے تھے۔ اپنے اور غیر سب ان کے اعلیٰ اخلاق کے معترف تھے۔ مہمان نواز، صوم وصلوٰۃ کی پابند خاتون تھیں۔ موصوفہ کی میت کو اسی روز رات ناصر آباد لایا گیا اور ساڑھے آٹھ بجے کثیر تعداد نے آپ کے جنازے میں شرکت کی۔ سرینگر، رشی نگر، آسنور، کوریل، چیک ایمریچھ، یاری پورہ، ناصر آباد، شورت اور ہاری پاریگام سے افراد جماعت نے جنازے میں شرکت کی۔ موصوفہ نے اپنے پیچھے اپنے خاوند کے علاوہ دولڑکے غمزدہ چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ موصوفہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔ (غلام نبی نیاز سابق مبلغ سلسلہ سرینگر)

● خاکسار کے والد مکرم ناصر خان صاحب مورخہ 12 نومبر 2022 کو 71 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ والد صاحب کا تعلق جماعت احمدیہ بانسرہ ضلع 24 پرگنہ صوبہ بنگال سے تھا۔ آپ کو لمبا عرصہ بانسرہ میں جماعت کی خدمت کی توفیق ملی۔ آپ کا ایک نواسہ فراست احمد منڈل جامعہ احمدیہ قادیان میں زیر تعلیم ہے جبکہ خاکسار کو بطور معلم سلسلہ خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ والد صاحب کے درجات بلند کرے اور اُنہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔ (رشید احمد خان معلم سلسلہ اصلاح وارشاد جنوبی ہند)

Z.A. Tahir Khan
M.Sc. (Chemistry) B.Ed.
DIRECTOR

طالب دعا
Z.A.TAHIR KHAN
Director oxford N.T.T.College
Jaipur (Rajasthan)
TEACHER TRAINING

OXFORD N.T.T. COLLEGE
(Teacher Training)
(A unit of Oxford Group of Education)
Affialiated by A.I.I.C.C.E. New Delhi 110001

0141-2615111- 7357615111
oxfordnttcollege@gmail.com
Add. Fateh Tiba Adarsh Nagar, Jaipur-04
Reg. No. AIICCE-0289/Raj.

TAHIRA ENTERPRISE
Manufacturer of Leather & Rexine Goods (Belts, Wallets, Ladies Bags,etc)
Prop. : Mashooque Alam, Kolkata (WEST BENGAL)
Mob : 9830464271, 967455863

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ کے ضمن میں

حضرت مہاجر بن ابوامیہ رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں بھیجی جانے والی گیارہویں مہم میں مسلمانوں کی جاں نثاری کے واقعات کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 8؍جولائی 2022 بطرز سوال وجواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال گیارھویں مہم میں حضرت ابوبکرؓ نے مہاجر بن ابو امیہؓ کو کس کے مقابلہ کا جانے کا حکم دیا؟

جواب حضرت ابوبکرؓ نے ایک جھنڈا حضرت مُہَاجِر بن ابو امیہؓ کو دیا تھا اور انہیں حکم دیا تھا کہ وہ اَسْوَد عنسی کی فوج کا مقابلہ کریں اور ابناء کی مدد کریں

سوال حضرموت کہاں واقع ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حَضْرَمَوت یمن سے مشرق کی طرف ایک وسیع علاقہ ہے جس میں بیسیوں بستیاں ہیں۔ حَضْرَمَوت اور صَنْعَاء کے درمیان 216 میل کا فاصلہ ہے۔

سوال کندہ کس کا نام ہے؟

جواب کِندَہ یمن کے ایک قبیلہ کا نام ہے۔

سوال حضور انور نے حضرت مہاجرؓ کا کیا تعارف بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مُہَاجِرؓ کا نام مُہَاجِر بن ابوامیہؓ بن مغیرہ بن عبداللہ تھا۔ حضرت مُہَاجِر بن ابوامیہ اُمّ المومنین حضرت اُمّ سلمہؓ کے بھائی تھے۔ آپؓ غزوۂ بدر میں مشرکین کی طرف سے شامل ہوئے اور اس دن آپؓ کے دو بھائی ہشام اور مسعود قتل ہوئے۔ آپؓ کا اصل نام ولید تھا جس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبدیل کر دیا تھا۔

سوال رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں سب سے پہلے ارتداد کہاں شروع ہوا اور اس کا بانی کون تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ضَحَّاک بن فَیْرُوز کہتے ہیں کہ سب سے پہلے یمن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ارتداد شروع ہوا جس کا بانی ذُوالخِمَار عَبْھَلَہ بن کعب تھا جو اَسْوَد عنسی کے نام سے مشہور ہوا۔

سوال اسود عنسی کہاں کا سردار تھا اور وہ اسود کے نام سے کیوں مشہور تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اَسْوَد عنسی یمن کے قبیلہ بنو عَنْس کا سردار تھا۔ سیاہ فام ہونے کی وجہ سے اَسْوَد کہلاتا تھا۔

سوال رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اَسْوَد عنسی اور مسیلمہ کذّاب کی بابت کیا خواب دیکھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَیں نے رؤیا میں دیکھا کہ مجھے زمین کے خزانے عطا کیے گئے اور میرے ہاتھ میں دو سونے کے کڑے رکھے گئے تو مجھ پر گراں گزرا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی کی کہ مَیں ان دونوں پر پھونک ماروں۔ مَیں نے ان پر پھونک ماری تو وہ غائب ہو گئے۔ مَیں نے اس سے مراد دو جھوٹے لیے یعنی صنعاء والا اَسْوَد عنسی، یمامہ والا مسیلمہ کذّاب۔

سوال جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایرانی بادشاہ کسریٰ کو دعوت اسلام کا خط لکھا تو کیا ہوا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایرانی بادشاہ کِسْریٰ کو دعوتِ اسلام کا خط لکھا تو اس نے غضبناک ہو کر اپنے ماتحت عاملِ یمن بَاذَان بعض اس کا نام بَذْہَان بھی بیان کرتے ہیں، اس کو حکم دیا کہ وہ اس شخص کا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر لے کر دربار میں پہنچے۔ بَاذَان نے دو آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف روانہ کیے مگر آپؐ نے فرمایا: میرے اللہ نے مجھے بتایا ہے کہ تمہارے بادشاہ کو اس کے بیٹے شِیْرَوَیْہ نے ہلاک کر دیا ہے اور اس کی جگہ خود بادشاہ بن بیٹھا ہے اور ساتھ ہی بَاذَان کو دعوتِ اسلام دی اور فرمایا کہ اگر وہ اسلام قبول کر لے گا تو اسے بدستور یمن کا حاکم رکھا جائے گا۔ یہ سن کر دونوں اشخاص واپس چلے گئے۔ بَاذَان کو ساری بات بتائی اور اسی دوران بَاذَان کو یہ خبر بھی مل گئی کہ واقعی ایسا ہوا کہ کسریٰ کو اس کے بیٹے شِیْرَوَیْہ نے ہلاک کر دیا ہے اور اس کی جگہ خود بادشاہ بن گیا ہے۔ بَاذَان نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات کو پورا ہوتے دیکھ لیا تو اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوتِ اسلام قبول کر لی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حاکم یمن برقرار رکھا۔

سوال گیارھویں مہم کس کے خلاف تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: گیارھویں مہم مُہَاجِر بن ابو امیہؓ کی یمن کے مرتد باغیوں کے خلاف تھی۔

سوال اس وقت یمن میں کون سے دو اہم طبقے تھے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: یمن میں دو اہم طبقے تھے۔ ایک اصلی باشندے جن کا تعلق سبا اور حِمْیَر کے خاندان سے تھا اور دوسرے فارسی آباء کی نسل جن کو اَبْنَاء کہتے تھے۔ یہ ابناء اس وقت یمن کی سب سے مقتدر اقلیت تھے۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت مہاجرؓ سے کیوں ناراض ہو گئے تھے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مہاجر غزوہ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے جس کی وجہ سے رسول کریم آپؐ سے ناراض ہو گئے تھے۔

سوال حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مہاجرؓ کو کب معاف فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک روز حضرت اُمّ سلمہؓ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سر دھو رہی تھیں تو انہوں نے عرض کیا کہ مجھے کوئی بھی چیز کس طرح فائدہ پہنچا سکتی ہے جبکہ آپؐ میرے بھائی سے ناراض ہیں؟ جب حضرت اُمّ سلمہؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں کچھ نرمی اور شفقت کے آثار دیکھے تو انہوں نے اپنی خادمہ کو اشارہ کیا اور وہ مُہَاجِر کو بلا لائی۔ مُہَاجِر مسلسل اپنا عذر بیان کرتے رہے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا عذر قبول فرما لیا اور ان سے راضی ہو گئے اور ان کو کِندَہ کا عامل مقرر فرما دیا مگر وہ بیمار ہو گئے اور وہاں نہ جا سکے تو انہوں نے زیاد کو لکھا کہ وہ ان کی خاطر ان کا کام بھی سرانجام دیں۔ پھر جب انہوں نے بعد میں شفا پائی تو حضرت ابوبکرؓ نے ان کی امارت کے تقرر کو پورا کیا اور انہیں نجران سے لے کر یمن کے آخری حدود تک حاکم مقرر کیا اور قتال کا حکم دیا۔

سوال اسود انسی کو ذوالخمار کیوں کہا جاتا تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اَسْوَد عنسی کا لقب ذُوالخِمَار تھا کیونکہ وہ ہر وقت کپڑا لپیٹے ہوئے رہتا تھا۔

سوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کے ساتھ کسریٰ کے بادشاہ نے کیا سلوک کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: عبداللہ بن حُذَافہؓ کسریٰ کے دربار میں پہنچے تو انہوں نے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو انہوں نے اجازت دی۔ جب آپؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط کسریٰ کے بادشاہ کے ہاتھ میں دیا تو اس نے ترجمان کو پڑھ کر سنانے کا حکم دیا۔ جب ترجمان نے اس کا ترجمہ پڑھ کر سنایا تو کسریٰ نے غصہ سے خط پھاڑ دیا۔

سوال رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسری کے بادشاہ کے متعلق کیا فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جب عبداللہ بن حُذَافہ نے یہ خبر آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنائی تو آپؐ نے فرمایا۔ کسریٰ کے بادشاہ نے جو کچھ ہمارے خط کے ساتھ کیا خدا تعالیٰ اس کی بادشاہت کے ساتھ بھی ایسا ہی کرے گا۔

سوال رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاذ بن جبل کو کن علاقوں کا معلم مقرر کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جب بَاذَان کا انتقال ہو گیا تو اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے امراء کو یمن کے مختلف علاقوں پر عامل مقرر فرمایا اور مُعَاذ بن جبل یمن اور حَضْرَمَوت کے تمام علاقوں کے معلم تھے۔

سوال وَبْرَ بن یُحَنِّس نے کب اسلام قبول کیا تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: وَبْرَ بن یُحَنِّس نے دس ہجری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا تھا۔

سوال حضرت ابوبکرؓ کو خلافت کے بعد سب سے پہلی ملنے والی خوش خبری کیا تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت ابوبکرؓ کو خلافت کے منصب پر فائز ہونے کے بعد ملنے والی سب سے پہلی خوش خبری اَسْوَد عنسی کے قتل کی خبر تھی۔

سوال حضرت مہاجرؓ کی نجران کی طرف روانگی کی بابت کیا بیان ہوا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مُہَاجِرؓ کی نجران کی طرف روانگی کے بارے میں لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے تشکیل کردہ گیارہ لشکروں میں سے سب سے آخر میں حضرت مُہَاجِر بن ابوامیہؓ کا لشکر مدینہ سے یمن کے لیے روانہ ہوا۔ جس میں مہاجرین و انصار صحابہ کرامؓ کا ایک دستہ بھی تھا۔ یہ لشکر مکہ مکرمہ سے گزرا تو عتّاب بن اُسَیْد کے بھائی خالد بن اسید امیر مکہ بھی ساتھ ہو لیے۔ جب یہ لشکر طائف سے گزرا تو عبدالرحمٰن بن ابی العاص اپنے ساتھیوں سمیت اس لشکر میں شامل ہو گئے۔ اسی طرح راستے میں مختلف قبائل کے لوگ آپ کے لشکر میں شامل ہوتے گئے۔

......☆......☆......☆......

> آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے، وہ اس پر ظلم نہیں کرتا اور نہ ہی اسے یکا وتنہا چھوڑتا ہے جو شخص اپنے بھائی کی حاجت روائی میں لگا رہتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی حاجات پوری کرتا جاتا ہے

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 24؍جون 2005 بطرز سوال وجواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال انسان آخرت کی طرف کب جھک سکتا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آخرت کی طرف انسان تبھی جھک سکتا ہے جب دل میں خدا کا خوف اس طرح ہو کہ اس کو تمام طاقتوں کا سرچشمہ سمجھتے ہوں اور جب یہ خیال یقین میں بدل جائے گا کہ وہ خدا ایک ہے، مجھے پیدا کرنے والا بھی ہے، مجھے پالنے والا بھی ہے، مجھے دینے والا بھی ہے، میرے کام میں یا میرے کاروبار میں برکت بھی اسی کے فضل سے پڑنی ہے۔

سوال تقویٰ اور خدا تعالیٰ کی وحدانیت کے معیار کب قائم ہوں گے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: تقویٰ اور خدا تعالیٰ کی وحدانیت قائم کرنے کے معیار اُس وقت قائم ہوتے ہیں جب خدا کے تمام حکموں پر عمل ہو رہا ہو اور یہ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے ہی ہو سکتا ہے۔

سوال کب ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش کے مطابق نمونہ بن سکتے ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جب خدا ترسی، پرہیز گاری، اللہ کی مخلوق کے لئے نرم جذبات بھی رہیں گے، آپس میں محبت بھی رہے گی۔ اور جب یہ چیزیں پیدا ہوں گی تو تب ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق ایک نمونہ بن سکیں گے۔

سوال حضور انور نے نمازوں کے متعلق کیا بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: نمازوں کے بارے میں تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ نماز کو قائم کرو۔ باجماعت ادا کرو اور نماز کو وقت مقررہ پر ادا کرو۔ جیسا کہ فرمایا اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتۡ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ کِتٰبًا مَّوۡقُوۡتًا (النساء: 104) یقینا نماز مومنوں پر وقت مقررہ کی پابندی کے ساتھ فرض ہے۔

سوال نماز کن چیزوں سے روکتی ہے؟

جواب اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡہٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡکَرِ یعنی یقینا نماز بدیوں اور ناپسندیدہ باتوں سے روکتی ہے۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نماز وقت پر ادا کرنے کی بابت کیا فرمایا؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ: مَیں طبعاً اور فطرتاً اس کو پسند کرتا ہوں کہ نماز اپنے وقت پر ادا کی جاوے اور نماز مَوْقُوتَہ کے مسئلہ کو بہت ہی عزیز رکھتا ہوں۔

سوال اللہ تعالیٰ نمازوں کی حفاظت کے متعلق قرآن کریم میں کیا بیان فرماتا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ: حٰفِظُوۡا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الۡوُسۡطٰی۔ وَقُوۡمُوۡا لِلّٰہِ قٰنِتِیۡنَ (البقرۃ: 239) نمازوں کی حفاظت کرو خصوصاً درمیانی نماز کا پورا خیال رکھو۔ اور اللہ کے فرمانبردار ہو کر کھڑے ہو جاؤ۔

سوال حضور انور نے نمازوں کی حفاظت کی بابت احمدیوں کو کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ہر احمدی کو اپنی نمازوں کی حفاظت کی طرف توجہ دینی چاہیئے اور انہیں وقت مقررہ پر

ادا کرنا چاہئے۔ اگر اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں لے کر آنا ہے، اگر توحید کو قائم کرنے کا دعویٰ کرنے والا بننا ہے تو اپنی عبادتوں کے معیار بلند کرنے ہوں گے۔ اپنی نمازوں کی بھی حفاظت کرنی ہوگی، کاموں کے عذر کی وجہ سے دوپہر کی یا ظہر کی نماز اگر آپ چھوڑتے ہیں تو نمازوں کی حفاظت کرنے والے نہیں کہلا سکتے۔

سوال ہماری دعائیں کب قبول ہوں گی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اگر نمازوں میں بے توجہگی قائم رہے گی اور نمازوں کی حفاظت کا خیال نہیں رکھا جائے گا تو پھر یہ رونا بھی نہیں رونا چاہئے کہ خدا ہماری دعائیں نہیں سنتا۔ نمازوں کی حفاظت اور نگرانی ہی اس بات کی ضامن ہوگی کہ ہمیں اور ہماری نسلوں کو گناہوں اور غلط کاموں سے پاک رکھے۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کیلئے کیا دعا کیا کرتے تھے؟

جواب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ! مَیں تجھ سے تیری عزت کا واسطہ دے کر پناہ طلب کرتا ہو تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو وہ ذات ہے جو مرنے والی نہیں جبکہ جن وانس مرجائیں گے

سوال ہماری بیعتوں کا مقصد کیا ہونا چاہئے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔

سوال کن لوگوں کو حقوق العباد کی ادائیگی کا ہر وقت خیال رہتا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جو لوگ خدا تعالیٰ کا تقویٰ دل میں رکھتے ہوئے، اسکے رعب اور اس کی عظمت کی وجہ سے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں ان کے دل اس خوف سے کانپتے ہیں کہ اللہ کے بندوں کے حقوق ادا نہ کرکے وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث نہ بن جائیں۔ ایسے بندے وہ بندے ہیں جو اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل کرنے والے ہیں۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک مسلمان کے کیا اوصاف بیان فرمائے؟

جواب ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے وہ اس پر ظلم نہیں کرتا اور نہ ہی اسے یکا و تنہا چھوڑتا ہے۔ جو شخص اپنے بھائی کی حاجت روائی میں لگا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی حاجات پوری کرتا جاتا ہے۔ اور جس نے کسی مسلمان کی کوئی تکلیف دور کی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کے مصائب میں سے ایک مصیبت اس سے کم کردے گا۔ اور جو کسی مسلمان کی ستّاری کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی ستاری فرمائے گا۔

سوال اگر ہم نماز باقاعدگی سے ادا کریں گے تو ہمارے بچوں پر اس کا کیا اثر ہوگا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ہماری نمازوں میں باقاعدگی یقیناً ہمارے بچوں میں بھی یہ روح پیدا کرے گی کہ ہم نے بھی نمازوں میں باقاعدہ ہونا ہے۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کیسی ہونی چاہئے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: اس جماعت کو تیار کرنے سے غرض یہی ہے کہ زبان، کان، آنکھ اور ہر ایک عضو میں تقویٰ سرایت کر جاوے۔ تقویٰ کا نور اس کے اندر اور باہر ہو۔ اخلاق حسنہ کا اعلیٰ نمونہ ہو۔ اور بے جا غصہ اور غضب وغیرہ بالکل نہ ہو۔

سوال غصہ سے بچنے اور اخلاق فاضلہ اپنانے کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا فرمایا؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: مَیں نے دیکھا ہے کہ جماعت کے اکثر لوگوں میں غصّہ کا نقص اب تک موجود ہے۔ تھوڑی تھوڑی سی بات پر کینہ اور بغض پیدا ہو جاتا ہے اور آپس میں لڑ جھگڑ پڑتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا جماعت میں سے کچھ حصہ نہیں ہوتا۔ اور مَیں نہیں سمجھ سکتا کہ اس میں کیا دقت پیش آتی ہے کہ اگر کوئی گالی دے تو دوسرا چپ کر رہے اور اس کا جواب نہ دے۔ ہر ایک جماعت کی اصلاح اوّل اخلاق سے شروع ہوا کرتی ہے۔

سوال اگر کوئی بدگوئی کرے تو ایک احمدی کا کیا ردعمل ہونا چاہئے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: اگر کوئی بدگوئی کرے تو اس کے لئے درد دل سے دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح کر دیوے اور دل میں کینہ کو ہرگز نہ بڑھاوے۔

......☆......☆......

اعلان نکاح

☆ مورخہ 13 نومبر 2022ء کو عزیزہ ریحانہ ظفر بنت مکرم ظفر اقبال لون صاحب معلم سلسلہ آف ناصر آباد (کشمیر) کا نکاح عزیز آصف احمد صاحب ابن مکرم نعیم اللہ افتخار صاحب آف دھنباد (جھارکھنڈ) کے ساتھ مبلغ -/5,40,000 روپئے حق مہر پر مکرم مولوی فاروق احمد ناصر صاحب مبلغ انچارج ضلع کولگام نے پڑھایا۔

☆ مورخہ 15 نومبر 2022ء کو عزیزہ نیلوفر شکیل بنت مکرم شکیل احمد بٹ صاحب آف ناصر آباد (کشمیر) کا نکاح عزیز محسن جمال ابن مکرم محمد جمال راتھر صاحب آف شورت (کشمیر) کے ساتھ مبلغ -/50,000 روپئے حق مہر پر مکرم فاروق احمد ناصر صاحب مبلغ انچارج ضلع کولگام نے پڑھایا۔

☆ مورخہ 18 نومبر 2022ء کو عزیزہ سمیرہ گلزار بنت مکرم گلزار احمد بٹ صاحب آف ناصر آباد (کشمیر) کا نکاح عزیز عامر احمد ڈار ابن مکرم مقصود احمد ڈار صاحب آف ناصر آباد (کشمیر) کے ساتھ مکرم مولوی فاروق احمد ناصر صاحب مبلغ انچارج ضلع کولگام نے پڑھایا۔

اللہ تعالیٰ ان رشتوں کو ہر دو خاندان کیلئے باعث بابرکت فرمائے اور دین و دنیا کے حسنات سے نوازے۔ آمین

(راجہ جمیل، انسپکٹر بدر قادیان)

Our Moto Your Satisfaction

MUBARAK TAILORS

کوٹ پینٹ، شیروانی، شلوار قمیض اور vase coat کی سلائی کیلئے تشریف لائیں

Prop. : Hifazat, Sadaqat (Delhi Bazar, Shop No.33) Qadian

Contact Number : 9653456033, 9915825848, 8439659229

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 26 اکتوبر 2022ء بروز بدھ 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر اور غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

☆ مکرم حنیف الرحمان سنوری صاحب ابن مکرم حکیم حفیظ الرحمان سنوری صاحب (لندن)

21 اکتوبر 2022ء کو 82 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت مولوی قدرت اللہ سنوری صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نواسے تھے۔ مرحوم 1962ء میں یوکے آئے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد محترم ڈاکٹر ولی شاہ صاحب کے ساتھ شعبہ ضیافت میں خدمت کی توفیق پائی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کی خدمت کیلئے ہر وقت تیار رہتے۔ مرحوم انتہائی نیک، دین دار، تہجد گزار، نماز روزہ کے پابند، لوگوں کے ساتھ انتہائی پیار اور محبت سے ملنے والے، خوش گفتار اور خلافت کے ساتھ اخلاص و وفا کا تعلق رکھنے والے بزرگ تھے۔ نہایت خوش الحانی کے ساتھ بلند آواز میں قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ مرحوم نے اپنے پیچھے دو بیٹے اور ایک بیٹی اور کثیر تعداد میں پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ مکرم صفی الرحمٰن خورشید صاحب (سابق مینیجر نصرت آرٹ پریس ربوہ) اور مکرم ولی الرحمٰن سنوری صاحب (سابق کارکن وکالت دیوان ربوہ۔ حال کینیڈا) کے بھائی اور مکرم شجر احمد فاروقی صاحب (یوکے) کے خالہ زاد اور تایا زاد بھائی تھے۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرم پی اے سلیم صاحب
(معلم سلسلہ، کوڈونگا لّور، انڈیا)

29 ستمبر 2022ء کو 61 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کو مباہلہ کے چیلنج کا اشتہار پڑھ کر جماعت کی طرف دلچسپی پیدا ہوئی۔ جماعت کے بارہ میں مزید معلومات حاصل کرنے اور اسلامی اصول کی فلاسفی کا مطالعہ کرنے کے بعد آپ نے بلا تاخیر احمدیت قبول کرنے کی توفیق پائی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے مباہلہ کیرالہ کے نتیجہ میں بیعت کرنے والے جن تین خوش نصیبوں کا ذکر اپنے خطبہ جمعہ 27 نومبر 1989ء میں فرمایا تھا ان میں آپ بھی شامل تھے۔ بیعت کے شروع کے چند سال آپ صوبائی امیر صاحب کے ساتھ خدمت بجالاتے رہے۔ 1993ء میں فیملی سمیت قادیان آکر جامعۃ المبشرین میں داخل ہو گئے جہاں سے معلم کورس کرنے کے بعد آپ کی پہلی تقرری 1995ء میں صوبہ آندھرا پردیش کے علاقے جنگلہ پالم میں ہوئی۔ وہاں آپ کو سخت مخالفت کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ مرحوم نے صوبہ آندھرا پردیش میں 15 سال اور پھر ریٹائرمنٹ تک صوبہ کیرالہ میں خدمت کی توفیق پائی۔ ان کا کل عرصہ خدمت 27 سال بنتا ہے۔ آپ نے متعدد بیعتیں کروانے کی بھی توفیق پائی۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے، بہت دعا گو، متوکل علی اللہ، صابر وشاکر، ملنسار، مہمان نواز، ایک نیک اور باوفا انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں والدہ اور اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور ایک بیٹا شامل ہیں۔ آپ کے بیٹے مکرم محمد صالح صاحب مربی سلسلہ آج کل کوڈونگا لّور کیرالہ میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(2) مکرمہ حمیدہ بیگم صاحبہ
اہلیہ مکرم عبد المجید ناصر صاحب (ربوہ)

6 ستمبر 2022ء کو 76 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ دعا گو، نمازوں کی پابند، چندوں میں باقاعدہ تھیں۔ بہت سے بچوں کو قرآن کریم پڑھایا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں چار بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم عبد القیوم ناصر صاحب بطور مربی سلسلہ خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کے چار پوتے بھی مربی سلسلہ ہیں جو مختلف جگہوں پر خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(3) مکرم محمد رفیق اکمل صاحب
ابن مکرم چودھری حفیظ احمد صاحب (شیخوپورہ)

26 اکتوبر 2021ء کو 63 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم نے ساری عمر مختلف عہدوں پر کام کیا جن میں معتمد ضلع، قائد ضلع اور زعیم اعلیٰ انصار اللہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ وفات سے قبل صدر حلقہ بیت النور اور جنرل سیکرٹری ضلع شیخوپورہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ آپ بڑے مخلص اور محنتی خادم سلسلہ تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

(4) مکرم محمد عارف چغتائی صاحب
ابن مکرم حکیم محمد عیسیٰ چغتائی صاحب (لاہور)

3 مارچ 2022ء کو 67 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم تقریباً پانچ سال حلقہ رحمان پورہ لاہور میں بطور نائب امین خدمت سرانجام دیتے رہے۔ خلافت سے انتہائی عقیدت اور محبت کا تعلق تھا۔ اپنے بچوں کو بھی خلافت احمدیہ سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتے تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، مہمان نواز، ہمدرد اور اپنے خاندان کی اعلیٰ روایات پر قائم ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔

(5) عزیزم مبارز احمد
ابن مکرم ناصر احمد صاحب (نارووال شہر)

6 ستمبر 2022ء کو سیالکوٹ سے لاہور جانے والی ٹرین کے حادثہ میں وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ عینی شاہدین کے مطابق پھاٹک کراس کرتے ہوئے ان کا پاؤں ٹرین کی پٹڑی میں پھنس گیا اور ٹرین کی زد میں آنے کی وجہ سے موقع پر ہی وفات پاگئے۔ مرحوم کے دادا ماسٹر اختر حسین صاحب مرحوم نے لمبا عرصہ امیر حلقہ ظفر وال اور صدر جماعت مالوکے کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کے والد سرکاری سکول میں ٹیچر ہیں۔ مرحوم F.Sc کے طالب علم تھے۔ سلجھے ہوئے، کم گو اور ہونہار نوجوان تھے۔ پسماندگان میں والدین کے علاوہ ایک بھائی اور دو بہنیں شامل ہیں۔

......☆......☆......☆......

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly **BADAR** Qadian
Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2019-22 Vol. 71 Thursday 15 - December - 2022 Issue. 50

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اخلاق پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا اثر پڑا ہوا تھا

اور آپؓ کا دل نورِ یقین سے بھرا ہوا تھا اس لیے وہ شجاعت اور استقلال دکھایا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد اُس کی نظیر ملنی مشکل ہے

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت بدری صحابی اور پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 9 ر دسمبر 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

گزشتہ خطبہ جمعہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کچھ اقتباسات حضرت ابوبکرؓ کے بارے میں پیش کیے تھے اس بارے میں آپؑ کے مزید کچھ ارشادات پیش کرتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بلاشبہ ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ اس کارواں کے امیر تھے جس نے اللہ کی خاطر بلند چوٹیاں سَر کیں اور انہوں نے متمدن اور بادیہ نشینوں کو حق کی دعوت دی یہاں تک کہ اُن کی یہ دعوت دُور دراز تک پھیل گئی اور ان دونوں کی خلافت میں بکثرت ثمراتِ اسلام ودیعت کیے گئے اور اسلام حضرت صدیق اکبرؓ کے زمانے میں مختلف اقسام کے فتنوں کی آگ سے علم رسیدہ تھا اور قریب تھا کہ کھلی کھلی غارت گریاں اُس کی جماعت پر حملہ آور ہوں اور اُسکے لُوٹ لینے پر فتح کے نعرے لگائیں۔ پس عین اُس وقت حضرت ابوبکرؓ کے صدق کی وجہ سے ربِّ جلیل اسلام کی مدد کو آپہنچا اور گہرے کنویں سے اُسکا متاعِ عزیز نکالا۔ چنانچہ اسلام بدحالی کے انتہائی مقام سے بہتر حالت کی طرف لوٹ آیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ حقیقت ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کے اوصاف حمیدہ آفتاب کی طرح درخشندہ ہیں اور جس نے انکار کیا اُس نے جھوٹ بولا اور ہلاکت اور شیطان سے جاملا۔ جن لوگوں پر حضرت ابوبکرؓ کا مقام و مرتبہ مشتبہ رہا ایسے لوگ عمداً خطا کار ہیں اور انہوں نے کثیر پانی کو قلیل جانا اور ایسے شخص کی تحقیر کی جو اوّل درجہ کا مکرم و محترم تھا۔ حضرت ابوبکرؓ سے مومنوں کیلئے ہمیشہ فلاح و بہبود ہی ظاہر ہوئی۔ وہ شخص جس نے دنیا سے صرف اسی قدر حصہ لیا جتنا اُس کی ضرورتوں کیلئے کافی تھا پھر کیسے خیال کیا جاسکتا ہے کہ اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر ظلم رَوا رکھا ہوگا۔ اللہ صدیق اکبرؓ پر رحمتیں نازل فرمائے کہ آپؓ نے اسلام کو زندہ کیا اور زندیقوں کو قتل کیا اور قیامت تک کیلئے اپنی نیکیوں کا فیضان جاری کر دیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ بلاشبہ اسلام اور مُرسلین کے فخر ہیں۔ آپؓ کا جوہر فطرت خیر البریہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوہر فطرت کے قریب تر تھا۔ آپؓ نبوت کی خوشبوؤں کو قبول کرنے کیلئے مستعد لوگوں میں سے اوّل تھے۔ آپؓ اُن لوگوں میں سے پہلے تھے جنہوں نے میل سے اَٹی چادروں کو پاک اور صاف پوشاکوں سے تبدیل کر دیا اور انبیاء کے اکثر خصائل میں انبیاء کے مشابہ تھے۔ ہم قرآن کریم میں آپؓ کے ذکر کے سِوا کسی اور صحابی کا ذکر بجز ظن و گمان کرنے والوں کے ظن کے قطعی اور یقینی طور پر موجود نہیں پاتے اور ظن وہ چیز ہے جو حق کے مقابلہ پر کوئی حیثیت نہیں رکھتا اور نہ ہی وہ حق کے متلاشیوں کو سیراب کرسکتا ہے اور جس نے آپؓ سے دشمنی کی تو ایسے شخص اور حق کے درمیان ایک ایسا بند دروازہ حائل ہے جو صدیقوں کے سردار کی طرف رجوع کیے بغیر نہ کھلے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ کی رُوح میں صدق و صفا، ثابت قدمی اور تقویٰ شعاری داخل تھی خواہ سارا جہان مرتد ہوجائے آپؓ اُن کی پرواہ نہ کرتے اور نہ پیچھے ہٹتے بلکہ ہر آن اپنا قدم آگے ہی بڑھاتے گئے اور اسی وجہ سے اللہ نے نبیوں کے فوراً بعد صدیقوں کے ذکر کو رکھا اور فرمایا فَأُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ اور اس آیت میں صدیق اکبرؓ اور آپؓ کی دوسروں پر فضیلت کے اشارے ہیں کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ میں سے آپؓ کے سِوا کسی صحابی کا نام صدیق نہیں رکھا تا کہ وہ آپؓ کے مقام اور عظمتِ شان کو ظاہر کرے۔ اس آیت میں سالکوں کیلئے کمال کے مراتب اور اُن کی اہلیت رکھنے والوں کی جانب بہت بڑا اشارہ ہے۔ اور جب ہم نے اس آیت پر غور کیا تو یہ منکشف ہوا کہ یہ آیت ابوبکر صدیقؓ کے کمالات پر سب سے بڑی گواہ ہے اور اس میں گہرا راز ہے جو ہر اُس شخص پر منکشف ہوتا ہے جو تحقیق پر مائل ہوتا ہے۔ پس ابوبکرؓ وہ ہیں جنہیں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے صدیق کا لقب عطا کیا گیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ابن خلدون کہتے ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ کی تکلیف بڑھ گئی اور آپ ﷺ پر غشی طاری ہوگئی اور نماز کا وقت ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ سے کہہ دیں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ کے دروازے کے سِوا مسجد میں کھلنے والے سب دروازے بند کر دو کیونکہ میں تمام صحابہ میں احسان میں کسی کو بھی ابوبکرؓ سے زیادہ افضل نہیں جانتا۔ پھر ابن خلدون کہتے ہیں کہ اللہ کے لطیف احسانات میں سے جو اُس نے آپؓ پر فرمائے اور رسول اللہ ﷺ سے کمال قرب کی جو خصوصیت آپؓ کو حاصل تھی وہ یہ تھی کہ آپؓ اُسی چارپائی پر اُٹھائے گئے جس پر رسول اللہ ﷺ کو اُٹھایا گیا تھا اور آپؓ کی قبر کو بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی طرح ہموار بنایا گیا اور صحابہ نے آپؓ کی لحد کو رسول اللہ ﷺ کی لحد کے بالکل قریب بنایا۔ آپؓ نے جو آخری کلمہ ادا فرمایا وہ یہ تھا کہ اے اللہ! مجھے مسلم ہونے کی حالت میں وفات دے اور مجھے صالحین میں شامل فرما۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ابوبکرؓ ایک نادرِ روزگار باخدا انسان تھے جنہوں نے اندھیروں کے بعد اسلام کے چہرے کو تابانی بخشی۔ جس نے اسلام کو ترک کیا اُس سے آپؓ نے مقابلہ کیا۔ جس نے حق سے انکار کیا آپؓ نے اُس سے جنگ کی اور جو اسلام کے گھر میں داخل ہوگیا تو اُس سے نرمی اور شفقت کا سلوک کیا۔ آپؓ نے اشاعت اسلام کیلئے سختیاں برداشت کیں۔ آپؓ ہر مدمقابل سے نبرد آزما ہونے کیلئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ آپؓ نے ہر اُس شخص کو جس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا ہلاک کر دیا اور اللہ تعالیٰ کی خاطر تمام تعلقات کو پرے پھینک دیا۔ آپؓ کی تمام خوشیاں نبی کریم ﷺ کی اتباع میں تھیں۔ میں نے صدیق اکبرؓ کو واقعی صدیق پایا اور آپؓ کو تمام اماموں کا امام اور دین اور امت کا چراغ پایا۔ بخدا حضرت ابوبکرؓ حرمین میں بھی اور دونوں قبروں میں بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھی ہیں۔ اس سے میری مُراد ایک تو غار کی قبر ہے اور دوسری وہ قبر ہے جو مدینہ میں خیر البریہ ﷺ کی قبر کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا نمونہ ہمیشہ اپنے سامنے رکھو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس زمانے پر غور کرو کہ جب دشمن قریش ہر طرف سے شرارت پر تُلے ہوئے تھے اور انہوں نے آپؐ کے قتل کا منصوبہ کیا وہ زمانہ بڑا ابتلا کا تھا۔ اُس وقت حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جو حقِ رفاقت ادا کیا اُسکی نظیر دنیا میں کہیں نہیں پائی جاتی۔ یہ طاقت بجز صدق اور ایمان کے ہرگز نہیں آسکتی۔ آج جس قدر تم لوگ بیٹھے ہوئے ہو اپنی اپنی جگہ سوچو کہ اگر اس قسم کا کوئی ابتلا ہم پر آجائے تو کتنے ہیں جو ساتھ دینے کو تیار ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ یہ بات سُن کر بعض لوگوں کے ہاتھ پاؤں سُن ہوجائیں گے اُن کو فوراً اپنی جائیدادوں اور رشتہ داروں کا خیال آجائے گا کہ ان کو چھوڑنا پڑے گا۔ مشکلات کے وقت ہی ساتھ دینا ہمیشہ کامل الایمان لوگوں کا کام ہوتا ہے۔ اس لیے جب تک انسان عملی طور پر ایمان کو اپنے اندر داخل نہ کرے محض قول سے کچھ نہیں بنتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ کے اخلاق پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا اثر پڑا ہوا تھا اور آپؓ کا دل نورِ یقین سے بھرا ہوا تھا اس لیے وہ شجاعت اور استقلال دکھایا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد اُس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ اُن کی زندگی اسلام کی زندگی تھی۔ مَیں سچ کہتا ہوں کہ حضرت ابوبکرؓ اسلام کیلئے آدمِ ثانی ہیں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر آنحضرت ﷺ کے بعد ابوبکرؓ کا وجود نہ ہوتا تو اسلام بھی نہ ہوتا۔ ابوبکر صدیقؓ کا بہت بڑا احسان ہے کہ اُس نے اسلام کو دوبارہ قائم کیا۔ آپؓ صفات نبوت کے تمام انسانوں سے زیادہ حقدار تھے اور خیر البریہ ﷺ کے خلیفہ بننے کیلئے اولیٰ تھے۔

حضور انور نے آخر میں فرمایا کہ یہ تھے حضرت ابوبکر صدیقؓ جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اپنے آپ کو فنا کر دیا تھا۔ بدری صحابہ کے ذکر میں یہ آخری ذکر تھا جو اب ختم ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان صحابہؓ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور جو معیار انہوں نے قائم کیے ہم بھی اُن معیاروں کو قائم کرنے کی کوشش کرنے والے ہوں۔

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad